Facebook stories by dr nida Ali

TEAM DIAMOND URDU BOOKS

ڈاکٹر ندا ایلی

سٹوریز کلیکشن



تدوین و آرائش

شاہ زرخان : 03176699066

ڈائمنڈ اردو بکس

DiamondUrduBooks.com

اردو ادب، علم اور ثقافت کا بہترین آن لائن ڈیجیٹل ذخیرہ

✦ ویب سائٹ کا جامع تعارف

ڈائمنڈ اردو بکس ڈاٹ کام (DiamondUrduBooks.com) اردو زبان و ادب کی ترویج و اشاعت کے لیے قائم کردہ ایک ممتاز اور بین الاقوامی آن لائن ڈیجیٹل لائبریری ہے۔ ہمارا بنیادی مقصد دنیا بھر میں موجود اردو دان طبقے، بالخصوص قارئین، محققین، اور طلبہ کو اعلیٰ معیار کی کتب بالخصوص تاریخی، مذہبی، اصلاحی، جاسوسی اور ادبی شاہکار پی ڈی ایف (PDF) فارمیٹ میں بالکل مفت اور آسان رسائی کے ساتھ فراہم کرنا ہے۔

✦ ڈائمنڈ اردو بکس کی نمایاں خصوصیات

📚 وسیع ڈیجیٹل لائبریری

ہزاروں کی تعداد میں تاریخی، اسلامی، رومانی اور جاسوسی ناولز کا اعلیٰ ذخیرہ۔

⚡ ایچ ڈی (HD) کوالٹی

تمام کتب انتہائی صاف ستھرے اور ایچ ڈی پی ڈی ایف فارمیٹ میں دستیاب ہیں۔

📱 آسان اور تیز رسائی

موبائل اور کمپیوٹر پر بغیر کسی دشواری کے آن لائن مطالعہ اور ڈاؤن لوڈنگ۔

💎 مفت مطالعہ سروس

قارئین کے لیے تمام مواد مکمل طور پر مفت دستیاب ہے تاکہ علم ہر جگہ پہنچے۔

💡 ہمارا بنیادی عزم و مقصد

اردو زبان کی بقا اور کتاب سے دوستی کے کلچر کو عام کرنا ہمارا اولین مقصد ہے۔ ہم جدید ترین ڈیجیٹل ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے اردو ادب کو ہر جگہ پہنچانے کے لیے کوشاں ہیں۔

دستیاب کتب و تحاریر کی اقسام

DiamondUrduBooks.com

✦ دستیاب کتب کے اہم شعبہ جات

شعبہ / کیٹیگری	موضوعات	قارئین کی پسندیدگی
تاریخی ناولز	اسلامی تاریخ، فاتحین کے کارنامے اور عظیم سلطنتیں	★★★★★ (بہت اعلیٰ)
سلسلہ وار کتب	اسلم راہی ایم اے، عنایت اللہ التمش وغیرہ	★★★★★ (ممتاز)
شاعری و ادب	کلاسک اور جدید شعراء کے منتخب مجموعے	★★★★☆ (بہترین)
مذہبی و اصلاحی	تربیتی کتب، سیرت النبی ﷺ اور سوانح حیات	★★★★★ (مقبول)

مصنفین، شعراء اور اہل قلم کو دعوت!

کیا آپ ایک مصنف، ناول نگار، شاعر یا کالم نگار ہیں؟ کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی تحریر یا کتاب دنیا بھر کے لاکھوں اردو قارئین تک پہنچے؟

ڈائمنڈ اردو بکس ڈاٹ کام (DiamondUrduBooks.com) تمام نئے اور تجربہ کار لکھاریوں کو یہ سنہری موقع فراہم کرتی ہے کہ وہ اپنی تخلیقات کو ہماری معتبر ویب سائٹ اور پلیٹ فارم کے ذریعے قارئین تک پہنچائیں۔

ہم درج ذیل شعبہ جات میں تحاریر کا خیر مقدم کرتے ہیں:

اردو ناولز (تاریخی و معاشرتی) | شاعری و غزلیں | افسانے و کہانیاں | مذہبی و اصلاحی مضامین | تحقیقی مقالے

ہمارے پلیٹ فارم کے ساتھ جڑیں

DiamondUrduBooks.com

✦ مصنفین کے لیے خصوصی سہولیات

🌐 عالمی سطح پر رسائی
آپ کی تحریر پاکستان سمیت پوری دنیا کے اردو قارئین تک فوری پہنچے گی۔

🛡️ محفوظ پی ڈی ایف پیشکش
آپ کے نام، تعارف اور حقوق کے مکمل احترام کے ساتھ کتاب کی پیشکش۔

📈 مفت شائعات اور تشہیر
ویب سائٹ اور سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر آپ کی تحریر کی مفت تشہیر۔

🤝 مستقل تعاون
نئے اور ابھرتے ہوئے قلمکاروں کی مکمل حوصلہ افزائی اور رہنمائی۔

رابطہ کریں اور اپنی تحریر پہنچائیں

اپنی کتاب، مقالہ، شاعری یا تحریر بھیجنے کے لیے ہماری ایڈمن ٹیم سے واٹس ایپ پر براہ راست رابطہ کریں۔

👇 واٹس ایپ پر آٹو پیغام بھیجنے کے لیے نیچے کلک کریں 👇

واٹس ایپ نمبر: 03176699066

✓ بٹن پر کلک کرنے پر آٹو پیغام کے ساتھ واٹس ایپ چیٹ اوپن ہو جائے گی۔

💎 ڈائمنڈ اردو بکس 💎

آفیشل سوشل میڈیا پلیٹ فارمز، واٹس ایپ گروپس ڈائریکٹری

🌐 مرکزی پورٹل و آفیشل چینل

آفیشل ویب سائٹ
آن لائن پی ڈی ایف کتب کا وسیع ذخیرہ

ویب سائٹ وزٹ کریں 🔗

آفیشل واٹس ایپ چینل
اہم ترین اپڈیٹس اور خبریں

چینل فالو کریں 📢

💬 آفیشل واٹس ایپ گروپس

ڈائمنڈ اردو بکس 1️⃣
مرکزی کتابی بحث و شیئرنگ

گروپ جوائن کریں 👥

ڈائمنڈ اردو بکس 2️⃣
ثانوی کتابی اپڈیٹس گروپ

گروپ جوائن کریں 👥

ڈائمنڈ بکس کمیونٹی
مرکزی کمیونٹی حب

کمیونٹی جوائن کریں 🌐

اردو تحاریر کا گلدستہ
منتخب ادبی تحاریر

گروپ جوائن کریں ✍️

کاروان شعر و ادب
شاعری اور شاہکار ادب

گروپ جوائن کریں 📜

کتابوں پر تبصرے
ادبی ریویوز اور تبصرے

گروپ جوائن کریں 📚

ڈی یو بی میڈیا
جنرل پوسٹنگ گروپ

گروپ جوائن کریں 🎬

ڈائمنڈ لنکس ورلڈ
مختلف مفید لنکس کا مجموعہ

گروپ جوائن کریں 🔗

حمد و نعت آفیشل

اسلامی حمد، نعت و کلام

گروپ جوائن کریں 🕌

بچوں کا کارواں

بچوں کا ادب اور کہانیاں

گروپ جوائن کریں 🎈

📱 دیگر سوشل میڈیا اکاؤنٹس

ٹیلی گرام چینل

ڈائریکٹ پی ڈی ایف ڈاؤن لوڈز

ٹیلی گرام چینل 🚀

ٹیلی گرام گروپ

ڈسکشن اور گفتگو گروپ

ٹیلی گرام گروپ 💬

فیس بک پیج

آفیشل فیس بک اپڈیٹس

فیس بک پیج 👍

فیس بک گروپ

کمیونٹی فیس بک گروپ

فیس بک گروپ 👨‍👩‍👧‍👦

انسٹاگرام

بصری اقتباسات اور پوسٹرز

انسٹاگرام فالو کریں 📸

ٹک ٹاک

مختصر ویڈیو اپڈیٹس

ٹک ٹاک فالو کریں 🎵

⚠️ کسی بھی لنک کے کام نہ کرنے یا ری سیٹ ہونے کی صورت میں فوری رابطہ کریں:

رابطہ منتظم: شاہ زر خان | +92 317 6699066

© 2026 ٹیم ڈائمنڈ اردو بکس — تمام حقوق محفوظ ہیں۔



ڈاکٹر ندا ایلی

ایک نظر میں

ندا ایلی ایک ڈاکٹر ہیں۔جو بطور مصنف باقاعدہ طور پر سر گرم نہیں ہیں اور نہ ہی ان کا کوئی ناول یا کہانی کسی ڈائجسٹ میں ہوئی ہے۔وہ روزنامہ نوائے وقت میں مختصر کالم لکھتی ہیں ۔جن میں روزمرہ کے معمولات اور لوگوں کے مسائل کی نشاندہی کرتی ہے۔ان تحریریں حقیقت کے قریب ہوتی ہیں۔ اور الفاظ انتخاب بہت عمدہ ہوتا ہے۔ان کی ہر ایک سطر میں ایک خاص جاذبیت ہوتی ہے۔۔جس کی وجہ سے پڑھنے والوں کو یہ کہانیاں ان کی اپنی زندگی سے تعلق رکھتی ہے۔اند ایلی کی تحریریں دل کو چھو لینے والی ہوتی ہیں۔اور عام لوگوں کے خیالات اور جذبات کی عکاسی کرتی ہے۔اس کے علاوہ فیس بک پر ان کا اکاؤنٹ بھی ہے۔ جہاں وہ اپنی کہانیاں شیئر کرتی ہیں۔جس کی وجہ ان کے مداح اور قارئین ان کی لکھی ہوئی تحاریر تک حاصل کر سکتے ہیں۔

رنگ



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

ہماری شادی کو ابھی ایک ہفتہ ہوا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ میں چاہتا ہوں تم میرے ماں باپ کو امی اور ابو کہو۔ اس نے کئی مرتبہ کوشش کی لیکن اکثر بے دھیانی میں اس کے منہ سے ''انکل اور انٹی'' نکل آتا تھا۔ وہ ڈری اور سہمی رہتی تھی۔ کمرے سے باہر نکلنے سے پہلے اپنی چال ڈھال، بال، آواز، لباس، سب کچھ کئی بار چیک کرتی تھی۔ وہ خود ہی اپنی ناقد تھی۔ اس دن اسے اٹھنے میں کچھ دیر ہوگئی۔ امی آنگن میں پھیلے کپڑے اتار رہی تھیں۔ اس نے کھڑکی کھولی، اس کا دوپٹہ رنگ چھوڑ رہا تھا۔ امی مجھے ڈانٹ رہی تھی کہ کہاں سے رنگ کروا کر لے آئے ہو، پھر امی اندر گئیں اور اپنا اسی رنگ کا ایک بہت نفیس دوپٹہ لے آئیں اور کہنے لگیں ''اس عمر کی لڑکیاں شلوار قمیص چاہے ہلکے رنگ کی پہنیں لیکن ان کو اپنے دوپٹے کے رنگ سے بہت پیار ہوتا ہے۔ آئندہ کبھی کچا رنگ نہ رنگوانا، میں دوپٹہ لئے کمرے میں واپس آ گیا۔ اس نے میری طرف دیکھا اور کہا ''میری امی کے دوپٹے بھی کبھی رنگ نہیں چھوڑتے تھے..... وہ مسکرا رہی تھی اس شام اس نے وہی دوپٹہ پہنا۔ اس کے خوف کی جگہ خوشی اور شرارت نے لے لی۔ اس نے میرے رشتہ کو اپنا بنالیا..... امی ایک دن مجھے کہنے لگیں ''جب نئی دلہن گھر میں آئے تو پہلے ہی دن اس کو یہ نہ کہو کہ میرے آنگن کے اونچے پیڑ کا سب سے میٹھا پھل توڑ کر لاؤ، بلکہ تھوڑا انتظار کرو، وہ خود ہی تمہارے آنگن میں بیج بوئے گی۔ اسے روز پانی دے گی۔ اس کی دیکھ بھال کرے گی یہاں تک کہ اس کو اس پیڑ سے محبت ہو جائے گی اور اس پیڑ کا ہر پھل میٹھا ہوگا۔

موت



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

میں ایک روپے کی پرچی بنوا کر کمرہ عدالت میں داخل ہوا۔ وہاں بہت سے وکیل اور جج لوگوں کے ایک ہجوم کے مسائل حل کرنے میں مصروف تھے لیکن لوگ پھر بھی احتجاج کر رہے تھے کہ ہمیں باہر سے انصاف بہت مہنگا خریدنا پڑتا ہے۔ ہمیں اپنے پاس سے مفت انصاف مہیا کریں۔ کمرہ عدالت میں سے گزرنا اور سانس لینا تک دشوار تھا۔ جج اور وکیل پسینے سے شرابور تھے۔ وہ ایک کے بعد دوسرا کیس حل کر رہے تھے لیکن لوگ بالکل مطمئن نہ تھے اور ضرورت پڑنے پر ان کو قصائی کہنے، گالیاں دینے، گریبان پکڑنے اور تشدد کرنے سے بھی گریز نہیں کر رہے تھے لیکن ان کو روکنے کے لیے کوئی سیکورٹی موقع پر موجود نہ تھی۔

یکدم میرے سر پر بھی ایک ڈنڈا پڑا اور میری یادداشت اور بینائی واپس آ گئی۔ وہ جگہ جسے میں کمرہ عدالت سمجھ رہا تھا وہ دراصل ایک سرکاری ہسپتال کی ایمرجنسی کا منظر تھا..... ہماری بھول یہ ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ مریض کا علاج بروقت نہ ہو سکا اور اس کی موت واقع ہوگئی۔ موت صرف یہ نہیں ہے۔ ایک بیوہ کا اپنی زمین کے لیے کئی سالوں سے بے فیض عدالتی کمروں کے چکر کاٹنا۔ یہ بھی موت ہے۔ ایک بے قصور کو کئی سال جیل میں رکھنا اور اس کی جوانی گزر جانے کے بعد اسے بے گناہ قرار دے کر رہا کر دینا۔ یہ بھی موت ہے۔ ایک قاتل کو راتوں رات مک مکا کر کے گرفتار کرنے کی بجائے بیرون ملک فرار کرا دینا، یہ بھی موت ہے۔ ٹی وی کیمرے سے فقط جھوٹ اور پروپیگنڈہ دکھانا، یہ بھی موت ہے۔ دل کے اٹیک سے تو اسی وقت جان چلی گئی لیکن مایوسی ناانصافی اور لاچارگی کے باعث دھیرے دھیرے خود کو آئینے میں مرتے ہوئے دیکھنا یہ بھی موت ہے۔

وفا



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

میں چھپ کر شادی کر چکا تھا لیکن نہ جانے کیوں لگتا تھا کہ وہ جانتی ہے۔ وہ میری سائڈ کی بجائے بیچ سے نکلی ہوئی مانگ، میرا پرفیوم، میری ریڈ شرٹس، سبھی کچھ نوٹ کر رہی تھی۔ زندگی کے سفر میں یہ میرا گمان تھا کہ وفا بہر حال وہ کرلے گی۔ میں اکثر سوچا کرتا تھا۔ میں میلوں پیدل چل لوں گا۔ میں ایک ہی کندھے پر سارے بیگ لٹکا لوں گا۔ میرے ہوتے ہمیشہ گھر سے رات کو گرم روٹی کی خوشبو آئے گی۔ میرے بچے بھوک کو صرف کتاب میں پڑھیں گے، ٹی وی پر دیکھیں گے اور اگر کبھی میں بہک گیا تو وفا وہی کرے گی..... اس دن جب میرے دوست نے کہا کہ تمہیں ڈر کس بات کا ہے..... تمہیں حق حاصل ہے تو میں نے سینہ تان کر اُس کے سامنے اقرار کر لیا۔ وہ نہیں چونکی لیکن پھر بھی لرزنے لگی تھی۔ کہنے لگی۔ ”سُنا تھا شادی دو خاندانوں کی ہوتی ہے، فرسودہ رسموں کی ہوتی ہے، لڑکے کے بنک بیلنس، لڑکی کے جہیز سے ہوتی ہے، پھوپھی خالہ، چاچی کے دو دو جوڑوں سے ہوتی ہے..... میں نے سب مان لیا تھا لیکن مجھے یہ جاننے میں دیر نہیں لگی کہ شادی تو دو وفاؤں کی ہوتی ہے جو ایک دوسرے کو پانی نہ دیں تو پیاسی مر جاتی ہیں“ ”لیکن مجھے چار کی اجازت ہے“ میں نے سر اونچا اور آواز نیچی کرتے ہوئے کہا۔ ”ہاں چار کی اجازت ہے لیکن دل توڑنے، جھوٹ بولنے، ناانصافی اور بے وفائی کی اجازت ایک بار بھی نہیں۔“

”چپ ہو جاؤ“ میرا آواز اونچی اور سر نیچا ہو گیا۔ مجھے اس کی آنکھوں میں وفا کی ٹھنڈک کی بجائے سمجھوتے کی آگ نظر آئی۔ مجھے پہلی بار احساس ہوا کہ وفا تو روح میں رہتی ہے، جسم میں نہیں وہ میری قید ہوتے ہوئے بھی میری اسیر نہیں تھی۔ تب مجھے لگا کہ میں اپنے گھر کو اناج سے بھر بھی دوں تو بھی کسی کے ٹوٹے دل کے ساتھ بھوکے پیٹ سو جانے پر میرا کوئی اختیار نہیں۔

تکمیل



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

''آپ کو جاب کی کیا ضرورت ہے آپ کے میاں کی اچھی خاصی کمائی ہے؟ کیا وہ چاہتے ہیں کہ آپ جاب کر کے گھر میں پیسے لائیں؟''

''آپ کے والد صاحب آپ کو نوکری سے منع نہیں کرتے؟'' یہ سوال وہ اکثر سنتی تھی۔ مہینے کے آخر میں ملنے والی سیلری بیگ میں رکھتے ہوئے وہ سوچتی تھی کہ کیا سب ٹھیک کہتے ہیں؟ کیا میں فقط پیسوں کی خاطر نوکری کرتی ہوں.....؟ ایک دن اس کے اندر موجود ایک آواز ان سب سوالوں کا جواب دیتی ہے.....

''ہاں یہ درست ہے کہ پیسے کی ضرورت سب کو ہے لیکن میرے کام کرنے کا مقصد اپنے آپ کو پہچاننا ہے، اپنے آپ کو مکمل کرنا ہے..... کہ اگر میں ایک انجینئر ہوں، تو ڈیزائننگ کیے بغیر، ڈاکٹر ہوں تو علاج کیے بغیر، نرس ہوں تو نرسنگ کے بغیر، ٹیچر ہوں تو تعلیم دیئے بغیر، آرٹسٹ ہوں تو آرٹ کے بغیر، ہنرمند ہوں تو اپنے ہنر کے بغیر، لکھاری ہوں تو اپنی تحریر کے بغیر اور پائلٹ ہوں تو پرواز کے بغیر نامکمل ہوں۔ یہ میری اپنی ذات کا سفر ہے، جس کی منزل پر پہنچنا میرے لیے بہت ضروری ہے۔ اس میں میں کسی طور اپنے شوہر سے مقابلہ نہیں کر رہی جو بہرحال میرے سرپرست ہیں۔ شخصیت کی تکمیل میں خودمختار ہونا بہت اہم ہے۔ کسی پر نہیں بلکہ اپنے آپ پر انحصار کرنا بہت ضروری ہے۔ اگر میں خود مکمل ہوں گی تو اپنے بچوں کی کامل تربیت کر پاؤں گی۔''

اپنی طویل تقریر ختم کر کے وہ اپنے سامنے بیٹھی ''معاشرہ'' نامی خاتون کی طرف پُرامید نگاہوں سے دیکھتی ہے لیکن وہ خاتون اس کی نظروں کے سامنے ہی اس کا بیگ کھول کر نوٹ گننے لگتی ہیں.....

تیز دھوپ اور گیلے کپڑے دیدہ و دل

ڈاکٹر ندا ایلی



ڈاکٹر ندا ایلی

آج ساسو ماں نے پوچھا تھا کہ ماں بریانی میں کتنی پیاز ڈالتی تھیں تو بخدا مجھے بالکل یاد نہیں تھا ۔ مصالحہ کوٹنے کی سل بٹا لئے جو میں چوکڑی مار کر زمین پہ بیٹھ گئی تو کانوں میں ماں کے سل بٹا سے مصالحہ کوٹنے کی آواز آتی رہی ۔۔۔ کہ کبھی غور نہ کیا تھا ماں کتنی دیر مصالحہ کوٹتی رہتی تھیں ۔۔۔ وہ اچار خشک کرنے کب چھت پر جاتی تھیں ۔ وہ املی کو کتنی دیر بھگوتی تھیں ۔۔ وہ تو اکتنی دیر گرم کرتی تھیں ۔۔ مجھے کچھ بھی تو یاد نہیں تھا ۔۔۔ بیچ میں کتنے موسم بدلے ۔۔۔ آج میں آنگن میں پھیلے کپڑے اتارنے گئی تو ماں کی بہت یاد آئی تھی ۔۔ کہ انہیں تیز دھوپ میں ڈالے کپڑوں کا بھی علم ہو جاتا تھا کہ وہ کب سوکھے ۔۔ پھر وہ بھائی کو ڈانٹ ڈانٹ کر بھیجا کرتی تھیں کہ کپڑے اتار کر لے آؤ اور بھیا جانے پر تیار ہی نہس ہوتا تھا ۔۔ لیکن میرے آنگن میں پھلے کپڑے ابھی گیلے تھے ۔۔۔ میں چپ چاپ اندر چلی آئی کہ ماں کی ان لکھے لفظوں کو پڑھ لینے کی طاقت اور صلا حیت ابھی مجھ میں پیدا نہیں ہوئی تھی ۔۔۔۔ پروین شاکر کا مصرع یاد آیا ۔۔۔ تھوڑی سی ترمیم کے ساتھ ۔۔ ماؤں کے سمجھنے کو عمر چاہیئے جاناں ۔۔۔۔۔

بری نظر



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

دولہا دلہن سٹیج پر بیٹھے بہت اچھے لگ رہے تھے۔

مگر کچھ آوازیں آرہی تھیں۔

لڑکی لڑکے سے بڑی لگی رہی ہے۔

لڑکے کا قد لڑکی کی مناسبت سے چھوٹا ہے۔

لڑکی کا میک اپ بہت برا ہوا ہے۔

لڑکا سانولا لگ رہا ہے۔

لڑکی دانت نکال کر ہنس رہی ہے۔

لڑکا منہ بسور کر بیٹھا ہوا ہے۔

لڑکی ناخوش لگ رہی ہے۔لڑکا ناخوش لگ رہا ہے۔

آنٹی وہ دونوں بہت خوش ہیں ماشاء اللہ، آپ کھانا کھائیں کھانا کھل گیا ہے۔

ہاں بیٹا خوش تو ہوں گے۔میں نے سنا ہے پہلے سے چکر تھا ان کا۔لیکن میری دعائیں ہیں ان کے ساتھ اللہ پاک انہیں بری نظر سے بچائے۔

میری پلیٹ میں کچھ گول بوٹیاں ڈال دو بیٹا۔

☆.....☆.....☆

خوبصورت



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

ہسپتال میں جلد کی ''او پی ڈی،، میں روزانہ بے شمار عورتیں علاج کرانے کے لیے آتی ہیں۔ چنچل لڑکیاں، نئی نویلی دلہنیں، گود میں بچے تھامے، پرانی، شادی شدہ، حاملہ، ادھیڑ عمر اور بزرگ خواتین، ہاؤس وائف ورکنگ ویمن اور اکثر بالکل ان پڑھ صبح کے دس بجے اپنے خاوندوں کو ناشتہ دے کر اور بچوں کو سکول بھیج کر، ان خواتین کی بہت بڑی تعداد (دیگر خطرناک بیماریوں کے علاج) اپنے رنگ کا علاج کرانے کے لیے آتی ہیں۔ ''باجی کوئی ایسی دوا دے دیں کہ رنگ گورا ہو جائے۔،، ''کیوں؟،، ''چونکہ،، ایک ماہ بعد شادی ہے۔،، ''رشتہ والے دیکھ کر چلے جاتے ہیں۔،، ''خاوند کہتا ہے چہرہ بڑا خراب ہے، دوسری شادی کرلوں گا،، ''جاب پر جاتی ہوں تو سب مڑ مڑ کر چہرہ دیکھتے ہیں۔،، ''بچیوں کی شادی کرنی ہے لوگ کہتے ہیں کہ ماں ایسی ہوگی تو بیٹی کیسی ہوگی۔،، ''رنگ گورا کرنے کے لیے مکس کریم اور گولڈ کریم استعمال کی تھی لیکن دانے نکل آئے،، ایک ایسا ملک جہاں جلد کی قدرتی رنگت ہی گندمی یا سانولی ہے جو کہ بے حد دلکش ہے ہم نے بہت چھوٹی عمروں سے ہی اپنی خواتین کے دماغ میں یہ بات ڈال دی کہ نہ ان کی تعلیم، نہ شخصیت نہ عقل نہ فہم، نہ تربیت اور نہ ہی قابلیت ان کو خوبصورت بنا سکتی ہے۔ اگر کوئی چیز ان کے مسئلوں کا حل ہے تو وہ ہے گورا رنگ۔ میرے سامنے بیٹھی سترہ اٹھارہ سالہ لڑکی میرے کھلے ہوئے پن کو بہت اُمید کے ساتھ دیکھ رہی ہے کہ اس سے لکھی جانے والی کریم اس کی زندگی بدل دے گی۔ میں اس کے چہرے کو غور سے دیکھتی ہوں اور اس کی پرچی پر لکھتی ہوں: ''تم خوبصورت ہو،،

پرانی الماری



ہر چہرہ ایک کہانی

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

کافی پرانی بات ہے امی کی ایک عادت مجھے بالکل پسند نہیں تھی۔ پرانی درازوں اور الماریوں کی ساری چیزیں نکالنا اور پھر سے دوبارہ واپس رکھنا۔ میرا خیال تھا کہ اس میں سراسر وقت اور انرجی کا ضیاع ہوتا ہے۔

آج میں اکیلا پن محسوس کر رہی تھی۔ میری بیٹی شادی کے بعد امریکہ چلی گئی تھی اور اب ایک سال بعد اس سے ملاقات ہو پاتی تھی۔ آج میں نے سوچا کہ وقت گزارنے کے لئے امی والا طریقہ اپناتی ہوں۔ میں اوپر گئی اور سب سے پرانی الماری کھولی۔ میں نے چیزوں کو الگ الگ کیا اور ترتیب سے رکھنے لگی۔ اپنے سامنے بکھری چیزوں میں میں نے دیکھا میری بیٹی کی پرانی ڈائری جب وہ سکول جایا کرتی تھی۔ اس کی کچھ بچپن کی تصویریں جو اس کے خیال میں اس قدر مضحکہ خیز تھیں کہ اس نے چھپا دی تھیں۔ اس کے کچھ پرانے کھلونے اور ایک گڑیا۔ میں کتنی ہی دیر وہ ڈائری پڑھتی رہی۔ ان تصویروں کو دیکھ دیکھ کر ہنستی رہی اور ان کھلونوں سے کھیلتی رہی یہاں تک کہ شام ہوگئی۔ آج مجھے اپنی امی کی اس عادت کی سمجھ آ گئی۔ میں نے پھر سے دانستہ طور پر ان سب چیزوں کو بے ترتیبی سے واپس رکھ دیا کہ ..... کچھ بے ترتیب چیزوں کو ترتیب دینے میں بہت لطف آتا ہے

کھیر



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

اس دن اس نے رسم کے مطابق اپنی پہلی کھیر بنائی جو بالکل نہیں بن سکی۔

دادی نے اسے برا شگون قرار دیا' امی نے بہت مایوسی سے مجھے دیکھا' میری بہن نے اسے اسکے ہاتھ میں ذائقے کی کمی کا احساس دلایا۔

ابا نے بھی کھانے سے ہاتھ کھینچ لئے' میں نے اسکی طرف دیکھا۔ اسکی آنکھ کے کنارے بھیگ چکے تھے۔

''جب میں دودھ لایا تو وہ پھٹا ہوا تھا' اس لئے غلطی میری ہے۔'' میں نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔.....سب کی شکایتوں کا رخ میری طرف ہوگیا۔ وہ نظریں نیچی کئے مسکرانے لگی۔ اسکے انداز میں تشکر تھا.....اور میں نے سوچا۔

اس گھر میں چھوٹی یا بڑی بات پر کوئی اس کا ساتھ دے یا نہ دے' میں ہمیشہ اس کا ساتھ دوں گا۔ کھیر جیسی بھی بنی ہو' میں اس کو مسکرا کر دیکھوں گا۔

آج وہ پورے خاندان میں سب سے اچھی کھیر بناتی ہے۔

چھت



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

کچھ دنوں سے مجھے لگ رہا تھا کہ ان بارشوں میں دوسری منزل کی چھت ضرور ٹپکے گی..... میں گھر میں اکیلا کمانے والا تھا۔ ایک معمولی سرکاری ملازم تھا۔ بیگم زیادہ پڑھی لکھی نہیں تھی۔ اماں بیمار رہتی تھیں۔ گھر میں بیگم ہر وقت چلتی پھرتی اور بولتی ہوئی نظر آتی تھی۔ ہر چیز کو گن گن کر رکھتی تھی۔ کل کتنے کباب بنا کر فریج میں رکھے، براؤن گلاس سیٹ کا صرف ایک ہی گلاس تو ٹوٹا تھا۔ اب صرف تین گلاس کیوں نظر آتے ہیں، چھوٹو نے کھانا پلیٹ میں چھوڑ کر ضائع کیوں کیا، صحن میں چار کرسیوں کے علاوہ ایک کرسی کچے صحن کی دوسری طرف رکھی رہتی تھی۔ اب کہاں گئی؟ ارے یار اس کرسی پر تو کوئی بیٹھتا بھی نہیں تھا۔ تمہیں اس کی بھی فکر ہے؟ میں اکثر ہنستے ہوئے اس کا ریکارڈ لگایا کرتا تھا۔ کبھی اس کو منشی جی کہتا تو کبھی فنانس منسٹر کبھی کبھی وہ روٹھ بھی جاتی تھی۔

ایک دن اماں مجھے کہنے لگیں۔ ”تمہیں لگتا ہے کہ تمہاری بیوی چیزیں گنتی ہے۔ دراصل وہ تمہاری اس گھر کے لئے کی گئی محنت کا ہر ایک پل گنتی ہے۔ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ تمہارے کپڑے دھوتے ہوئے وہ تمہاری قمیض کے پھیکے پڑتے رنگوں اور ادھڑتے دھاگوں کو بہت عزت سے دیکھتی ہے۔ تم آج کا سوچتے ہوئے سو جاتے ہو اور وہ کل کا سوچتے سوچتے جاگتی رہتی ہے۔ اس لیے عورت جلدی بوڑھی ہو جاتی ہے کہ وہ بہت سوچتی ہے“..... میں نے اپنے اردگرد دیکھا۔ ڈرائنگ ٹیبل پر پورے پانچ براؤن گلاس نہ جانے کب کسی نے بڑے قرینے سے رکھ دیئے تھے اور باہر کچے صحن کے دوسری طرف رکھی اُسی ایک اکیلی کرسی پر بیٹھی میری بیگم چھوٹو کو پلیٹ میں بچا ہوا کھانا کھلا رہی تھی۔

اسی لمحے نہ جانے کیوں مجھے لگا کہ میری چھت کبھی نہیں ٹپکے گی۔

میرا جسم میری مرضی



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

جب کوئی خاتون ''میرا جسم میری مرضی'' پر مبنی پلے کارڈ اٹھا کر احتجاج کرتی نظر آتی ہے تو ہمارے قابلِ احترام ناقد یہ دیکھنے لگتے ہیں کہ اُس نے کیا لباس پہنا ہوا ہے۔ یہ جملہ لباس کے نہیں جسم کے بارے میں کہا گیا ہے۔ اس کا مطلب آپ کو وہ عورت بتائے گی جو روزانہ خاوند سے مار کھانے کے بعد اپنے جسم پر پڑے نیل چھپانے کے طریقے سوچتی ہے یا وہ کام والی ماسی جو گھروں میں جھاڑو لگاتے ہوئے اپنے جسم کا تعاقب کرنے والی نظروں سے بچنے کی کوشش کرتی ہے یا وہ حاملہ عورت جو پانچ بیٹیاں پیدا کرنے کے بعد پھر حاملہ ہے اور خون کی کمی کے باعث پیلی پڑ چکی ہے لیکن خاوند اور ساس کو بیٹے کی تمنا ہے یا وہ دلہن / شادی شدہ عورت جس سے شادی کے چند مہینوں بعد ہی انکوائری شروع ہو جات ہے کہ خوشخبری کیوں نہیں آئی۔ یا وہ بس ہوسٹس جسے آتے جاتے بلاوجہ چھونے کی کوشش کی جاتی ہے، وڈیو بنائی جاتی ہے۔ یا وہ سانولی لڑکی جسے بار بار رنگ گورا کرنے، خوبصورتی کے طریقے اور شادی کے لیے اچھی شکل وصورت کی اہمیت کے بارے میں مفت گیان دیا جاتا ہے یا وہ ننھی تین سالہ بچی جس کے پھول سے جسم کی ایک گلاب کی طرح حفاظت کرنے کی بجائے بری طرح مسل کر کنویں میں پھینک دیا جاتا ہے یا وہ جوان لڑکی جو شلوار قمیض یا برقعہ پہنے اپنی یونیورسٹی کے رستے پر ہوتی ہے لیکن اسے اغوا کر کے اور زیادتی کا نشانہ بنا دیا جاتا ہے یا جینز پہنے وہ لڑکی جس کے اغوا پر اُس کی تربیت پر انگلیاں اٹھائی جاتی ہیں لیکن اغوا کرنے والے مجرموں کی تربیت کے بارے میں سوال نہیں کیا جاتا یا وہ چھ سالہ گڑیا اور سات سالہ گڈا جسے اس کا چاچا ہی زیادتی کا نشانہ بناتا ہے یا وہ جھلسے چہرے والی دوشیزہ جسے شادی سے انکار پر تیزاب سے جلا دیا جاتا ہے یا وہ بہن بیوی بیٹی جسے غیرت کے نام پر قتل کیا جاتا ہے۔ یا وہ ننھی بچیاں جو اپنے بھائیوں کے جرم کے بدلے میں ونی قرار دے دی جاتی ہیں یا وہ ذہنی جسمانی معذور عورت جو ہسپتال میں وارڈ بوائے کے ہوس کا نشانہ بن جاتی ہے یا وادی جنت نظیر کی وہ بہنیں جنہیں آزادی کی قیمت اپنی عزت اور جان کی قربانی دے کر چکانی پڑتی ہے یا وہ مردہ، جی ہاں مردہ عورت جس کی میت کی دفنانے کے کچھ دیر بعد ہی قبر کھول کر بے حرمتی کی جاتی ہے یا سنگسار کی گئی ننھی بچی کی وہ قبر جسے ثواب کے لیے کرچی کرچی کیا گیا لیکن زندہ درندوں اور شکاریوں تک پھانسی کا پھندا نہ پہنچ سکا..... تو یہ سب جب چیخ چیخ کر کہیں کہ میرا جسم تھا، میری روح تھی، میرے خواب تھے، میری زندگی تھی اور میری مرضی تھی تو پلے کارڈ پر لکھے یہ لفظ بھی لرز کر رو پڑتے ہیں کہ:

''میرا ناتواں جسم میرے خدا کی امانت ہے اور تمہیں دی گئی طاقت بھی خدا کی امانت ہے تو پھر امانت میں خیانت کس نے کی؟ یہ فقط روزِ محشر ہی معلوم ہوگا۔''

☆.....☆.....☆

کیک



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

"بھرم چھوٹی چھوٹی چیزوں کا رکھا جاتا ہے۔" امی اکثر کہا کرتی تھیں..... مجھے دفتر سے واپسی پر سسرال جانا تھا۔ بیگم وہیں تھیں۔ میری ساس اب بیمار رہنے لگی تھیں اور ان کی سالگرہ پر ایک چھوٹا سا کیک کاٹنے کا معصوم سا پلان تھا۔ نہ جانے میں کونسی فائلوں میں گم ہو گیا اور بھول گیا..... بالکل بھول گیا۔ رات کے ساڑھے نو بجے میں نے اچانک فون چیک کیا تو بے شمار مسڈ کالز تھیں۔ "اوہ آج تو جلد جانا تھا۔ سات بجے پہنچنا تھا۔ میرے ماتھے پر شرمندگی کے باعث پسینہ آ گیا۔ میں نے میسج کیا۔ "بخدا میں بھول گیا اور میں جلد آ رہا ہوں۔" کوئی جواب نہ آیا۔ راستہ بھر سوچتا رہا کہ وہ کیا سوچ رہی ہو گی؟ "میری ماں کی سالگرہ تھی اس لیے بھول گئے" "کیا کیک کٹ گیا ہو گا۔" تیز گاڑی دوڑانے کے باوجود دس بج گئے۔ پھولوں کا گلدستہ لیے میں نے بیل بجائی۔ اُسی نے دروازہ کھولا اور نظریں ملائے بغیر اور کوئی شکوہ کیے بنا اندر آ گئی۔ میں سمجھ گیا کہ معاملہ خراب ہے۔ نہ جانے میری ساس میرے بارے میں کیا سوچ رہی ہوں گی؟ ان کی نظروں میں شکوہ اور لہجے میں تلخی ہو گی لیکن اندر آیا تو میری ساس ہمیشہ کی طرح نظروں میں وہی سوال لیے ملیں جو ہر ماں کی آنکھوں میں ہوتا ہے کہ بیٹا آج صبح سے شام تک کی مسافت میں کتنا تھک گئے؟ سر پر ہاتھ پھیرا اور پوچھنے لگیں..... کیا موٹر مکینک آسانی سے مل گیا تھا؟ سکینہ نے بتایا کہ دو گھنٹے سے گاڑی کی پریشانی تھی؟ میں نے چونک کر سکینہ کی طرف دیکھا..... وہ خاموشی سے کیک پر موم بتیاں سجا رہی تھی۔ "جی ماں" میں بس اتنا ہی کہہ سکا..... سکینہ خفا تھی۔ شاید تھوڑا روئی بھی تھی۔ اس کے انداز سے لگ رہا تھا دو تین دن بات بھی نہیں کرے گی لیکن پھر بھی مجھے قصداً نظر انداز کرتے ہوئے اور گاہے گاہے غصے سے دیکھنے کے باوجود بھی میرا بھرم قائم رکھا تھا اس نے اس کا یہ عمل ایک ایسے پانی کی طرح تھا جو کوئی رنگ نہ رکھنے کے باوجود زندگی کو رنگین کر دیتا ہے۔ ماں مجھے مسلسل گاڑی دھیان سے اور آہستہ چلانے کی تاکید کر رہی تھیں..... نہ جانے اتنی دیر ہو جانے کے باوجود اسے کیسے یقین تھا کہ ماں کی سالگرہ تو سب اکٹھے ہی منائیں گے چونکہ کیک ابھی تک نہیں کٹا تھا۔ میں اٹھا اور کیک پر لگی ساری موم بتیاں روشن کر دیں۔

کیا امی ابو بوڑھے ہو گئے؟



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

امی ابو اب بوڑھے ہو گئے ہیں۔

امی کو ابو کی قمیض کا ٹوٹا بٹن نظر نہیں آتا۔

ابو مونگ کی دال کی بجائے ماش کی دال لے آتے ہیں۔

دونوں کو اونچا سنائی دیتا ہے مگر دونوں ایک دوسرے کو بہرہ کہتے ہیں۔ سیاست پر بہت اختلافی بحث کرتے ہیں۔

پکی سڑک پر ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مگر میں نے اکثر دیکھا ہے کہ ناہموار سڑک پر وہ ایک دوسرے کا ہاتھ تھام لیتے ہیں۔

امی ابھی بھی ابو کے ہاتھ کی چائے پیتی ہیں۔

ابو ابھی بھی امی کے ہاتھ کا کھانا کھاتے ہیں۔

ہم بچوں کو لگتا ہے کہ وہ بوڑھے ہو گئے.....مگر وہ ایک دوسرے کو بوڑھا ہونے نہیں دیتے۔

☆.....☆.....☆

میں بڑا ہوں



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

کل جب میں لان میں پودوں کی صفائی کر رہی تھی تو میں نے دور سے دیکھا کہ میرا چھ سالہ بیٹا میری تین سال کی بیٹی کو جھولا دے رہا تھا۔ وہ اس کو بہت دھیرے دھیرے، بڑے پیار سے ہوا میں اونچا کر رہا تھا۔ اس کی نظریں اس کے چہرے پر تھیں وہ اس کے چہرے کی خوشی دیکھ کر خود بھی چہکنے لگتا اور جہاں وہ ذرا خوف زدہ ہوتی تو وہ جھولا روک کر اس کے سامنے کھڑا ہو جاتا۔ میں نے بڑھ کر اس کو بھی جھولے پر بٹھا دیا، ان چند ساعتوں میں نے ان کا انوکھا اور بے مثال رشتہ دیکھا اور مجھے احساس ہوا کہ میرے ان جملوں

''بیٹا پہلے اسے دیکھنے دو وہ چھوٹی ہے''

بیٹا پہلے اسے سُلا دوں وہ چھوٹی ہے''

اور ''بیٹا تم ہی سمجھ جاؤ وہ تو چھوٹی ہے''

نے اس چھوٹے سے بچے کو وقت سے پہلے کتنا بڑا کر دیا کہ اب یہ ننھا بچہ بھیڑ میں میرا ہاتھ پکڑنے سے پہلے اپنی چھوٹی بہن کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے کہ وہ چھوٹی ہے۔

بچے بڑے ہو جاتے ہیں



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

مجھے لگتا ہے کہ میری تین سال کی بیٹی میں بہت انا ہے۔

وہ اس دن میرے پاس کچن میں آئی۔ میں پکوڑے تل رہی تھی۔ میں نے اسے ڈانٹ کر واپس بھیج دیا اس کے چہرے کے تاثرات بدل گئے۔ اس کے نیچے کے ہونٹ کپکپائے، پھر اس کی آنکھوں میں نمی آ گئی اور پھر وہ اوندھے منہ قالین پر لیٹ گئی۔ میں بھاگ کر اس کے پاس گئی، اسے آواز دی۔ پھر اسے اٹھا کر گلے سے لگایا اور پیار کیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ سب کچھ بھول گئی اور میرے ساتھ کھیلنے لگی۔

بچوں میں انا نہیں ہوتی۔ وہ روٹھتے ہیں۔ بار بار روٹھتے ہیں لیکن دل میلا نہیں رکھتے ہم اکثر کہتے ہیں کہ یہ ابھی بچہ ہے۔ بڑا ہو گا تو ٹھیک ہو جائے گا۔

پتہ نہیں کیوں کہتے ہیں ایسا۔

شاید بچے بھاگ کر گلے لگ جاتے ہیں لیکن ترک تعلق تو نہیں کرتے۔

شاید وہ ہر جگہ سچ بول دیتے ہیں لیکن منافق اور جھوٹے تو نہیں ہوتے یا شاید بچے گلاس توڑ دیتے ہیں لیکن دل تو نہیں توڑتے۔

ابو



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

کالج میں داخلے کے فارم ہمیشہ ابو ہی بھرا کرتے تھے۔ کہاں تصویر لگنی ہے کہاں دستخط کرنے ہیں ابو ہی بتایا کرتے تھے۔ یہ ایک ایسی عادت تھی جو پختہ ہوتی جا رہی تھی۔ امی کی دور سے آواز آیا کرتی تھی کہ اپنے فارم خود بھرو۔ رفتہ رفتہ خود بھرنے شروع کر دیئے لیکن ابو کی نگرانی میں۔ سب سرٹیفکیٹ، تصویریں، مارک شیٹس ابو کی حفاظت میں ہی ہوتے تھے۔ گویا پڑھ تو ہم رہے تھے لیکن ڈگری کے دھاگے ابو سی رہے تھے۔۔۔

دھیرے دھیرے اتنے عقلمند ہو گئے کہ اب ابو کو بتانے لگے کہ اس خانے میں یہ لکھنا ہے اور اس خانے میں وہ۔۔۔۔

لیکن جب بڑی ڈگری ہاتھ میں آ گئی تو نجانے کیوں سکول کا وہ زمانہ یاد آیا جب سکول کی کتابوں کا پیوں پر براؤن کور چڑھانا دنیا کا مشکل ترین کام لگتا تھا۔ سب کونے برابر ہونے چاہئیں۔ ٹیپ نظر نہیں آنی چاہئے۔ ایسے میں قینچی، براؤن پیپر، سکواش ٹیپ لئے ابو آ جاتے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے کتابیں کاپیاں بالکل نئی جیسی لگنے لگتی تھیں۔ پھر ابو اس بلیو مارکر سے اس پر ہمارا نام لکھا کرتے تھے۔ بستے میں خوشبو والی جیومیٹری پنسل ربڑ بھی آ جاتا تھا۔۔ ہم سارا دن اپنی نئی چیزوں کے خمار میں رہتے تھے۔۔۔

جس دن آخری بڑی ڈگری بھی مل گئی۔۔ اس دن بہت سے لوگوں نے کہا کہ چلو جان چھوٹی اب مزید کچھ سیکھنا نہیں پڑے گا۔ میں نے لاپروائی سے ڈگری میز پر رکھی اور فیس بک پر کامیابی کی مبارکبادیں وصول کرنے لگا۔۔ ایسے میں ابو آئے اور میری ڈگری کے اوپر ایک شفاف کور چڑھا کر بڑی حفاظت سے ایک اونچی جگہ پر رکھ دیا۔

مجھے احساس ہوا کہ والدین آپ کو احساس، محبت اور خیال کا ایک حرف روزانہ سکھاتے ہیں۔۔۔

☆.....☆.....☆

بہن بھائی

ڈاکٹر ندا ایلی



دیدہ ودل۔۔۔ ڈاکٹر ندا ایلی

بہت بڑے ہو گئے تھے اب ہم بہن بھائی۔۔۔۔ اپنی اپنی جاب ،۔ اپنا اپنا کام ، اپنی اپنی زندگی ۔ مصروفیت اتنی کہ کبھی کبھی سال میں صرف عید کے دن ملاقات ہو پاتی ۔۔ لیکن عجیب بات تھی کہ کسی اختلاف کسی کمزور لمحہ کسی مشکل وقت میں ہم نے ہمیشہ ایک دوسرے کو قریب پایا۔۔۔ ایک دوسرے کو ایک دوسرے کی سپورٹ کرتے پایا ۔ اکثر سوچا لہ اتنی دوری اور اتنی قربت؟ وجہ کیا ہے ۔ پھر کہیں دور سے یا نزدیک ہی دل سے آواز آئی ۔۔ وجہ یہ ہے کہ کہ بہن بھائی ایک چھت کے نیچے ایک جیسے ماحول میں پل بڑھ کر جوان ہوتے ہیں وہ ایک دوسرے کو پیش آنے والی مشکلات اور ایک دوسرے کے مزاج سے خوب واقف ہوتے ہیں ۔۔ چنانچہ وہ کسی سخت صورت حال میں ایک دوسرے کو جج نہیں کرتے ۔۔ بلکہ اس لمحے میں ایک بھائی یا بہن سے پیدا ہونے والے خلا کو دوسرا اگر پر کر دیتا ہے ۔۔ وہ اس کا لرزتا ہوا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے ۔ سامنے والے فریق کے سامنے دوسرے کے لئے جھک بھی جاتا ہے ۔ اگر ماں اور باپ کسی درخت کی جڑ اور تنا ہیں تو بہن بھائی اس کی مضبوط شاخیں ہیں۔۔۔ ہوا کسی بھی سمت سے آئے وہ اسے مخالف ہونے نہیں دیتے ۔ وہ ایک دوسرے کو تھام کر رکھتے ہیں ۔

چھوٹا بھائی ---------- دیدہ و دل --- ڈاکٹر ندا ایلی

Apr 05, 2024
ڈاکٹر ندا ایلی



اس کے چھوٹے بھائی کو دنیا میں آئے ہوئے ابھی آٹھ ہی ماہ ہوئے تھے جب ذالقرنین نے اس پر چیزیں اٹھا اٹھا کر پھینکنی شروع کر دی تھیں ... چار پانچ لوگوںکی موجودگی میں وہ اکثر ہی ننھے دائم کو چٹکی کاٹ کر چلا جایا کرتا تھا ...وہ اس کے ہاتھ سے کھلونا اور کیلا بھی چھین لیا کرتا تھا ...کھلونا بھی اکثر ایسا جو اس کے لئے کسی اہمیت کا حامل نہیں ہوتا تھا .... ایسے میں جب سب لوگ چھوٹے بڑے اور بوڑھے اس کو لڑاکا جیلیس یا غصیلا پکارنے لگے تھے ... میں نے ایک ماں ہوتے ہوئے اسے پرکھا تھا ... میں نے اکثر دیکھا تھا کہ اکیلے میں وہ اپنے ننھے بھائی کو بوسہ دیا کرتا تھا او کبھی تو بھوک سے روتے ننھے کے منہ سے فیڈر لگانے کی کوشش بھی کیا کرتا تھا ... ان پلوں میں وہ ایک پیار کرنے والا بھائی بن جایا کرتا تھا ...

اس دن بھی جب وہ سب کے سامنے توجہ حاصل کرنے او چھوٹے کو ملنے والے پیار سے اکتا کر اچانک ہی اپنے چھوٹے بھائی پر جھپٹنے لگا ... تو میں نے بڑھ کر اسے اپنی بانہوں میں جکڑ لیا .... پھر میں نے اسے پیار سے دیکھا اور خاموشی کی زبان میں جیسے کہا ہو کہ ..

میں سمجھتی ہوں کہ تم ابھی چھوٹے ہو.... اپنے جذبات کو بھی سمجھ نہیں پاتے ... تم رو پڑتے ہو... جھگڑا کرتے ہو چیختے ہو..... لیکن یقین جانو.... میں تمہیں سمجھتی ہوں .... اور میں تمہارے ساتھ ہوں ..... اور سنو .. کہ جب تم بڑے ہو جاؤ گے ... تمہارا چھوٹا بھائی اپنے دل کی بات سب سے پہلے تمہیں ہی بتائے گا



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

حرف

جونیئر کالج میں داخلے کے فارم ہمیشہ ابو ہی بھرا کرتے تھے۔ کہاں تصویر لگنی ہے کہاں دستخط کرنے ہیں ابو ہی بتایا کرتے تھے۔ امی کی دور سے آواز آیا کرتی تھی کہ اپنے فارم خود بھرو۔ سب سرٹیفیکیٹ ، تصویریں ، مارک شیٹس ابو کی حفاظت میں ہی ہوتے تھے۔ گویا پڑھ تو ہم رہے تھے لیکن ڈگری کے دھاگے ابو سی رہے تھے...

یونیورسٹی پہنچ کر ہم اتنے عقلمند ہو گئے کہ اب ابو کو بتانے لگے کہ اس خانے میں یہ لکھنا ہے اور اس خانے میں وہ....

لیکن جب بڑی ڈگری ہاتھ میں آ گئی تو نجانے کیوں سکول کا وہ زمانہ یاد آیا جب سکول کی کتابوں کاپیوں پر براؤن کور چڑھانا دنیا کا مشکل ترین کام لگتا تھا۔ سب کونے برابر ہونے چاہئیں۔ٹیپ نظر نہیں آنی چاہئے ۔ ایسے میں قینچی ، براؤن پیپر ، سکواش ٹیپ لئے ابو آ جاتے تھے ۔ دیکھتے ہی دیکھتے کتابیں کاپیاں بالکل نئی جیسی لگنے لگتی تھیں۔ پھر ابواس پر بلیو مارکر سے اس پر ہمارا نام لکھا کرتے تھے۔ بستے میں خوشبو والی جیومیٹری پنسل ربڑ بھی آ جاتا تھا..ہم سارا دن اپنی نئی چیزوں کے خمار میں رہتے تھے...

جس دن آخری بڑی ڈگری بھی مل گئی..اس دن بہت سے لوگوں نے کہا کہ چلو جان چھوٹی اب مزید کچھ سیکھنا نہیں پڑے گا۔میں نے لاپروائی سے ڈگری میز پر رکھی اور فیس بک پر کامیابی کی مبارکبادیں وصول کرنے لگا..ایسے میں ابو آئے اور میری ڈگری کے اوپر ایک شفاف کور چڑھا کر بڑی حفاظت سے ایک اونچی جگہ پر رکھ دیا۔

مجھے احساس ہوا کہ نہیں ، علم سیکھنے کا عمل ابھی ختم نہیں ہوا چونکہ والدین آپ کو احساس ، محبت اور خیال حرف حرف کر کے روزانہ سکھاتے ہیں...



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

ہمارے بزرگ

آپا بتا رہی تھیں۔ جاب شروع ہو جانے پر بہت اچھے ڈے کیئر دیکھے تھے لیکن ایک ہی جگہ ایسی پائی جہاں گڑیا اور چھوٹو کو چھوڑوں تو آفس میں کام کے دوران ان کو تکلیف پہنچنے اور ان کے کھو جانے کا ڈر نہ ہو۔ اور وہ جگہ صرف نانا نانی کا گھر تھا۔یہ وہ جگہ تھی جہاں گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہی بچہ ویسے ہی بھاگتا ہے جیسے اپنے گھر کے آنگن میں۔یعنی وہ بچپن سے ہی اس کو اپنا ہی گھر مان لیتا تھا۔بچوں کو وہاں چھوڑ کر یہ فکر نہیں رہتی تھی کہ دودھ گرم کر کے دیا ہو گا یا نہیں ، ناشتہ کیا ہو گا یا نہیں۔۔ حیرت ہوتی تھی یہ سوچ کر کہ اس عمر میں وہ ان بوڑھے ہاتھوں سے بچے کا پیمپر بھی بدل لیتے تھے ۔ نانا کی چاکلیٹس کا سٹاک ہمیشہ ہی فل رہتا تھا۔ نانا بازار سے کچھ لینے جاتے تو سب بچے ساتھ ہو لیتے تھے اور واپسی پر ہر کسی نے اپنی پسند کا کھلونا اور کینڈی پکڑی ہوتی تھی۔ یعنی بچوں نے بھی اتنی سی عمر میں جان لیا تھا کہ بے تکی بلاوجہ کی فرمائش یہیں نانا نانی کے گھر ہی پوری ہوا کرے گی۔۔۔۔

یہی نانا نانی کے نواسے جب بڑے ہو جاتے ہیں تو نانا کے زور سے جھپی ڈالنے اور نانی کا گال پر بوسہ لینے کا مذاق اڑاتے ہیں۔۔وہ اس وقت نہیں سمجھ پاتے کہ اپنی موٹی عینک کے پیچھے سے ہمارے یہ بزرگ ہمارے چہرے میں آج بھی وہی بچپن کی ننھی ننھی خواہشیں دیکھتے ہیں۔۔ہمیں شاید صرف ہمارا آج یاد ہو لیکن انہیں ہمارا کل آج اور پرسوں سبھی یاد ہوتا ہے۔۔اس لئے ان بزرگوں کے کپکپاتے ہاتھ اگر آج بھی ہمارے جوان مضبوط ہاتھ تھام لیں تو ہم ڈگمگاتے ڈگمگاتے سنبھل جاتے ہیں۔۔۔



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

بوڑھے

میں بھی بوڑھا ہو چکا ہوں.وہ بھی بوڑھی ہو چکی ہے.میرے چشمے میں ہلکی سی دراڑ آ گئی ہے.اگر میں کہیں لاپروائی سے چشمہ ڈال دوں تو وہ دور سے پکارتی ہے اور بہت دیر تک بولتی رہتی ہے.مجھے میری غیر ذمہ داری اور چشمے کی اہمیت پر اک لمبا لیکچر دیتی ہے.میں اسے چڑانے کے لئے کہتا ہوں کہ بولتی رہو، مجھے کونسا آواز آ رہی ہے...تو اس پر وہ مجھے بہرا کہتے ہوئے کروٹ لے کر سو جاتی ہے...اور جب وہ سو جاتی ہے، تو رات کے سناٹے میں میں اپنا پرانا چشمہ غور سے دیکھتا ہوں.یہ چشمہ میرا ہے.اگر یہ ٹوٹ گیا،تو اخبار پڑھنے میں مجھے دقت ہو گی گرمی میں پسینہ بہاتے ہوئے مجھے جا کر اسکی مرمت کرانا ہو گی.تو اس ہلکی سی دراڑ کا سارا غم سوتے میں جاگتی اس عورت کو کیوں ہے؟

برسوں کی رفاقت سے جو محبت جنم لیتی ہے..وہ فلمی تو نہیں ہوتی.نہ اس میں لال ساڑھی اڑتی ہے نہ بیک گراؤنڈ میں سریلے گانے بجتے ہیں..لیکن یہ پھر بھی اتنی مضبوط ہوتی ہے کہ اک پرانے نظر کے چشمے سے صبح سویرے کچے آنگن کی گیلی مٹی میں دو ساتھیوں کو گرم چائے اور آج کے اخبار کے ساتھ پوری زندگی کا حسن دکھا سکتی ہے..



دیدہ و دل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

میٹھا پان

شادی کی تقریب میں میں نے دور بیٹھی ان اماں جی کو غور سے دیکھا ۔ "بھلا شادی کی تقریب میں کون سفید کپڑے پہنتا ہے ۔ لیکن یہ عمر کا ڈھلکنا بھی انسان کو کتنا محدود کر دیتا ہے۔ بابا جی شاید ان اماں کو یہاں بٹھا کر باہر کسی پرانے دوست کے ساتھ تمباکو والا سگریٹ پی رہے ہونگے ۔انہیں یاد بھی نہیں ہو گا کہ اماں کو یہاں بٹھا گئے ہیں ۔ میں نے اماں جی سے ہمدردی کرتے ہوئے کہا۔ "اماں بابا جی تو اب شاید تقریب کے بعد ہی آپ کو لینے آئیں ۔اگر آپ کہیں تو میں آپ کے لئے پلیٹ میں کچھ ڈال کر لے آؤں؟" .. اماں جی مسکرا کر کہنے لگیں ، ہر جمعرات اور جمعہ دوائی کھانے کی وجہ سے میں صبح دیر سے اٹھتی ہوں اور سارا دن طبیعت بھاری رہتی ہے۔ جمعہ کی شادی ہے آج اور طبیعت صبح سے ہی بھاری ہے۔مجھے میٹھے پان کی طلب ہے۔ سالوں کی مسافت میں ہم ایک دوسرے کو اتنا جان گئے ہیں کہ تمہارے بوڑھے باباجی یقیناً میرے لئے میٹھا پان لینے ہی گئے ہونگے۔ایک دوسرے کی آواز نہ پہچاننے سے لے کر ایک دوسرے کی آہٹ تک پہچان لینے کا ہمارا یہ سفر طویل لیکن خوبصورت تھا۔" میں نے دور سے دیکھا ، بابا جی چمکتی مسکراتی آنکھیں لئے ہاتھ میں میٹھا پان پکڑے تیزی سے ہماری ٹیبل کی طرف بڑھ رہے تھے۔

ٹائی کو ساڑھی سے میچ کرتا ایک نوجوان شادی شدہ جوڑا سامنے کھڑا تصویریں بنا رہا تھا۔ میں نے چور اکھیوں سے بھدے رنگ کا سفاری سوٹ پہنے باباجی اور پھیکا سفید دوپٹہ اوڑھے اماں کو اک بے مثال ردھم کے ساتھ میٹھا پان کھاتے دیکھا ۔بخدا مجھے اس سفید دوپٹے میں دھنک کے سات رنگ نظر آئے...



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

بہن بھائی

بہن بھائی ساتھ رہتے رہتے بد لحاظ ہو جاتے ہیں شاید ؟ وہ کمرے کا دروازہ زور سے بند کرتے ، ریموٹ پر لڑتے اور کپڑوں کے اوپر جھگڑتے ہیں۔ وہ بالوں کی چوٹی کھینچ دیتے ہیں اور چلتے چلتے سر پر پہنی ٹولی گرا دیتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کو موٹا اور چھوٹی کہنے سے باز نہیں آتے ۔ وہ ایک دوسرے کے ٹی وی پروگرام چوائس کا مذاق اڑاتے اور گاڑی پر کس نے ڈنٹ مارا کا مقابلہ کرتے ہیں..وہ خوب اونچی اونچی آواز میں جھگڑتے اور چیختے ہیں..اور ہاتھا پائی کرنے سے بھی باز نہیں آتے ..

لیکن یہ گھر کی ایک چھت کا کمال ہے شاید کہ بہن بھائی ایک دوسرے کے چہرے کے بدلتے تاثرات پل بھر میں پڑھ لیتے ہیں۔ خود چاہے ایک دوسرے کی کئی چیزیں پھاڑ دیں توڑ دیں .کسی باہر والے کو اس کا دل نہیں توڑنے دیتے...وہ رات کو خواب میں ڈر کر ایک دوسرے کے کمرے میں کمبل تلے پناہ لے لیتے ہیں..انکھیں کیوں نم تھیں انہیں بتانے کی ضرورت نہیں پڑتی ۔ وہ کچھ کہے بنا ہاتھ تھام لیتے ہیں.. اور ساری بات جان لیتے ہیں... بہن بھائی وہ ہیں جو شرارت میں چپکے سے اپکی آدھی چاکلیٹ تو کھا لیتے ہیں لیکن اگلے دن اسکی جگہ پوری چاکلیٹ رکھ دیتے ہیں...



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

بدتمیز

کچھ لوگ کم بولتے ہیں ۔ آپ ان کے ساتھ ایک بینچ پر بیٹھ جائیں تو جب تک آپ بات شروع نہ کریں وہ بات نہیں کرتے۔ آپ سامنے سے آ رہے ہوں تو سلام یا ہیلو میں پہل کی بجائے نظریں بچا کر گزر جاتے ہیں۔ اگر باہر بہت گہما گہمی ہو تو اپنے کمرے میں قید ہو جاتے ہیں۔ کھانا اکیلے کھاتے ہیں ۔ آپ کو جوائن نہیں کرتے نہ پیشکش کرتے ہیں۔ اجنبی لوگوں کی پارٹی میں وقت سے بہت پہلے کھسک لیتے ہیں۔ کسی کے سامنے اپنی پسند کا میوزک نہیں لگا سکتے یا اپنی مرضی کا آرڈر نہیں کر پاتے ۔ اگر آپ ان کے ساتھ کپڑوں کی خریداری کے لئے جائیں تو وہ اپنی پسند کا رنگ اور ڈیزائن پسند نہیں کر پاتے اور آپ کی پسند پر اطمینان کا اظہار کرتے ہیں ۔ وہ آپ کے سامنے گول گپے نہیں کھا پاتے چاہے آپ جتنا مرضی اصرار کر لیں ۔ غور کیا جائے تو ایسے لوگ آپ کو رتی برابر بھی نقصان نہیں پہنچاتے لیکن پھر بھی آپ ان کو بد تمیز گردانتے ہیں۔ یہ لوگ بدتمیز نہیں انٹرووٹ (introvert) ہوتے ہیں۔ زندگی میں اپنی چوائس کے ساتھ ساتھ دوسروں کی چوائس کا ہمیشہ احترام کریں۔ آپ کے چوائس صرف آپ کے لئے ہے ۔ دوسرے کے لئے وہ چوائس کی بجائے زحمت بھی ہو سکتی ہے۔ اپنے کمفرٹ زون میں زندگی گزارنا ہر شخص کا بنیادی حق ہے۔



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

طارق عزیز

مجھے یاد ہے کہ جس عمر میں ہمیں دلوں کے بھید کا معنی بھی نہیں آتا تھا ، ہم نے امی کے پہلو میں بیٹھ کر طارق عزیز صاحب کو دلوں کے بھید جاننے والے کے بارے بتاتے ہوئے سنا تھا ۔ ہم صوفہ یا بستر میں دبک کر بیٹھ جاتے تھے ..ہمیں کسی سوال جواب کی کچھ سمجھ نہیں آتی تھی لیکن جب وہ "یہ واشنگ مشین آپ کے ساتھ جائے گی " اور یہ ٹیلی ویژن آپ کا ہوا " کہتے تھے تو انعام حاصل کرنے والے سے زیادہ خوشی شاید ہم بچوں کو ہوا کرتی تھی۔ پھر وہ نئے شادی شدہ جوڑوں کو جس محبت سے سٹیج پر بلاتے تھے..پھر وہ جوڑے ایک ایک لکی نمبر سیلکٹ کرتے تھے اور ہم سب بھی جذباتی ہو کر ایک ایک نمبر سلیکٹ کیا کرتے تھے..بیت بازی میں جب کوئی شعر طارق عزیز صاحب کو پسند آتا تھا تو وہ بڑے مزے سے آہا بولا کرتے تھے..کبھی لگتا تھا کہ ہم بھی اس شو میں سامنے رکھی کرسیوں پر کہیں نہ کہیں براجمان ہیں..معلوم نہیں یہ کیسا سحر تھا کہ سادہ شلوار قمیض پہن کر بھاری الفاظ میں خوبصورت اردو بولنے والے یہ حضرت آجکل کی چست پینٹ پہنے ٹیکے لگا کر گورے ہونے کے بعد عوام کو ناچ دکھا کر انعام دینے والے اور ٹیڑھی میڑھی انگلش بولنے والے حضرات سے حد درجہ زیادہ پرکشش اور وجیہہ معلوم ہوتے تھے۔

یہ طارق عزیز صاحب تھے..جن کے آواز کے پیچھے بلند آواز میں پاکستان زندہ باد کہنے کا مقابلہ ہم سب بہن بھائیوں کے بیچ ہوا کرتا تھا...دیکھتی آنکھیں اور سنتے کان آپ کو ہمیشہ یاد رکھیں گے....

عید میلاد النبی ﷺ



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

12 ربیع الاول کا دن گزر چکا ہے مگر میرے لئے ابھی بھی نہیں گزرا۔ آج میرے گھر میں تیل ختم ہے لیکن چار سو دیئے جل رہے ہیں۔ آج میرے گھر میں میوہ ختم ہے۔ لیکن چار سو حلوہ کی خوشبو ہے۔۔ میرے آنگن میں لگا پھول اب کانٹوں میں مرجھا چکا ہے لیکن چار سو گلاب کی مہک ہے

آج میرے اندر طغیانی بھی ہے اور سکون بھی۔۔ آج میرے اندر تشنگی بھی تھی اور سمندر بھی۔۔ کل تک جو میرے بھرے دسترخوان سے خالی پیٹ والوں کو دھتکار دیا جاتا تھا۔۔ آج میرے سوکھے دسترخوان سے بھی کوئی خالی پیٹ واپس نہیں جاتا۔۔ گویا کہ آج میرے دن کی ابتدا ہی انتہا سے ہوئی ہے۔۔ لیکن میری خاک کی انتہا بھی نبی پاک ﷺ کی پرچھائی کی ابتدا کو چھو نہیں سکتی۔۔۔ ان پہ لاکھوں کروڑوں درود و سلام۔۔۔



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

امی کے ہاتھ کا کھانا

دنیا میں کہیں بھی چلے جاؤ ، ہوسٹل ، ہوٹل ، کالج کی کینٹین ، خانساماں ہی رکھ لو...امی کے ہاتھ کا ذائقہ یہ زبان کیوں نہیں بھول پاتی ؟ میں اکثر سوچا کرتا تھا ۔ کئی بہترین جگہیں ، جہاں نمک اور مرچ شاید پرفیکٹ تناسب میں ہوں...میں کیوں امی کی تھوڑی زیادہ مرچی ڈھونڈا کرتا تھا؟ کئی مشہور ہوٹل ، جہاں شیف بہترین اوون میں لذیذ ڈش پیش کرتے تھے ، میں کیوں امی کا ڈھکن کے نیچے کوئلے سے دم کیا سالن تلاش کرتا تھا؟

ایک دن امی کے سامنے ہی یہ سوال رکھ دیا تھا میں نے--

امی آپ کے ہاتھ کا کھانا ہی پرفیکٹ ہے شاید...امی مسکرانے لگیں..ارے یہ شیف لوگ باقاعدہ تعلیم حاصل کرتے ہیں کھانا بنانے کی ..پرفیکشن کی حد تک اچھا کھانا بناتے ہیں..لیکن بیٹا تم ملک ملک کا سفر کرتے پرفیکشن کی تلاش میں نہیں ہوتے ..تم اپنائیت کی تلاش میں ہوتے ہو..کہ کوئی لقمہ منہ میں جائے اور بچپن کی کسی بارش ، کسی شرارت کی یاد آ جائے..کوئی بھولی بسری کشتی ، اک اڑتا ہوا کاغذ کا جہاز سامنے آ جائے..اک ایسے مسافر کی طرح جو آسمانوں کا سفر کرنے کے بعد بھی ، صرف گھر کی ٹھنڈی زمین پر سونا چاہے..

اور اس اپنائیت کی حدت ماں اور صرف ماں کے توے سے ہی نکلتی ہے...میں نے سوچا اور دھیرے دھیرے ماں کی جھولے پر بیٹھ جائے کی چسکیاں لینے لگا....



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

پاکستانی ڈرامے

پاکستانی ڈرامہ دیکھیں تو آجکل تین قسم کی عورتیں دکھائی جا رہی ہے۔ ظلم و ستم سہہ کر کمرہ بند کر کے روتی ہوئی عورت ، امیر یا خوبصورت لڑکے کے لیے اپنی بہن ، سہیلی ، کزن کا گھر خراب کرتی ہوئی عورت ، اپنی ساس / بہو/نند کی زندگی مشکل کر دینے والی عورت ... ایسے میں بچپن کے دریچے کھل جاتے ہیں..جب ڈراموں کی کہانی کی اتنی سمجھ نہیں تھی لیکن آج بھی ڈاکٹر خان کا اپنے پروفیشن کے لئے جذبہ (دھوپ کنارے) ، ثنا مراد کی ہمت (ان کہی) ، زارا کی خودمختاری (تنہایاں) ، شہناز کی خود اعتمادی (ایلفا براوو چارلی) ، کشف کی ذہانت(زندگی گلزار ہے) ، فلک کی مسافت (شہر ذات) ذہن کے نقشے پر جیسے ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گئے ہیں۔ خدا کی بستی ، وارث ، دھواں ، ہوائیں , راہیں ، ماروی ، اندھیرا اجالا، الف نون ،سنہرے دن ، آنگن ٹیڑھا اور ہاف پلیٹ جیسے منفرد موضوعات پر بنائے گئے ڈراموں کے بعد ہم سے کہاں غلطی ہو گئی کہ لڑکا/ لڑکی جو ڈرامے کے مطابق رشتے میں بہنوئی ، جیٹھ ، سالی یا بھابھی دکھائی گئی ہو ، کو حاصل کرنے جیسے سطحی موضوعات ہمارے ڈرامے کا مرکز بن گئے اور اگر کبھی اس سے ہٹ کر کوئی چیز بنانے کی کوشش کی گئی تو ڈرامہ یا فلم ہی بین ہو گیا..ڈرامہ ایک آرٹ ہے اور آرٹ کو بزنس میں تبدیل کر دینا آرٹ کی توہین ہے



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

امی جیسا کھانا

وہ گوشت مصالحے کڑاہی اور چولھے کے بیچ کھڑی فون پر امی کی بھیجی ہوئی ترکیب کے ایک ایک سٹیپ کو فولو کر رہی تھی۔ شروع سے آخر تک سب کچھ ٹھیک کیا تھا پھر بھی وہ ذائقہ کیوں نہیں آیا ؟ اس نے رات کو امی سے گلہ کرتے ہوئے پوچھا ..یقینا آپ نے کوئی سیکرٹ مصالحہ چھپا کر رکھا ہوا جو آپ نہیں بتاتیں ۔ امی ہنسنے لگیں۔ تم نے پیاز ٹھیک سے براؤن نہیں کی ہو گی ۔ دہی ڈال کر بھونا نہیں ہو گا..امی اکثر اپنا اندازہ پیش کرتی تھیں...

رات کی خامشی میں رفتہ رفتہ کچن میں بکھری چیزیں سمیٹتے سمیٹتے اسے محسوس ہونے لگا کہ جیسے اس کے ہاتھ مصالحے کی بو کو سمجھنے لگے ہیں۔کونسا مصالحہ کتنی مقدار میں ڈالنا ہے ، وہ اب جان گئے ہیں..یعنی امی کی ریکارڈ کی گئی آڈیو سے وہ تناسب نہیں سیکھا جا سکتا جو کچن کی چار دیواری میں دن اور رات کے بیج بہائے گئے پسینے کا نمک سکھا دیتا ہے ۔ وہ سوچنے لگی..یہ وہی پسینہ ہے جو امی بہایا کرتی تھیں..کس کو کیسی روٹی اور کتنا روغن پسند ہے ، امی کو ایک جادو کی طرح اسکا علم تھا... اور یہ جادو امی نے کچن میں گیلے برتنوں کی الماری کے پیچھے پھیلے سیلن ، پرانی دیگچی میں جمے کالے رنگ اور چولھے کے عقب میں رچی بسی دھوئیں کی دائمی خوشبو کے بیج سیکھا تھا...یہ ایک پوری داستان تھی جسے ہم ڈائنگ ٹیبل کے گرد بیٹھے نوالے نوالے کا مزہ لیتے گھر کے افراد کبھی نہیں سمجھ سکتے تھے...

آج بھی کڑاہی ویسی کڑک نہیں تھی جیسے امی بناتی ہیں۔ امی جیسا کھانا بنانا کے لئے امی کی ریسیپی نہیں بلکہ امی کا تجربہ امی کا سفر اور اس سفر کی تھکان چاہیئے..اس نے سوچا اور سکون سے کچن کی زمین پر بیٹھ گئی....

تحفہ



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

میں اس کے لئے کبھی تحفہ نہیں لایا تھا۔ کھلاتا پلاتا ہوں گھر کا خرچہ دیتا ہوں۔ پھر تحفے کی کیا ضرورت ہے۔ میں اکثر اسی طرح سوچتا تھا۔ ماں نے ایک دن اپنی شادی کی سالگرہ پر مجھے خالی ہاتھ آتے دیکھا تو پوچھا۔ کیا کوئی تحفہ نہیں لائے ہو بہو کے لئے؟

کیوں ماں؟ میں خود ہی تو ایک تحفہ ہوں۔

میں نے بھونڈا مذاق کر کے خود ہی ہنستے ہوئے کہا۔۔۔ ماں کہنے لگی تم جو اس کو خرچہ دیتے ہو وہ احسان نہیں۔ وہ رب کی طرف سے تم پر فرض ہے اور فرض کی بروقت ادائیگی پر تمہارا ذمہ دار ہونا تو ضرور ظاہر کرتا ہے لیکن کسی صورت احسان نہیں۔ اور جہاں تک تحفے کی بات ہے تو ضروری نہیں کہ وہ کوئی مہنگا تحفہ ہی ہو۔ ضروری نہیں وہ سونے کا سیٹ یا ہیرے کی انگوٹھی ہی ہو۔۔ وہ باہر کیاری میں کھلا گلاب کا پھول بھی ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ دینے والے کی نیت میں فقط محبت اور ہمیشہ کا ساتھ ہو۔



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

hashtag#

پٹھان ہے اس پر لطیفہ تو بنتا ہے،پنجابی ہے،لہجہ تو پینڈو ہی ہو گا نا...،آپ لہجے سے اردو سپیکنگ لگتے ہیں؟،آپ واقعی سندھی ہیں یا مہاجر ہیں؟،بلوچی؟ وہ تو دہشت گرد ہی ہوتے ہیں..ان سے ہمدردی کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ پشاور سے آیا ہے کہیں افغان مہاجر نہ ہو...آرائیں ہے جھوٹ تو بولے گا.. ،ہم کمی کمین ، چمار ، موچی کو اپنے ساتھ کیسے بٹھا سکتے ہیں؟بیٹا کنیر ،ماچھی ، ملاح اور ترکھان کو اس کی اوقات میں رکھنا بہت ضروری ہے..،معاف کیجیے گا ہم راجپوت ہیں جاٹوں میں شادی نہیں کرتے..،یہ خود کو پٹھان بتاتی ہے اور رنگ دیکھو کتنا پھیکا ہے..جھوٹی!!!! اس کی ماں انگریز تھی بس اندازہ لگا لو کیسا کیریکٹر ہو گا اس کا بھی!...سوری ہمارا بیٹا صرف ایینگلش میں بات کرتا ہے (اگرچہ ہم گھر میں سارا وقت اردو/پنجابی بولتے ہیں).. بچپن سے ایییینگلش میڈیم میں جو پڑھا ہے..اردو بڑی کمزور ہے.(اتنے فخر سے اپنی مادری زبان کی کم فہمی کا رونا روتے ہوئے میں نے دنیا کے کسی ملک کے باشندے کو نہیں دیکھا...ترکش ، جاپانی ، چینی ، انگریز،سب ہی اپنی زبان کو own کرتے ہیں.) ،اس کا اردو / پنجابی /انگلش کا ایکسنٹ کتنا برا ہے.ایکسنٹ اچھا یا برا نہیں ہوتا. کسی بھی علاقے کے رہنے والوں کا ایکسنٹ دوسرے سے مختلف ہوتا ہے..،ماں کالی ہے تو بیٹی تو کالی ہی ہونی تھی،اس کے جسم پر پھلبہری ہے ، بہتر ہے سارا جسم ہی سفید/بھورا کرا لے.رشتہ دیکھ آئی ہوں..لڑکی/لڑکے کا رنگ بہت "ڈارک" تھا. ٹالنے کا سوچ رہی ہوں..

پہلے ہم اپنے ارد گرد پھیلے، ہمارے خون میں رچے بسے نسلی تعصب سے تو نمٹ لیں..پھر امریکہ والا ہیش ٹیگ بھی فیس بک ٹوئیٹر پر لگا لیں گے.(ندا ایلی)



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

لقمہ

جب آپ گھر میں اطمینان سے ٹیبل پر بیٹھ کر کھانا کھا رہے ہوں تو بیک گراؤنڈ میں اپنے چھوٹے بچے کے پیچھے کھانے کا پیالہ لے کر دوڑنے والی ماں پر ضرور غور کیجئے گا۔ اس کے بال اس کی چٹیا کی قید میں نہیں رہتے۔ چہرہ پسینے سے لال اور جسم دکھ رہا ہوتا ہے ۔چھوٹا بچہ کھانا کھانے میں اپنی ماں کو بہت ستاتا ہے ۔ اس کی ماں روازنہ بیٹھ کر گنتی ہے کہ آج میرے بچے کے پیٹ میں کتنے نوالے گئے؟ اس کی ہڈیاں کب مضبوط پٹھے کب نمایاں ہونگے... گویا جو ہم بچے کو اچانک دیکھ کر کہتے ہیں کہ ارے اتنا بڑا ہو گیا؟ تو ماں اس کی انچ انچ لمبائی ناپ رہی ہوتی ہے.بچے کو اس عمر میں ہنس دینا چاہیئے ، اب اسے چلنا چاہیئے، اب کچھ لفظ بولنے چاہئیں..وہ خود کو اس کی ذہنی و جسمانی نشوونما کے ریکارڈ کی ایک ڈائیری بنا لیتی ہے..وہ اس کے منہ میں پھل کا ایک ٹکڑا ڈالنے کے لئے پورے لان کا چکر لگا لیتی ہے..کبھی اس کو ڈانٹ دیتی ہے ، کبھی خود روٹھ جاتی ہے.اس دوران وہ اپنا کھانا بھول جاتی ہے .شادی بیاہ ہو یا سالگرہ'پہلے اس کو کھلا لوں پھر ایک ہی بار بیٹھ کر کھاؤں گی'. لیکن اس کا یہ دوڑنا بھاگنا کسی کو نظر نہیں آتا.."تمہارا بچہ دبلا اور کالا ہو گیا ہے"،"اس کا قد لگتا ہے ٹھہر گیا ہے".

آخر یہ سننے میں آتا ہے کہ ماں ہے کھانا کھلا کر کوئی احسان تھوڑی کیا ہے..دراصل ماں ہے تبھی احسان پر احسان کرتی چلی جاتی ہے..لقمہ بچے کے پیٹ میں جاتا ہے اور طاقت ماں کے اندر آتی ہے..یہ ماں ہی ہے جو گردن کے پیچھے چھپا معمولی زخم بھی ڈھونڈ نکالتی ہے.وہ ساری زندگی مرہم لگاتی ہے...



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

وہ کہنے لگی...محبت ہو تو گئی ہے لیکن ابھی عروج آنا باقی ہے..میں اس کی بات سن کر بہت حیران ہوا تھا...مجھے تو یوں لگا تھا کہ جب محبت ہوئی تو میں رک سا گیا ہوں..میرے لئے وقت تھم گیا ہے کہ شاید موسموں میں اسی بہار کا انتظار تھا...خزاں میں انہی ہلکے زرد پتوں کی خوشبو کی خواہش تھی..خنکی بس اتنی ہی سرد چاہئیے تھی..بارش بس اتنی ہی مدھم درکار تھی...میرے لئے اسی مقام پر قرار تھا... لیکن اس کے لئے جیسے یہ صرف ایک سٹیشن تھا...جہاں اسے رک کر سستانا ہے اور باہر تیزی سے گزرتے درختوں سے اسے کوئی واسطہ نہیں...ایسا مجھے لگا تھا...

مجھے یاد ہے اس دن تصویر ٹانگتے ہوئے میرے ہاتھ میں کیل چبھ گیا تھا..لال خون ہولی کے رنگ کی طرح پھیلا تھا...میں نے گھبرا کر اس کی طرف دیکھا..اس کا چہرہ بھی اتنا ہی لال تھا...آنکھوں میں آنسو چھلکنے کو تیار تھے...اس نے گھبراہٹ میں اپنا نیا شفون کا دوپٹہ پھاڑ کر میری انگلی کے گرد باندھ دیا تھا..یہ ترکیب کا اک عجب طریقہ تھا کہ وہ نہیں جانتی تھی خون کیسے روکا جاتا ہے, پٹی کیسے باندھنی ہے درد کیسے کم ہو گا...شاید میں اس کی جگہ ہوتا تو کسی ڈاکٹر کو فون کرتا ..کسی کو مدد کے لئے پکارتا...لیکن وہ اک سراسیمگی کے عالم میں کوشش کر رہی تھی...جیسے وہ رستہ نہ جانتے ہوئے بھی ایک سٹیشن سے دوسرے سٹیشن تک پہنچ جائے...جیسے وہ علم نہ ہوتے ہوئے بھی عالم بن جائے...

یعنی میرے لئے محبت ساحل تو اس کے لئے بہتا ہوا پانی تھی...میرے لئے محبت پہاڑ کی چوٹی تو اس کے لئے رستے کی غیر ہموار چڑھائی تھی...شاید اسی لئے میرا ڈاکٹر تو ابھی تک نہیں پہنچ سکا تھا ..لیکن اس کے شفون کے دوپٹے سے باندھی گئی آڑھی ترچھی پٹی نے میری تکلیف کم کر دی تھی...درد اب تھم چکا تھا...خون اب رک چکا تھا....اب اس پیاس سے آشنائی ہوئی تھی جو پانی دیکھ کر بھی پانی کی طرف نہیں بڑھتی...کہ اس پیاس کو پیاس ہی بجھاتی ہے.....



دیدہ و دل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

آج ہم دونوں سہیلیاں خوب اچھی طرح تیار ہوئی تھیں ... کلاس فنکشن جو تھا... واپسی پر شائنہ میرے ساتھ میرے گھر آگئی۔ کہنے لگی میرے پاس ایک سرپرائز ہے میں اپنی امی کی کالج لائف البم لائی ہوں۔ میں نے یہ سنا تو میں بھی چپکے سے اپنی امی کی کالج لائف البم اٹھا لائی ... ہم دونوں بے حد بذباتی انداز میں وہ البم دیکھنے لگے ۔۔۔ آخر ایسا کیوں تھا کہ اس وقت کے بلیک اینڈ وائٹ دور کی تصاویر میں محفوظ ہماری ماؤں کی تصویریں ہماری تصویروں سے زیادہ حسین تھیں۔ وہ سادہ کھلے پائجامے ایک رنگ کی قمیضیں۔ بغیر میک اپ کے سادہ پیارے چہرے اور خوبصورتی سے گندھے بال... اس قدر دلفریب کیوں تھے ... شاید ہر عورت کو لگتا ہے کہ اس کی بیٹی اس سے زیادہ خوبصورت ہے... اسے خبر ہی نہیں کہ ایک لمحہ ایسا ضرور آتا ہے جب ہر بیٹی اپنی ماں کا کالج البم اور جوانی کی تصاویر بہت رشک سے دیکھتی ہے... آئینے میں اسے کاپی کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ وہ سوچتی ہے کہ ماں ان پرانی تصویروں میں اتنی خوبصورت کیسے دکھتی ہے ... وہ یہی سوچتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ خود ایک پرانی فوٹو البم کا حصہ بن جاتی ہے ...

بہنوں کا جادو



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

وہ اکثر اپنی بہن سے بات کرتے ہوئے بہت دیر لگا دیتی تھی مجھے بہت الجھن ہوتی تھی ۔ میں اکثر سنتا رہتا تھا کہ اس کی بہن فلاسفی کی پروفیسر ہیں اور ان کا ذوق بہت اچھا ہے ۔ تو کیا ہوا۔ میرے intellect i کی بھی ایک زمانہ تعریف کرتا ہے ۔ میں ہر اہم موضوع پر بہت اچھی گفتگو کر لیتا ہوں ۔ میں jealous ہوتے ہوئے سوچتا۔ آج ہم کئی مہینوں بعد لاہور آئے تھے اور اس کی بہن کے گھر ہی ٹھہرے تھے ۔ ہم مرد حضرات ڈرائنگ روم میں بہت دیر سے سیاست اور حالات حاضرہ پر گفتگو کر رہے تھے لیکن میری توجہ اندر living room کے بند دروازے کی طرف ہی تھی جہاں سے ان کی باتوں اور قہقہوں کی ہلکی ہلکی آوازیں آ رہی تھیں ۔ میں جھلا کر اٹھ کھڑا ہوا اور کاروباری مصروفیت کا بہانہ بنا کر رخصت ہونے کی اجازت طلب کرتے ہوئے living room کی طرف بڑھ گیا ۔ اس کا دروازہ اب کھلا ہوا تھا۔ اندر دو میچور خواتین چھوٹے بچوں کی طرح ہنس رہی تھیں میں نے غیر اخلاقی حرکت کرتے ہوئے ان کی باتیں سننے کی کوشش کی ۔ مجھے بہت حیرت ہوئی کہ میرے سامنے بیٹھی ایک فلاسفر اور ڈینٹسٹ اس وقت ٹام اینڈ جیری دیکھ رہی تھیں ۔ وہ بے سروپا باتیں کر رہی تھیں ان کے jokes بہت lame تھے اور وہ ایک دوسرے کو کشن مار رہی تھیں ۔ وہ اپنے بچپن کی تصویریں دیکھ رہی تھیں ۔ ہنستی آنکھوں سے پانی نکل رہا تھا۔ مجھے بہنوں کا جادو سمجھ میں آ گیا ۔ میں اپنی بیگم کو چاہے کتنا ہی قیمتی تحفہ دے دوں ۔ اسے اس کے بچپن میں نہیں پہنچا سکتا۔ ان خوبصورت یادوں میں نہیں لے کر جا سکتا۔ اسے چند لمحوں کے لئے بچہ نہیں بنا سکتا۔ میں واپس آ کر ڈرائنگ روم میں بیٹھ گیا اور گفتگو طویل کر دی ۔

غیر سنجیدہ



ہر چہرہ
ایک کہانی

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

اس نے ایک کندھے پر اپنی بیٹی کو بٹھایا ہوا تھا اور ایک کندھے پر اپنے بیٹے کو وہ ابھی آفس سے آیا تھا مگر اسے پانی پینے کی بھی فرصت نہیں تھی۔ میں اسے دور سے دیکھ رہی تھی۔ یہ میرا وہی بیٹا تھا جو ہر وقت ہوا کے گھوڑے پر سوار رہتا تھا۔

جو سنجیدہ موضوع چھڑتے ہی محفل چھوڑ دیتا تھا۔

جو کرکٹ میچ دیکھ کر رات کو دیر سے گھر لوٹتا تھا تو اپنے ابو کے ڈر سے بیل نہیں بجاتا تھا۔

وہ آج اپنا کرکٹ میچ چھوڑ کر اپنے بچوں کے ساتھ ڈورے مون دیکھتا ہے وہ جو اپنی اسائنمنٹ سب سے آخر میں جمع کرواتا تھا آج اپنے بچوں کا ہوم ورک وقت پر ختم کرواتا ہے۔

آج وہ اپنی باتوں کو بھول کر اپنے بچوں کے ہر لطیفہ پر ہنستا ہے۔ اب وہ کبھی لیٹ گھر واپس نہیں آتا۔ اب وہ گھر کی دیوار نہیں پھلانگتا میرا بیٹا اگرچہ بہت بدل گیا ہے مگر میرا بیٹا مجھے اتنا پیارا پہلے کبھی نہیں لگا۔



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

ریورس گئیر

وہ کچھ لمحوں کی بات ہوتی ہے جب امی ابو دروازے پر چھوڑنے کے لئے آتے ہیں ۔ چاہے میکے سے سسرال واپس جا رہی ہو ، امتحان کے لئے ، سفر کے لئے ، کسی بھی نئی منزل کی اڑان بھرنے ..جب اپنے پیروں پر کھڑا بیٹا یا بیٹی کچھ دیر اپنے پرانے مکان میں ابو سے سارے دنیاوی الجھاؤ بیان کر کے ، امی کے ہاتھ کا گرم گرم پراٹھا کھا کر واپسی کے لئے نکلتا ہے ، تو امی اور ابو دروازے کے باہر الوداع کہنے آتے ہیں۔ پیچھے کھلے دروازے سے جھانکتا خالی گھر سائیں سائیں کی آوازیں دیتا ہے۔ یہ سوچ دل دہلاتی ہے کہ ابھی امی ابو واپس اندر جا کر ہمارے اگلی آمد کا انتظار کرتے کرتے ہماری ہی کوئی بات ڈسکس کرتے ہوئے سو جائیں گے...

جب میں امی ابو کو ہاتھ ہلاتے ہوئے گاڑی ریورس کرتا ہوں تو دھیرے دھیرے ان کا چہرہ دھندلانے لگتا ہے اور بائے بائے کہتے ان کے ہاتھ بڑھتے فاصلے کے ساتھ ننھے ننھے دکھائی دینے لگتے ہیں۔جب گاڑی اتنی دور آ جاتی ہے کہ مجھے ان کے ہلتے ہاتھوں کی سلوٹیں نظر آنا بند ہو جاتیں ہیں تو میں وہ منظر اپنی آنکھوں میں قید کر لیتا ہوں۔میں جتنی دیر سفر میں رہتا ہوں مجھے ہاتھ ہلاتے دو دھندلے چہرے دورازے پر منتظر کھڑے نظر آتے رہتے ہیں..یہاں تک کہ میں سفر طہ کر کے اس کی تھکان اتارنے کے لئے پھر ان کی گود میں آ کر لیٹ جاتا ہوں۔



نئے گھر میں سب کے ساتھ اکھٹے رہنا گو شروع میں مشکل تھا .کس کی بات کس سے کہنی ہے ؟ کس وقت صبح اٹھنا ہے؟ اور کس وقت ناشتے کی ٹیبل سے اٹھنا ہے؟ سب کھا لیں تب اٹھنا ہے یا اپنی سہولت سے اٹھنا ہے؟ رات گئے میکے کی طرح کچن میں جا کر چائے بنانی ہے یا خواہش دل میں دبا لینے کی عادت ڈالنی ہے؟ یہی سوال اس کے ذہن میں گھومتے رہتے تھے. اس دن ساسو ماں جلدی اٹھ گئی تھیں جب اسے کچن میں چائے کے برتنوں کی آواز آئی. ارے ابھی تو چھ ہی بجے ہیں وہ حیران ہوئی اور کچن کی طرف چل دی .

ساسو ماں قہوہ پیالی میں انڈیل رہی تھیں . اس کو دیکھا تو ساتھ ایک پیالی اور جوڑ دی. کہنے لگیں. ساتھ اٹھنا ساتھ بیٹھنا ضروری نہیں بس وقت پڑنے پر ساتھ دینا ضروری ہے.

اس نے کچن سے گھر کے اندر جاتی راہداری پر نظر ڈالی . آج اسے وہ تمام جگہ بہت کشادہ نظر آئی جہاں کبھی اسے گھٹن کا احساس ہوتا تھا .



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

تالی

زمانہ طالب علمی میں ذرا ذرا سی بات پر دل ٹوٹ جایا کرتا تھا۔ اس کلاس فیلو نے آج یہ بول دیا اور اس ٹیچر نے آج یہ کہہ دیا۔سکول سے واپسی پر گاڑی میں ابو کو ہر چھوٹے بڑے مسلے بتانا گویا ایک معمول بن گیا تھا۔جب عملی زندگی میں قدم رکھا تو رفتہ رفتہ ابو نے سکھا دیا کہ لوگوں کے رویئے تو ایسے ہی رہیں گے بس اپنے آپ کو اتنا بدلنا ہے کہ کسی کی سخت بات دل میں بسیرا نہ کر پائے۔وہ پانی کے بخارات کی طرح اڑ جائے۔ایسا ہی ہوا کہ ہمیں لگا کہ ہم مضبوط بنتے جا رہے ہیں۔یعنی ابو نے یہ تو سکھا دیا کہ نفرت کو دل میں جگہ نہیں دینی لیکن یہ نہیں سکھا کر گئے کہ ان کی محبت ، پیار ، خیال جو دل میں ہمیشہ کے لئے گھر کر گیا ہے اس کو دنیا میں جگہ جگہ تلاش نہیں کرنا۔ گویا ہم لوگوں کی نفرت تو بھول گئے لیکن ابو کی محبت ہمیشہ کے لئے یاد رہ گئی۔

اب آج جب کہ میرے بال خود سفید ہو گئے ہیں ، میں لوگوں کی کھوکھلی باتیں اور مصنوعی لہجے پہچان لیتا ہوں۔ان کا جھوٹ مجھے اداس نہیں کرتی ۔ مجھے اداس کرتی ہے تو کہیں دور سے آتی وہ ایک سچی آواز " بیٹا۔ اب سو جاؤ ۔ دنیا کے سٹیج میں اگر تمہاری کہانی سن کر بھی ان سنی کر دے تب بھی ایک شخص ہمیشہ تمہارے لئے سیٹ سے اٹھ کر تالی بجائے گا...تو آج کبھی کبھار جب میں کسی اوسط درجے کی پرفامنس کے بعد بیک سٹیج اکیلا بیٹھ جاتا ہوں تو وہ ایک اکیلی تالی بہت یاد آتی ہے....



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

ستارے

گھر چلانے کا خرچہ اب میں نے اسکے حوالے کر دیا تھا۔وہ نجانے کیسے ہر مہینے کے آخر میں ، گھر کے ہر کمرے کے لئے اک خوبصورت پتھر لے آیا کرتی تھی۔میں حیران تھا کہ میتھ سائینس کا ایکسپرٹ ہوتے ہوئے بھی آج تک ایسی بچت کیوں نہیں کر سکا ؟ اور میں نے غور کیا کہ بجلی کا بل میری ذمہ داری ہونے کے باوجود میں اکثر لائٹ پنکھا بند کرنا بھول جایا کرتا تھا۔ فریج کا دروازہ آدھ کھلا توکبھی نلکا میری غفلت سے ٹپ ٹپ برستا رہتا تھا۔لیکن وہ کسی اور ہی مٹی سے بنی تھی ،اسے بجلی یا پانی کا بل ادا نہیں کرنا تھا لیکن پھر بھی وہ چلتے چلتے رک کر بلاوجہ چلتی بتی پنکھا بجھا دیا کرتی تھی ، اسکے کان نلکے کی ٹپ ٹپ آواز دور سے ہی سن لیا کرتے تھے۔وہ پانی کی ایک ایک بوند کو ضائع ہونے سے بچا لیا کرتی تھی..وہ ابلتے دودھ کی مہک پر ہی چونک جاتی تھی....

کبھی کبھی مجھے لگتا تھا کہ جو ہم باپ بچے مل کر گھر کو بکھیرے رکھتے ہیں تو اس کی خصلت میں سب چیزوں کو سنبھال کر رکھنا ہے۔اس دن میں نے اسے وہ پانچ سال پرانی ٹوکری کے ٹوٹ جانے پر جو غم مناتے دیکھا تو سوچنے لگا کہ اسکو تو گھر کی چھوٹی چھوٹی چیزوں سے اس قدر محبت ہے جناب پتہ نہیں ہمارے لئے محبت بچے گی بھی یا نہیں..اسنے جیسے میری آنکھیں پڑھ لیں اور کہنے لگی..

آسمان میں سجے دو ساتھی ستاروں کو کچھ عرصے بعد ایک دوسرے کے گرد پھیلی روشنی سے یکساں محبت ہو جاتی ہے....اور یہ گھر اور اسکی ہر چھوٹی بڑی چیز اب ہماری یکساں روشنی ہے..مجھے آج تک گرمیوں کی سخت دھوپ تلے آنگن میں پھیلی تپش کے بیچ رات کے تاروں کی راحت ڈھونڈتی اس عورت کی سمجھ نہیں آئی....



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

لقمہ

جب آپ گھر میں اطمینان سے ٹیبل پر بیٹھ کر کھانا کھا رہے ہوں تو بیک گراؤنڈ میں اپنے چھوٹے بچے کے پیچھے کھانے کا پیالہ لے کر دوڑنے والی ماں پر ضرور غور کیجئے گا. اس کے بال اس کی چٹیا کی قید میں نہیں رہتے. چہرہ پسینے سے لال اور جسم دکھ رہا ہوتا ہے .چھوٹا بچہ کھانا کھانے میں اپنی ماں کو بہت ستاتا ہے . اس کی ماں روازنہ بیٹھ کر گنتی ہے کہ آج میرے بچے کے پیٹ میں کتنے نوالے گئے؟ اس کی ہڈیاں کب مضبوط پٹھے کب نمایاں ہونگے... گویا جو ہم بچے کو اچانک دیکھ کر کہتے ہیں کہ ارے اتنا بڑا ہو گیا؟ تو ماں اس کی انچ انچ لمبائی ناپ رہی ہوتی ہے.بچے کو اس عمر میں ہنس دینا چاہیئے ، اب اسے چلنا چاہیئے، اب کچھ لفظ بولنے چاہئیں..وہ خود کو اس کی ذہنی و جسمانی نشوونما کے ریکارڈ کی ایک ڈائیری بنا لیتی ہے..وہ اس کے منہ میں پھل کا ایک ٹکڑا ڈالنے کے لئے پورے لان کا چکر لگا لیتی ہے..کبھی اس کو ڈانٹ دیتی ہے ، کبھی خود روٹھ جاتی ہے.اس دوران وہ اپنا کھانا بھول جاتی ہے .شادی بیاہ ہو یا سالگرہ'پہلے اس کو کھلا لوں پھر ایک ہی بار بیٹھ کر کھاؤں گی'. لیکن اس کا یہ دوڑنا بھاگنا کسی کو نظر نہیں آتا.."تمہارا بچہ دبلا اور کالا ہو گیا ہے"،"اس کا قد لگتا ہے ٹھہر گیا ہے".

آخر یہ سننے میں آتا ہے کہ ماں ہے کھانا کھلا کر کوئی احسان تھوڑی کیا ہے..دراصل ماں ہے تبھی احسان پر احسان کرتی چلی جاتی ہے..لقمہ بچے کے پیٹ میں جاتا ہے اور طاقت ماں کے اندر آتی ہے..یہ ماں ہی ہے جو گردن کے پیچھے چھپا معمولی زخم بھی ڈھونڈ نکالتی ہے.وہ ساری زندگی مرہم لگاتی ہے....



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

گھڑا

عرصہ ہوا ماں نے کلف والا دوپٹہ اور ریشمی قمیض نہیں پہنی ۔ ہاتھ کو مہندی ، بال کو رنگ نہیں دیا۔ میں نے کب سے ماں کو کھانے کے بعد قیلولہ کرتے نہیں دیکھا۔ماں کو کھڑکھڑاتے پاجامے پسند تھے لیکن اب ماں ڈھیلے ڈھالے کپڑے پہنتی تھی۔اب اماں کے پاس فرصت نہیں تھی۔ اب اماں نے چوکڑی مار کر بیٹھنا ہوتا تھا تاکہ مجھے گود میں بٹھا کر دودھ پلا سکے۔میں جو بار بار اپنے ننھے ہاتھوں سے اس کی چوٹی کھول دیا کرتا تھا، تو بار بار بال گوندھنے کی پرواہ کس کو تھی۔وہ جو دن میں کئی بار میرا فیڈر اور پوٹی دھوتی تھی تو مہندی کا رنگ اب کسے پیارا تھا۔ بس ایسی ہی ہو گئی تھی اماں..خود سے بے نیاز اور میرے پل پل سے واقف۔جیسے پانی کا پرانا گھڑا اپنے دھندلاتے رنگ و روغن سے بے خبر ، سارا سارا دن ٹھنڈا پانی پلاتا رہتا ہے...



تم کرتی ہی کیا ہو

میں جب دن بھر کا تھکا ہارا گھر پہنچتا تھا تو آفس میں باس کے بلاوجہ غصہ اور کام کے دباؤ کی فرسٹریشن اپنی بیوی کو ایک جملہ کہہ کر نکال لیا کرتا تھا۔'تم کرتی ہی کیا ہو؟'۔میرا چھوٹا اب اپنے پاؤں پر چلنے لگا تھا اور بڑا تو دوڑنے بھی لگا تھا۔میں نے اس دن غور سے اسے دوڑتے ہوئے دیکھا۔وہ تیز دوڑتے ہوئے اس بات کا خیال رکھ رہا تھا کہ جھولا جھولتے چھوٹے منے کو کوئی تکلیف نہ دے،زمین پر سوکھنے کی غرض سے بکھری امبیوں اور آنگن میں پھیلے نیلے دوپٹے کو کوئی نقصان نہ پہنچائے۔محسوس ہی نہیں ہو پاتا کہ کھیل کھیل میں دوڑتے یہ بچے کب زندگی کی دوڑ میں شامل ہو جاتے ہیں اور دعا ہوتی ہے کہ اس دوڑ میں کسی کو نقصان پہنچائے بغیر فقط خود سے جیتنے کی لگن جاری رکھیں۔بچوں کا پاؤں پاؤں چلنے سے زندگی کی دوڑ میں دوڑنے تک کا سفر تربیت کہلاتا ہے۔وہ میرے بچوں کی تربیت کر رہی تھی۔روزانہ،تھوڑی تھوڑی،شاید گھڑے میں پانی کے ایک قطرے جتنی لیکن میری پوری زندگی اٹھا کر دیکھ لو تو ساری زندگی میں اس گھڑے کے پانی جتنی ٹھنڈک میری اولاد کی اچھی تربیت کی صورت میں وہ پیدا کر رہی تھی۔اور میں اپنی لاعلمی میں فقط ایک جملے میں اپنی تھکن اتارنے کی غرض سے ' تم کرتی ہی کیا ہو' کہہ کر اسے کنارے سے منجھدار میں لا کھڑا کرتا تھا۔۔

جو عورتیں بچوں کو ٹائم دینے کے لئے/ کم پڑھی لکھی ہونے کے باعث/ جاب کی خواہش اور قابلیت رکھنے کے باوجود شوہر کے فیصلے پر عمل کرتے ہوئے یا اپنی مرضی پر عمل کرتے ہوئے کوئی نوکری/ بزنس نہیں کرتیں اور گھر پر رہ کر بچوں کی تربیت کرتی ہیں ، اگر ان سے کوئی سوال پوچھنا ہی ہے تو آج سے یہ سوال پوچھیں، 'آخرکیسے کر لیتی ہو؟'



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

کپڑوں کے جوڑے

کپڑوں کی ہمارے معاشرے میں ایک الگ ہی حیثیت ہے ۔ حیثیت سے یاد آیا ..کپڑے حیثیت کا پتہ دینے میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ کسی بھی خوشی کے موقع پر لڑکی یا لڑکے والے کی طرف سے کتنے جوڑے دئیے گئے ، محلے کی خالہ خیراں کو بتا کر اور ان کی حیرت اور رشک سے کھلی آنکھیں دیکھ کر ہی لڑکی یا لڑکے والوں کی حیثیت کو پاس ہونے کی ڈگری ملتی ہے۔جہیز میں لڑکی والوں نے دلھے کے گھر والوں کے علاؤہ دلھے کو بچپن میں امبی چٹانے والی دور کی پھوپھو اور دلھے کی اماں کے خواب میں آنے والی پرنانی کی تینوں بیٹیوں کو جوڑے دئیے یا نہیں ، دلھن کے ہاں بچے کی پیدائش پر بچے کے کپڑوں کے ساتھ ساتھ لڑکے کے خاندان کے ہر فرد کے لئے جوڑے آئے یا نہیں، نئی دلھن کا عروسی جوڑا بڑی دلھن سے مہنگا تھا یا نہیں..قمیض پر صرف گلے کے گرد ہی کام تھا یا دامن پر بھی ، دوپٹہ گھٹیا شفون کا تھا یا ہاتھوں میں پگھلتی شفون اوڑھ رکھی تھی، جوڑا پہلے بھی کبھی پہنا گیا تھا؟ان سب نقطوں کے اوپر ایک گول میز کانفرنس کی جاتی ہے..یعنی بات کپڑوں سے شروع ہو کر کپڑوں پر ہی ختم ہو جاتی ہے .تب کہیں جا کر حیثیت کا پتہ چلتا ہے....

ایسے میں دو جوڑوں پر گزارا کرنے والے ایدھی صاحب کی حیثیت اتنی زیادہ کیسے تھی ؟ دل سوچتا ہی رہ جاتا ہے .صبح شام کفن کی لمبائی ناپتا فضل دین ، گھر میں ایک دھوتی پہنے لمبا لیٹا رہتا ہے...



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

جیت اور ہار

چھوٹی عمر میں ہم بچوں کی معصومیت سے مجبور ہو کر ان کے سامنے چھوٹی چھوٹی گیمز میں جان بوجھ کر ہار جاتے ہیں۔ننھا بچہ خوش ہو جاتا ہے۔ لیکن اس خوشی کے پیچھے ہم بچپن سے ہی اس کے معصوم دماغ میں یہ بات ڈالنا شروع کر دیتے ہیں کہ ہر حال میں جیت ہی دنیا کی acceptance حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے۔ہمارے اس رویے سے بچے کے ذہن میں دو باتیں نقش کر جاتی ہیں۔۔
1:"صرف جیت" اور 2: "معاشرے کی acceptance" ۔ ان دو چیزوں کا خوف بچپن سے ہی لاشعور میں بیٹھ جاتا ہے اور تمام زندگی ان کے سراب کے پیچھے بھاگتے بھاگتے گزر جاتی ہے ۔بڑا ہوتے ہوتے بچہ یہ تو سیکھ لیتا ہے کہ جیت کا جشن کیسے منانا ہے لیکن یہ نہیں سیکھ پاتا کہ اگر زندگی کے کسی مرحلے پر ہار کا سامنا ہو تو کیسے survive کرنا ہے۔
بچے کو بچپن سے ہی جیت کے اس دباؤ میں ڈالنے سے بہتر ہے کہ چھوٹی عمر سے ہی دھیرے دھیرے چھوٹے چھوٹے تجربوں کی مدد سے اسے حقیقت پسند بنایا جائے۔اگر کسی مرحلے پر ہار کا سامنا ہو چاہے وہ ایک معمولی سی گیم ہی کیوں نہ ہو ، اس کی حوصلہ شکنی اور ڈانٹ ڈپٹ یا مصنوعی جیت pretend کرنے کی بجائے اسے ہار کو ایک نارمل چیز کی طرح accept کرنا سکھایا جائے۔ کسی کا دل اپنی ہار سے ٹوٹ کر چلنا بند نہیں ہوتا۔۔ہار کے خوف سے ٹوٹ کر چلنا بند ہو جاتا ہے۔



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

ابا اور تایا

میں نے اکثر ابا اور تایا کی پشت پر دو گہرے نشان دیکھے تھے۔ایک دن میں نے ابا سے پوچھا ۔۔"ابا جان۔۔یہ نشان کیسا ہے؟ ابا جان کہنے لگے کہ بہت چھوٹی عمر میں تمہارے تایا کی دو لڑکوں سے لڑائی ہو گئی تھی۔۔میں ان کو بچانے کے لئے بیچ میں گیا اور چاقو کے وار کی زد میں آ گیا۔۔" میں ابو کی اس قربانی سے بہت متاثر ہوا۔۔۔پھر کچھ دن بعد یہی سوال میں نے تایا جان سے کیا۔۔وہ بھی یہی کہنے لگے کہ "بہت چھوٹی عمر میں تمہارے ابو کی دو لڑکوں سے لڑائی ہو گئی تھی۔۔میں ان کو بچانے کے لئے بیچ میں گیا اور چاقو کے وار کی زد میں آ گیا۔"...

نجانے کس کی کہانی سچی تھی ۔۔لیکن اس دن ابا اور تایا کو گلے میں ہاتھ ڈالے چہل قدمی کرتے دیکھا تو ایسا لگا کہ جیسے اب بھی کوئی نقصان پہنچانے والا آیا تو اپنی بوڑھی ہڈیوں کا لحاظ نہیں کریں گے اور ایک دوسرے کی حفاظت کریں گے۔بھائیوں کی ایک دوسرے سے محبت شاید بہنوں کی طرح آنکھ سے چھلکتے آنسوؤں میں نہیں نظر آتی لیکن ایک دوسرے کی خاطر جسم کو گھائل کرتے چاقو کے پرانے زرد گہرے نشانوں کی طرح ہمیشہ موجود رہتی ہے۔۔۔



دیدہ و دل

ڈاکٹر نداایلی

گھڑی

شاید اس کا یہ گلہ ٹھیک تھا کہ میں اس کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر غور نہیں کر پاتا تھا۔اس دن صبح ہی صبح اس نے میرے موزے دھو کر لٹکا دیئے تھے اور مجھے لگا کہ میرے موزے گندے تھے ہی نہیں، غالباً اس نے سونے کی بالیاں اتار کر جامنی جھمکے پہن رکھے تھے اور بال سیدھے کئے تھے لیکن میں نوٹس نہیں کر سکا تھا۔چائے آج شاید زیادہ کڑک تھی لیکن میں نے معمول کے مطابق اپنی فائلوں کے بیچ گھونٹ گھونٹ اتار لی تھی۔ مگر یہ سچ تھا کہ وہ میری چھوٹی چھوٹی باتیں سمجھتی تھی۔میرے ماتھے کی شکن سے لے کر میری قمیص کی شکن تک سب اس کے نوٹس میں ہوتا تھا۔آج دفتر واپسی پر بیگ الماری میں رکھنے کی بجائے بے دلی سے صوفے پر ہی اٹکا دیا ، فون پر ہیلو کی بجائے صرف جی کہا تو مطلب دل اداس ہے..اونچی آواز میں میچ لگا لیا مطلب کسی بات کا غصہ ہے اور کرسی پر دھپ سے بیٹھا تو مطلب دل خوش ہے..وہ سب جان لیتی تھی..مجھے لگتا تھا کہ اس سے کچھ چھپانا ناممکن ہے ...
گو میں ہر گزرتے دن اسکی موجودگی سے ہونے والی تبدیلیوں کو محسوس نہیں کر پاتا تھا لیکن مہینوں اور سالوں میں اس کی مستقل محنت سے گھر کی دیواروں میں قائم رہ جانے والے رنگ و روغن پر میری نظر ضرور پڑتی تھی ۔
میں اس کے لمحہ لمحہ زندگی گزارنے کا قرینہ آج تک نہیں سمجھ پایا اور وہ آج بھی میرے جوتوں کے تسموں سے میری ذہنی کشمکش کا اندازہ لگا لیتی ہے....مرد شاید کمپس کے ایک جانب دیئے گئے اشارے پر چلتا رہتا ہے مگر عورت گھڑی کی طرح تین الگ الگ رخ والی سوئیوں پر چلتی ہے...



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

وہ اک ناسمجھ مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے بڑی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔ زندگی گزارنے کیلئے محبت فقط محبت کافی ہے۔ ابرار صاحب نے آگے بڑھ کر اسکی نبض تھام لی۔ نبض ابھی کچی ہے۔ وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگے۔ وہ جسے ہم شروعات میں محبت سمجھتے ہیں وہ درحقیقت محبت ہوتی ہی نہیں۔ وہ فقط پسندیدگی یا infatuation ہوتی ہے۔ اسوقت ہمیں لگتا ہے کہ بس اک دوسرے کی شکل دیکھ کر گزارہ ہو جائیگا۔ زندگی بیت جائیگی لیکن نہیں، یہ اتنا سہل نہیں۔ کسی دن اسکا چہرہ اترا ہوا اور لہجہ تلخ بھی ہو سکتا ہے۔ کسی دن اسکے بال کالی گھٹا کی بجائے بنجر جھاڑی کی طرح بھی لگ سکتے ہیں، ہو سکتا ہے وہ کبھی اتنا تھک جائے کہ تمہارا انتظار کئے بغیر ہی کھانا کھائے اور سو جائے۔ ہو سکتا ہے کسی شام اسے جاڑے کی سردی رومانٹک نہ لگے، وہ تمہارا محبوب تمہارا ہمسفر ہمیشہ کھلتا گلاب اور شاعر کا خواب نہیں رہ سکتا۔ وہ ہمیشہ غزل بن کر نہیں گونج سکتا۔ وہ اکثر تمہیں بکھرے بے وزن لفظوں کی سطروں کی طرح ملے گا۔ اور جب تمہیں اس بے وزن غزل کی ادائیگی کا ہنر آجائے تو سمجھو اب کہیں جاکر تم نے محبت کی پہلی سیڑھی پار کی ہے۔ اب تم زندگی گزارنے کا ہنر سیکھنے لگے ہو۔

دھوپ کنارے



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

پرانے گھر کی دھوپ میں ایک عجیب سی گرمی تھی۔ معلوم نہیں ہم اس وقت کتنے ہوش مند تھے۔ لیکن پھر بھی دھوپ کنارے کے بیک گراؤنڈ میں چلتی نظم۔۔رات یوں دل میں تری کھوئی ہوئی یاد آئی۔۔۔ سنتے ہوئے کسی ننھے فلاسفر کی طرح سر ٹیک کر آنکھیں نیم وا کر لیا کرتے تھے۔۔ ڈاکٹر احمر اور مس خان کے بیچ چلتی انا کی جنگ اگرچہ اس وقت سمجھ نہیں آتی تھی۔۔

لیکن پھر بھی ہمارا ننھا دماغ اور معصوم دل سیریل کے آخر میں ان کے ملاپ کی خواہش کیا کرتا تھا۔۔ امی کی گود میں بیٹھ کر ریپیٹ ٹیلی کاسٹ میں یہ ڈرامہ دیکھتے ہوئے اکثر مس خان کا ہیئر سٹائل کاپی کرنے کو دل کرتا تھا جس پر نانی اماں مسکرا کر کہا کرتی تھیں کہ اب اس کا فیشن نہیں رہا۔۔۔وقت کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر احمر کی یہ بات سمجھ آ گئی کہ دھوپ کے کنارے تاریک ہوتے ہیں۔۔۔

ڈھلتی شام میں زمین پر حرکت کرتے ڈاکٹر احمر اور ڈاکٹر زویا کے چلتے قدموں کے سائے بچپن کی دیوار کی دوسری جانب آج بھی نظر آتے ہیں۔۔۔اس کے پیچھے بجتی دھن کے پیچھے اماں ابا کے گھر کا سکون ہے۔۔۔حسینہ معین کا قلم ہمیشہ زندہ رہے گا۔۔۔۔رات یوں دل میں تری کھوئی ہوئی یاد آئی۔۔۔

☆.....☆.....☆



دیدہ و دل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

ابا کے ہاتھ

ابا کیسے تھپکی دیا کرتے تھے یہ غفور چاچا کو سمجھانا بہت مشکل تھا۔وہ میرا سر درد کم کرنے کے لئے کافی دیر سے کوشش کر رہے تھے۔ابا تھوڑا مدھم ، تھوڑے وقفے سے ، شاید ہاتھوں کو گول کر کے ، یا ہاتھوں میں نرمی پیدا کر کے رات کو میرا سر دبایا کرتے تھے، جب میں سخت امتحانوں میں راتوں کو جاگا کرتا تھا اور نیند آنکھوں سے کوسوں دور ہوتی تھی۔لیکن پھر نجانے کیسے نیند آ جایا کرتی تھی۔
غفور چاچا کے ہاتھوں اور ابا کے ہاتھوں میں کیا فرق تھا؟
کیا یہ فرق صرف مجھے محسوس ہوتا تھا؟
آخر میں نے آنکھیں موند لیں۔وہ جاتے جاتے کہنے لگے۔نیند کیسے نہیں آئے گی؟ میری ننھی گڑیا آخر میری ہی لوری سے سوتی ہے۔میں نے کمرے سے باہر جاتے غفور بابا کے ہاتھوں کو غور سے دیکھا۔۔
ہرباپ کے ہاتھ ایک جیسے ہی ہوتے ہیں شاید۔کھردرے لیکن نرم ، گہرے بھورے لیکن روشن، کوئی ایک قدرے اپنی رنگت بدلتا ناخن کنارے سے ٹوٹا ہوا ضرور ہوتا ہے۔ان ساری تبدیلیوں میں اک عمر کی داستان رقم ہوتی ہے۔تو جب اباسر پر تھپکی دیتے ہیں تو دراصل وہ داستان زندہ ہو جاتی ہے ۔۔ اور اک میٹھی لوری ہمارا ہاتھ پکڑ کر ہمیں نیند کی وادی میں لے جاتی ہے ۔



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

ستارے

گھر چلانے کا خرچہ اب میں نے اسکے حوالے کر دیا تھا.وہ نجانے کیسے ہر مہینے کے آخر میں ، گھر کے ہر کمرے کے لئے اک خوبصورت پتھر لے آیا کرتی تھی.میں حیران تھا کہ میتھ سائینس کا ایکسپرٹ ہوتے ہوئے بھی آج تک ایسی بچت کیوں نہیں کر سکا ؟ اور میں نے غور کیا کہ بجلی کا بل میری ذمہ داری ہونے کے باوجود میں اکثر لائٹ پنکھا بند کرنا بھول جایا کرتا تھا. فریج کا دروازہ آدھ کھلا توکبھی نلکا میری غفلت سے ٹپ ٹپ برستا رہتا تھا.لیکن وہ کسی اور ہی مٹی سے بنی تھی ،اسے بجلی یا پانی کا بل ادا نہیں کرنا تھا لیکن پھر بھی وہ چلتے چلتے رک کر بلاوجہ چلتی بتی پنکھا بجھا دیا کرتی تھی ، اسکے کان نلکے کی ٹپ ٹپ آواز دور سے ہی سن لیا کرتے تھے.وہ پانی کی ایک ایک بوند کو ضائع ہونے سے بچا لیا کرتی تھی..وہ ابلتے دودھ کی مہک پر ہی چونک جاتی تھی....

کبھی کبھی مجھے لگتا تھا کہ جو ہم باپ بچے مل کر گھر کو بکھیرے رکھتے ہیں تو اس کی خصلت میں سب چیزوں کو سنبھال کر رکھنا ہے.اس دن میں نے اسے وہ پانچ سال پرانی ٹوکری کے ٹوٹ جانے پر جو غم مناتے دیکھا تو سوچنے لگا کہ اسکو تو گھر کی چھوٹی چھوٹی چیزوں سے اس قدر محبت ہے جناب پتہ نہیں ہمارے لئے محبت بچے گی بھی یا نہیں..اسنے جیسے میری آنکھیں پڑھ لیں اور کہنے لگی..

آسمان میں سجے دو ساتھی ستاروں کو کچھ عرصے بعد ایک دوسرے کے گرد پھیلی روشنی سے یکساں محبت ہو جاتی ہے....اور یہ گھر اور اسکی ہر چھوٹی بڑی چیز اب ہماری یکساں روشنی ہے..مجھے آج تک گرمیوں کی سخت دھوپ تلے آنگن میں پھیلی تپش کے بیچ رات کے تاروں کی راحت ڈھونڈتی اس عورت کی سمجھ نہیں آئی.....



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

گھڑی

شاید اس کا یہ گلہ ٹھیک تھا کہ میں اس کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر غور نہیں کر پاتا تھا۔اس دن صبح ہی صبح اس نے میرے موزے دھو کر لٹکا دیئے تھے اور مجھے لگا کہ میرے موزے گندے تھے ہی نہیں، غالباً اس نے سونے کی بالیاں اتار کر جامنی جھمکے پہن رکھے تھے اور بال سیدھے کئے تھے لیکن میں نوٹس نہیں کر سکا تھا۔چائے آج شاید زیادہ کڑک تھی لیکن میں نے معمول کے مطابق اپنی فائلوں کے بیچ گھونٹ گھونٹ اتار لی تھی۔ مگر یہ سچ تھا کہ وہ میری چھوٹی چھوٹی باتیں سمجھتی تھی۔میرے ماتھے کی شکن سے لے کر میری قمیص کی شکن تک سب اس کے نوٹس میں ہوتا تھا۔آج دفتر واپسی پر بیگ الماری میں رکھنے کی بجائے بے دلی سے صوفے پر ہی اٹکا دیا ، فون پر ہیلو کی بجائے صرف جی کہا تو مطلب دل اداس ہے..اونچی آواز میں میچ لگا لیا مطلب کسی بات کا غصہ ہے اور کرسی پر دھپ سے بیٹھا تو مطلب دل خوش ہے..وہ سب جان لیتی تھی..مجھے لگتا تھا کہ اس سے کچھ چھپانا ناممکن ہے ... گو میں ہر گزرتے دن اسکی موجودگی سے ہونے والی تبدیلیوں کو محسوس نہیں کر پاتا تھا لیکن مہینوں اور سالوں میں اس کی مستقل محنت سے گھر کی دیواروں میں قائم رہ جانے والے رنگ و روغن پر میری نظر ضرور پڑتی تھی ۔

میں اس کے لمحہ لمحہ زندگی گزارنے کا قرینہ آج تک نہیں سمجھ پایا اور وہ آج بھی میرے جوتوں کے تسموں سے میری ذہنی کشمکش کا اندازہ لگا لیتی ہے....مرد شاید کمپس کے ایک جانب دیئے گئے اشارے پر چلتا رہتا ہے مگر عورت گھڑی کی طرح تین الگ الگ رخ والی سوئیوں پر چلتی ہے...

پیشہ

پرائیویٹ سکولز کے کاروبار میں بھاری فیس کے ذریعے کڑوڑوں روپیہ منافع کمانے والے بزنس مین نے ڈاکٹر کو فیس ادا کرتے ہوئے پوچھا،

"ڈاکٹر صاحب آپ مولانا مشتاق خلیل صاحب کو سنتے ہیں؟"

"جی نہیں"

"ان کا ایک بیان ہے ۔ڈاکٹر بھائیوں کے لیے ۔وہ کہتے ہیں ڈاکٹری کو اپنا پیشہ نہ بنانا۔اسے لوگوں کی خدمت کے لیے استعمال کرنا۔

جوائنٹ فیملی

جوائنٹ فیملی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بہو نے صبح کی انگڑائی سے لے کر رات کی جمأی تک اپنے سارے کام آپکی آنکھوں کے سامنے کرنے ہیں۔

یا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی کو اپنی سپیس میں رہنے کی اجازت نہیں۔

جوائنٹ فیملی کا مطلب یہ ہے کہ جاڑے کی سردی میں چائے کی ٹیبل پر سب ساتھ ہوں۔

خوشی اور غم میں سب ساتھ ہوں۔

خوشحالی اور افلاس میں سب ساتھ ہوں۔

اگر ایک دوسرے کو چھت دیں گے تو ایک چھت کے نیچے رہنا بہت آسان ہو جائے گا۔



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

میں اسے بیاہ کے لے آیا تھا۔وہ میری عزت میری محبت تھی ۔ میں نے سوچا تھا جیسے اکیلے میں اس کے آرام کا خیال رکھتا ہوں ویسے ہی محفل میں بھی رکھوں گا۔ کبھی اس کی لاعلمی میں زمین پر لگتا اس کا دوپٹہ اٹھا دینے ، اس کی استطاعت سے زیادہ بھاری سامان پکڑ لینے ، فنکشن میں گود میں ہمارا بچہ اٹھا لینے ، کوکنگ میں اسکی مدد کر دینے یا سب کے سامنے اس کی تعریف کر دینے میں کوئی شرم محسوس نہیں کروں گا ۔ لیکن درحقیقت ایسا ہوا کہ میں نے شرم محسوس کی۔۔میں نے جب بھی اپنی بیگم کے ساتھ محفل میں "اپنی بیگم" والا سلوک کیا ،میرا تمسخر اڑایا گیا۔"جورو کا غلام"، "زن مرید" ، "لگتا ہے یار بیگم سے بڑا ڈرتے ہو" ، "اتنی جلدی گھر جا رہے ہو لگتا ہے بھابھی سے ڈانٹ پڑی ہے"۔

اس دن گلاب کے پودے کو پانی دیتی اپنی بیگم کو میں نے غور سے دیکھا۔کیا یہ میری عمر بھر کی ساتھی نہیں ہے؟کیا میرے کسی بھی دوست سے زیادہ اس نے میرے سرد گرم میں میرا ساتھ نہیں دیا، میرے لئے دعائیں نہیں کیں؟کیا ہم گہرے دوستوں کی طرح بے تکے لطیفوں پر قہقہہ مار کر ہنستے نہیں ہیں؟ تو پھر جب باقی دوستوں کے ساتھ وقت گزارنے ، ان کا بوجھ بانٹ دینے ، سب کے سامنے ان کی تعریف /عزت میں کوئی شرم نہیں تو پھر زندگی کا وہ ساتھی جو قبول ہے کی گونج کے ساتھ خدا پاک نے میرے لئے چن لیا۔اس کا ساتھ اور سب کے سامنے اس کا ساتھ دینے میں کیسی شرم؟ کیا یہ معاشرہ ہی مردوں کو بار بار انکی 'مردانگی'کا احساس دلاتا ہے ؟

مجھے لگا کہ میری طاقت اور میری کمزوری کا تعین ، میرے علاؤہ اور کوئی شخص نہیں کر سکتا...(ندا ایلی)



دیدہ ودل
ڈاکٹر ندا ایلی
facebook-stories by nida

میں اسے بیاہ کے لے آیا تھا۔وہ میری عزت میری محبت تھی ۔ میں نے سوچا تھا جیسے اکیلے میں اس کے آرام کا خیال رکھتا ہوں ویسے ہی محفل میں بھی رکھوں گا۔ کبھی اس کی لاعلمی میں زمین پر لگتا اس کا دوپٹہ اٹھا دینے ، اس کی استطاعت سے زیادہ بھاری سامان پکڑ لینے ، فنکشن میں گود میں ہمارا بچہ اٹھا لینے ، کوکنگ میں اسکی مدد کر دینے یا سب کے سامنے اس کی تعریف کر دینے میں کوئی شرم محسوس نہیں کروں گا ۔ لیکن درحقیقت ایسا ہوا کہ میں نے شرم محسوس کی۔۔میں نے جب بھی اپنی بیگم کے ساتھ محفل میں "اپنی بیگم" والا سلوک کیا ،میرا تمسخر اڑایا گیا۔"جورو کا غلام"، "زن مرید" ، "لگتا ہے یار بیگم سے بڑا ڈرتے ہو" ، "اتنی جلدی گھر جا رہے ہو لگتا ہے بھابھی سے ڈانٹ پڑی ہے"۔

اس دن گلاب کے پودے کو پانی دیتی اپنی بیگم کو میں نے غور سے دیکھا۔کیا یہ میری عمر بھر کی ساتھی نہیں ہے؟کیا میرے کسی بھی دوست سے زیادہ اس نے میرے سرد گرم میں میرا ساتھ نہیں دیا، میرے لئے دعائیں نہیں کیں؟کیا ہم گہرے دوستوں کی طرح بے تکے لطیفوں پر قہقہہ مار کر ہنستے نہیں ہیں؟ تو پھر جب باقی دوستوں کے ساتھ وقت گزارنے ، ان کا بوجھ بانٹ دینے ، سب کے سامنے ان کی تعریف /عزت میں کوئی شرم نہیں تو پھر زندگی کا وہ ساتھی جو قبول ہے کی گونج کے ساتھ خدا پاک نے میرے لئے چن لیا۔اس کا ساتھ اور سب کے سامنے اس کا ساتھ دینے میں کیسی شرم؟ کیا یہ معاشرہ ہی مردوں کو بار بار انکی 'مردانگی'کا احساس دلاتا ہے ؟

مجھے لگا کہ میری طاقت اور میری کمزوری کا تعین ، میرے علاوہ اور کوئی شخص نہیں کر سکتا...(ندا ایلی)



Stories By Nida

دوست

وہ جن کے ساتھ میں اکثر مسکراتا ہوا نظر آتا ہوں وہ میرے دوست نہیں ہیں---
جن کے ساتھ میں پہاڑ کی چوٹی تک چڑھ جاتا ہوں..وہ بھی میرے دوست نہیں ہیں---
معلوم ہے جن کے ساتھ میں اونچی عمارت میں دعوت کھاتا ہوا نظر آتا ہوں---وہ بھی میرے دوست نہیں ہیں---
مگر
وہ جو کبھی خاموشی سے میرے آنسو پونچھتے ہوئے خود بھی رو پڑتے ہیں،وہ میرے دوست ہیں---
وہ جو چڑھائی چڑھتے ہوئے پھسل جانے پر میرا ہاتھ تھام لیتے ہیں---وہ میرے دوست ہیں---
وہ جن کے ساتھ میں ننگے پائوں گیلی زمین پر بیٹھ کر چولہے والی چائے میں بسکٹ ڈبو کر کھاتا ہوں----وہی تو میرے دوست ہیں---

ندا ایلی

نانا نانی

میری امی جب مجھے فون کرتی ہیں تو میرا حال نہیں پوچھتیں ۔
مگر وہ یہ ضرور پوچھتی ہیں---
"گڑیا کے پیٹ کا درد ٹھیک ہو گیا؟"
"چھوٹے کو موزے پہنائے؟"
"بچوں کو انڈا کھلایا آج؟"
اور پھر بچوں کی فرمائش پر اسی وقت پوریاں بنا کر میرے گھر لے آتی ہیں۔
نانا نانی بن کے ہمارے بوڑھے ماں باپ پھر سے جوان ہو جاتے ہیں ۔وہ اپنے نواسہ، نواسی کی انگلی پکڑ کر انہیں چلنا سکھاتے ہیں ----شاید انہیں لگتا ہے کہ ہم پھر سے بچے بن گئے ہیں---

غصہ

مجھے غصہ اس غیر پر نہیں تھا جس نے میرے بارے میں جھوٹ بولا،مجھے غصہ اس اپنے پر تھا جس نے بغیر تصدیق کے یقین کر لیا...
مجھے غصہ اس غیر پر نہیں تھا جو مجھے بھرے مجمع میں گالیاں دیتا رہا،مجھے غصہ اس اپنے پر تھا جو دیوار کے پیچھے چھپ کر سنتا رہا...
مجھے غصہ اس غیر پر نہیں تھا جو میری بہادری سے جلتا تھا،مجھے غصہ اس اپنے پر تھا جو میری کمزوریاں نہ سہہ سکا...
مجھے غصہ اس غیر پر نہیں تھا جو میرے لفظوں کا مذاق اڑاتا رہا،مجھے غصہ اس اپنے پر تھا جو میری خاموشی نہ سن سکا...
مجھے غصہ اس غیر پر نہیں تھا جو میری خوشیوں کا دشمن تھا،مجھے غصہ اس اپنے پر تھا جو میرے آنسوؤں کو نہ پڑھ سکا...
امید صرف اللہ سے ہی رکھنی چاہئے..
آپ سے بڑھ کر آپ کا اپنا کوئی نہیں ہے...
کوئی بھی شخص آپ کی خوشی یا غم کا ذمہ دار نہیں ہے...
خود سے پیار کرنا سیکھیں تو آپ کے اندر موجود سارا غصہ ختم ہو جائے گا..



ڈاکٹر بہو

اسے آج بھی یاد ہے ڈرائینگ روم کے دروازے کی اوٹ سے جب اس نے اپنی ہونے والی ساس کے منہ سے اس کی گائنی میڈیکل سپیشیلازیشن کی تعریف سنی تھی تو اسے بہت فخر محسوس ہوا تھا.لیکن اب ایسا کیوں محسوس ہوتا تھا کہ ڈگری ایک ماتھے پر سجایا جانے والے ٹیکے کی طرح ہے، جو ہر آنے جانے والے سسرالی مہمان کے سامنے اپنی ناک اونچی کرنے کے لئے کسی تین تہوں والے کیک کی طرح پیش کی جاتی ہے.لیکن جب دکھاوے کا لنگر کھا کر مہمان رخصت ہو جاتے ہیں تو گھر کی چار دیواری میں موجود اسی پڑھی لکھی ڈاکٹر بہو کی پریڈ شروع ہو جاتی ہے.وہی پریڈ جو سسرال کے ہفتہ وار بلکہ روازنہ امتحان میں کامیاب قرار دینے کے لئے بے حد ضروری ہے. یعنی صبح سے رات تک ایک"خاندانی لڑکی" ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے میاں،ساس دیور جیٹھ سے کے کر چچا سسر اور خالہ ساس کے الگ الگ تجزیاتی جج میٹر پر پورا اترنا..جس میں سویرے سب سے پہلے اٹھنے اور اک خاص ادب سے سب کو ناشتہ پیش کرنے سے لے کر رات میں سب کے کمرے میں قہوہ پہنچانے تک سے لے کر تمام ضروری امور شامل ہیں. اس دوران اس کی جاب کے اوقات کس قدر مشکل ہیں، یہ سمجھنا کسی کے لئے ضروری نہیں بلکہ ہر تیسرے دن نائٹ ڈیوٹی کیوں لگ جاتی ہے، آخر تنخواہ کتنی ہے اور کہاں جاتی ہے,بچے کون پالے گا بچے بگڑ گئے جیسے سوالات کا تسلی بخش جواب دینے سے بونس نمبر بھی مل سکتے ہیں.. ایک ڈاکٹر بہو ایک ساتھ بہت سارے چیلنجز کا سامنا کرتی ہے.اگر آپ نے اپنے آنگن میں گلاب کا پودا لگا ہی لیا ہے تو خدارا روزانہ اس کے پھول نہ مسلیں.اسے اپنے آنگن میں



تم کرتی ہی کیا ہو

میں جب دن بھر کا تھکا ہارا گھر پہنچتا تھا تو آفس میں باس کے بلاوجہ غصہ اور کام کے دباؤ کی فرسٹریشن اپنی بیوی کو ایک جملہ کہہ کر نکال لیا کرتا تھا۔'تم کرتی ہی کیا ہو؟'.میرا چھوٹا اب اپنے پاؤں پر چلنے لگا تھا اور بڑا تو دوڑنے بھی لگا تھا.میں نے اس دن غور سے اسے دوڑتے ہوئے دیکھا.وہ تیز دوڑتے ہوئے اس بات کا خیال رکھ رہا تھا کہ جھولا جھولتے چھوٹے منے کو کوئی تکلیف نہ دے،زمین پر سوکھنے کی غرض سے بکھری امبیوں اور آنگن میں پھیلے نیلے دوپٹے کو کوئی نقصان نہ پہنچائے.محسوس ہی نہیں ہو پاتا کہ کھیل کھیل میں دوڑتے یہ بچے کب زندگی کی دوڑ میں شامل ہو جاتے ہیں اور دعا ہوتی ہے کہ اس دوڑ میں کسی کو نقصان پہنچائے بغیر فقط خود سے جیتنے کی لگن جاری رکھیں.بچوں کا پاؤں پاؤں چلنے سے زندگی کی دوڑ میں دوڑنے تک کا سفر تربیت کہلاتا ہے.وہ میرے بچوں کی تربیت کر رہی تھی.روزانہ،تھوڑی تھوڑی،شاید گھڑے میں پانی کے ایک قطرے جتنی لیکن میری پوری زندگی اٹھا کر دیکھ لو تو ساری زندگی میں اس گھڑے کے پانی جتنی ٹھنڈک میری اولاد کی اچھی تربیت کی صورت میں وہ پیدا کر رہی تھی.اور میں اپنی لاعلمی میں فقط ایک جملے میں اپنی تھکن اتارنے کی غرض سے ' تم کرتی ہی کیا ہو' کہہ کر اسے کنارے سے منجھدار میں لا کھڑا کرتا تھا..

جو عورتیں بچوں کو ٹائم دینے کے لئے/ کم پڑھی لکھی ہونے کے باعث/ جاب کی خواہش اور قابلیت رکھنے کے باوجود شوہر کے فیصلے پر عمل کرتے ہوئے یا اپنی مرضی پر عمل کرتے ہوئے کوئی نوکری/ بزنس نہیں کرتیں اور گھر پر رہ کر بچوں کی تربیت کرتی ہیں ، اگر ان سے کوئی سوال پوچھنا ہی ہے تو آج سے یہ سوال پوچھیں، 'آخرکیسے کر لیتی ہو؟'



Stories By Nida

دوست

وہ جن کے ساتھ میں اکثر مسکراتا ہوا نظر آتا ہوں وہ میرے دوست نہیں ہیں---
جن کے ساتھ میں پہاڑ کی چوٹی تک چڑھ جاتا ہوں--وہ بھی میرے دوست نہیں ہیں---
معلوم ہے جن کے ساتھ میں اونچی عمارت میں دعوت کھاتا ہوا نظر آتا ہوں---وہ بھی میرے دوست نہیں ہیں---
مگر
وہ جو کبھی خاموشی سے میرے آنسو پونچھتے ہوئے خود بھی رو پڑتے ہیں،وہ میرے دوست ہیں---
وہ جو چڑھائی چڑھتے ہوئے پھسل جانے پر میرا ہاتھ تھام لیتے ہیں---وہ میرے دوست ہیں---
وہ جن کے ساتھ میں ننگے پائوں گیلی زمین پر بیٹھ کر چولہے والی چائے میں بسکٹ ڈبو کر کھاتا ہوں----وہی تو میرے دوست ہیں---

ندا ایلی



جس دن میں نے پہلی بار خود پٹرول ڈلوایا میری نظریں میٹر سے ہٹی ہی نہیں تھیں۔ایک پیسہ بھی اوپر اور ایک قطرہ بھی ضائع نہیں ہونا چاہیئے ۔ جس دن پہلی بار خود پھل خریدے اس دن ایک ایک پھل جانچا ، سونگھ کر پرکھا۔ اس دن یہ احساس ہوا کہ جب تک ابا اپنی جیب سے ہمارے لئے پیسے نکالتے رہے ..میں نے خود کبھی میٹر نہیں دیکھا اور گاڑی چلتی رہی ... پھل آنکھیں بند کر کے کھا لئے ہمیشہ شیریں نکلے۔اس وقت ایسا لگتا تھا کہ یہ دنیا بس اپنے آپ چل رہی ہے۔صبح ہو گی .. اماں بہترین لینچ بیگ میں ڈال دیں گی اور ہم سکول پہنچ جائیں گے۔ لگتا تھا شاید ابا کہیں کے بادشاہ ہیں اور ہم شہزادے...

اس دن میں نے اس پھل فروش کی پسینے سے بھیگی کمر دیکھی جو کچھ پیسے اپنےننھے بچے کو آئیس کریم کھانے کے لئے نکال کر دے رہا تھا تو احساس ہوا کہ بابا بننا اتنا آسان نہیں ہوتا..یہ جو بابا ہوتے ہیں۔یہ سبھی پسینہ بہا کر گھر آتے ہیں۔لیکن ہم کبھی ان کی بھیگی کمر دیکھ ہی نہیں پاتے۔

آج سکول کے باہر اپنے بیٹے کا انتظار کرتے ہوئے میرے ماتھے پر ننھی ننھی پسینے کی بوندیں نمودار ہونے لگیں..یکدم دور سے میرا ننھا پھول بھاگتا ہوا آ کر مجھ سے لپٹ گیا .. پھر اس نے نان سٹاپ اپنے سکول کی کہانیاں سنانا شروع کر دیں۔میں نے چپکے سے اپنے ہاتھوں سے اپنا پسینہ صاف کیا اور اس کی طرف متوجہ ہو گیا. آج مجھے سمجھ آیا کہ بابا کے ہاتھ اکثر نم کیوں رہتے تھے۔میرا دل کیا کہ کاش ایک بار صرف ایک بار میں مڑ کر بابا کی بھیگی کمر بھیگا ماتھا دیکھتا اور اپنی ننھی انگلیوں سے ان کا پسینہ پونچھ دیتا.. کاش کبھی تو میں ان کے لیے اپنے ہاتھ نم کرتا۔(ندا ایلی)



Stories By Nida

چھینٹیں

ظہر کا وقت تھا۔وہ وضو کر رہی تھی۔کام والی ماسی کے ہاتھ سے پانی کی بالٹی گر گئی۔اس کے کپڑے گیلے ہو گئے۔
"یہ کیا کیا؟ میرے کپڑوں پر چھینٹیں ڈال دیں!کپڑے ناپاک ہو گئے!"،وہ زور سے چلائی۔
"کیا ہوا؟"، دادی نے ماسی کو روتے دیکھا تو سوال کیا۔
"دیکھیں دادی اس نے چھینٹیں ڈال دیں میرے دامن پر۔ ناپاک ہو گئے میرے کپڑے۔ میرے اور رب کے بیچ آ گئی آپ کی ماسی !! "
دادی نے ماسی کے تر چہرے سے کچھ آنسو جمع کیے اور اس کے دامن پر لگا دیئے اور بولیں،" بچے ،یہ آنسو جو تیری سخت بات کی وجہ سے ماسی کی آنکھ سے گرے...ان سے چھینٹیں پڑیں تیرے دامن پر..ان سے ناپاک ہوئے تیرے کپڑے،یہ آ گئے تیرے اور رب کے بیچ..."

ندا ایلی

پیشہ

پرائیویٹ سکولز کے کاروبار میں بھاری فیس کے ذریعے کڑوڑوں روپیہ منافع کمانے والے بزنس مین نے ڈاکٹر کو فیس ادا کرتے ہوئے پوچھا،

"ڈاکٹر صاحب آپ مولانا مشتاق خلیل صاحب کو سنتے ہیں؟"

"جی نہیں"

"ان کا ایک بیان ہے ۔ڈاکٹر بھائیوں کے لیے ۔وہ کہتے ہیں ڈاکٹری کو اپنا پیشہ نہ بنانا۔اسے لوگوں کی خدمت کے لیے استعمال کرنا۔



دیدہ ودل

ڈاکٹر ندا ایلی

facebook-stories by nida

survival

ماں باپ بننے کی ذمہ داری تلے انسان چھوٹی چھوٹی خوشیوں کو نظر انداز کرنا کس قدر آسانی سے سیکھ لیتا ہے۔ میرا میڈیکل فیلڈ سے تعلق رکھنے والا دوست بتا رہا تھا کہ جس دن بیٹے نے پہلی بار چلنا شروع کیا تھا اس دن میں دوستوں کے ساتھ ہسپتال میں رک کر مشکل فائنل بڑے امتحان کی تیاری کر رہا تھا۔آج مجھے بھی میٹنگ سے فارغ ہوتے ہوتے رات کے دس بج چکے تھے ۔ ٹریفک بلاک پر رکا تو وہی محنت کش نوجوان نظر آیا جسے میں اکثر بڑی مستقل مزاجی سے ٹیلی فون کے خالی کیس بیچتے دیکھتا رہتا تھا۔ اس نے یہی بتایا کہ اچھی ڈگری کے باوجود خاطر خواہ نوکری نہ ملنے کے باعث رات کو پارٹ ٹائم کرتا ہوں تاکہ بچوں کی زندگی بہتر بنا سکوں۔آج سکول میں بیٹی کا رزلٹ اور اچھی کارکردگی کا سرٹیفیکیٹ لینے بھی نہیں جا سکا چونکہ صبح چھٹی نہیں مل سکی۔

گھر پہنچا تو بیگم نے خوشخبری کہ آج ننھے علی نے پہلی بار بابا بولا ہے۔ننھا علی اب میرا انتظار کرتے کرتے سو چکا تھا۔میں نے اس کے چہرے کی طرف غور سے دیکھا۔وہ کل بھی بابا بولے گا وہ پرسوں اور پھر انشاء اللہ ساری زندگی مجھے بابا ہی پکارے گا لیکن یہ پہلی بار اس کے منہ سے لفظ بابا نکالنے کی جستجو اور پھر آنکھوں کی گہری چمک اور چہرے پر پھیلی خوشی جو صرف آج ہی کے دن کسی لمحے پیدا ہوئی اور پھر ختم ہو گئی،وہ میں نہیں دیکھ پایا۔ شاید اسی کا نام زندگی ہے ۔ survival کے لئے کچھ کھونا اور کچھ پانا۔ کبھی کبھی ہم فیصلہ نہیں کر پاتے کہ کیا زیادہ قیمتی تھا..وہ جو پایا یا وہ جو کھو دیا۔اسی سوچ وچار کی کشمکش میں کڑوٹ بدلتے بدلتے صبح کی اذان ہو جاتی ہے ۔ پھر جدوجہد کا اک نیا دن شروع ہو جاتا ہے....

غصہ

مجھے غصہ اس غیر پر نہیں تھا جس نے میرے بارے میں جھوٹ بولا،مجھے غصہ اس اپنے پر تھا جس نے بغیر تصدیق کے یقین کر لیا...
مجھے غصہ اس غیر پر نہیں تھا جو مجھے بھرے مجمع میں گالیاں دیتا رہا،مجھے غصہ اس اپنے پر تھا جو دیوار کے پیچھے چھپ کر سنتا رہا...
مجھے غصہ اس غیر پر نہیں تھا جو میری بہادری سے جلتا تھا،مجھے غصہ اس اپنے پر تھا جو میری کمزوریاں نہ سہہ سکا...
مجھے غصہ اس غیر پر نہیں تھا جو میرے لفظوں کا مذاق اڑاتا رہا،مجھے غصہ اس اپنے پر تھا جو میری خاموشی نہ سن سکا...
مجھے غصہ اس غیر پر نہیں تھا جو میری خوشیوں کا دشمن تھا،مجھے غصہ اس اپنے پر تھا جو میرے آنسوؤں کو نہ پڑھ سکا...
امید صرف اللہ سے ہی رکھنی چاہئے..
آپ سے بڑھ کر آپ کا اپنا کوئی نہیں ہے...
کوئی بھی شخص آپ کی خوشی یا غم کا ذمہ دار نہیں ہے...
خود سے پیار کرنا سیکھیں تو آپ کے اندر موجود سارا غصہ ختم ہو جائے گا..

جوتا

تھپڑ سے ڈر نہیں لگتا صاحب ..جوتے سے ڈر لگتا ہے۔
جوتے سے ڈر نہیں لگتا صاحب،نہتی حاملہ عورت پر گولی چلانے سے ڈر لگتا ہے۔
گولی سے ڈر نہیں لگتا صاحب، اپنے بچوں کو بھوکے پیٹ لوری دینے سے ڈر لگتا ہے۔
ٹوٹی سڑکوں سے ڈر نہیں لگتا صاحب،ٹوٹے سٹریچر سے ڈر لگتا ہے۔
آپ تو جوتے سے ہی ڈر گئے صاحب،ہمیں تو جوتا پھینکنے والے کی دیوانگی سے ڈر لگتا ہے۔

ندا ایلی

سلاد

عورت اسی گھر کو دل سے سجاتی ہے جو اسکا اپنا ہو ۔ جو گھر اسے سرائے کی طرح لگے وہاں بس دن اور رات گزار دیتی ہے ۔۔وہ آفس سے چھوٹو کے شوز لیتی ہوئی گھر پہنچی تو اسنے دیکھا کہ صوفوں کی جو سٹنگ اسنے کی تھی وہ پھر تبدیل کر دی گئی تھی۔۔ایسا پہلی بار نہیں ہوا تھا۔۔اب اس نے رفتہ رفتہ گھر کا کونسا کونہ کس انداز میں خوبصورت لگتا ہے یہ سوچنا چھوڑ دیا تھا۔۔جیسے کہیں بہت دور اس کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی ہو کہ کبھی نہ کبھی وہ بھی اپنا گھر بنائے گی جو صرف اسکا گھر ہو گا ۔۔جہاں آنگن میں اسکے کھیلتے بچوں کے ارد گرد اس کی مرضی کے پھول اور خوشبو ہونگے۔۔جہاں پردوں کا رنگ وہ دیواروں اور قالین کے ساتھ اپنے تخیر کے مطابق میچ کرے گی۔۔ جہاں کوئی اسے روک ٹوک نہیں کرے گا ۔۔

"بیٹا آج جمال کے لئے جب کھانا بنانا تو سلاد باریک کاٹنا ، میں نے دیکھا ہے کہ تم گول سلاد کاٹتی ہو۔میرے بیٹے نے شادی سے پہلے کبھی گول سلاد نہیں کھایا تھا۔۔"

اسنے اپنے دماغ میں ہلچل مچاتے تمام رنگوں کو خاموش کیا اور باریک سلاد کاٹنے لگی ۔(ندا ایلی)

پچیس سال

آج سے پچیس سال پہلے جب میرے گھر بیٹی پیدا ہوئی تھی تو میں بہت خوش تھا۔میں نے ہر قدم پر اس کو ایک بہترین زندگی دینے کی بہت کوشش کی۔میں نے بہت محنت کی۔اسے اچھے سے اچھے سکول میں داخل کرایا۔کھانے پینے اور لباس میں اس کی پسند کو ہمیشہ مد نظر رکھا۔امتحان کے دنوں میں راتوں کو اس کے ساتھ جاگا۔میں جوانی میں بہت لڑاکا تھا لیکن اس کی خاطر میں نے لوگوں سے لڑنا چھوڑ دیا۔میں بالکل بدل گیا۔اور آج کچھ لوگ جب اسے پرکھنے آئے تو انہوں نے مجھ سے ان پچیس سالوں کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا۔انہوں نے فقط ایک سوال پوچھا،"کیا آپ کی بیٹی کو روٹی پکانا آتی ہے۔؟"
گو میں نے لڑائی جھگڑا چھوڑ دیا تھا مگر میں خود پر قابو نہ رکھ سکا۔میری آواز اونچی ہونے ہی والی تھی کہ میری بیگم نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور دھیمے لہجے میں بولی،"جی ہاں یہ سارا ناشتہ میری بیٹی نے ہی بنایا ہے۔"
ان پچیس سالوں کی محنت اور مشقت کے مقابلے میں میرے سامنے رکھے مہنگے برتن میں موجود کبابوں کی رنگت اور ذائقہ زیادہ اہم ثابت ہوا۔

ندا ایلی

چٹیا

گرم چائے کی پیالی ہاتھ میں تھامے وہ فارس اور آمنہ کو کھیلتے ہوئے دیکھ رہی تھی ۔ فارس آمنہ کی الٹی سیدھی چوٹی بنانے کی کوشش کر رہا تھا ..اس نے آمنہ کے بکھرے بے پرواہ بالوں کو غور سے دیکھا جو اسے بچپن کے ان لمحوں میں لے گئے جب وہ کرسی پر چڑھ کر ضد کر کے بڑی بہن کی چٹیا بناتی تھی...وہ اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے اسکے الجھے بالوں کو سنوارنے کی ناکام کوشش کرتی تھی اور کوئی ایسا نامکمل ہیر سٹائل بناتی تھی جو آپا کو بالکل پسند نہیں آتا تھا..پھر کھیل کھیل میں دونوں اک دوسرے کے بال بالکل بکھیر دیتے تھے اور خوب ہنستے تھے...پھر اسکی بہن اسکی اک خوبصورت سی چٹیا بنا دیا کرتی تھی..
اسنے شیشے میں جا کر اپنے بال دیکھے ۔وہ بس اک سادہ سے جوڑے میں سمٹے ہوئے تھے ..کہ اب بچوں کی کنگی اور چوٹی بناتے ان بہنوں کے ہاتھوں کو ایک دوسرے کی چٹیا بنائے برسوں بیت چکے تھے...وہی خوبصورت چٹیا جسے وہ بچپن میں سارا سارا دن شیشے کی آگے دیکھتی رہتی تھی ...(ندا ایلی)

امیر

میرے پڑوس میں ایک بزرگ جوڑا رہتا ہے ۔ اماں جی کے ماتھے پر ہمیشہ بل اور بابا جی کو بہت اونچا سنائی دیتا ہے ۔ کوئی ان کو دور سے دیکھے تو انکو خیر خیریت کی دعائیں دیتا نکل جاتا ہے ۔۔ لیکن میں جو ان کے قریب رہتا ہوں یہ جانتا ہوں کہ وہ کس قدر مالدار ہیں ۔۔گو وہ سادا کرتا اور پرانی چادر اوڑھتے ہیں ، گو وہ اپنی اک پرانے ماڈل کی گاڑی میں سفر کرتے ہیں ، لیکن میں جانتا ہوں وہ کس قدر امیر ہیں۔۔

اپنے تمام بچوں کو پردیس بیاہ دینے کے بعد ، اپنے آنگن کی ہلکی سنہری دھوپ میں سورج سیکتے وہ دونوں میاں بیوی جب اکھٹے بیٹھ کر مزیدار گہرے رنگ کی چائے پیتے ہیں اور دن بھر کا حال اک دوسرے کو سناتے ہیں ، اور پھر بابا جی اماں جی کے بالوں میں ہلکی ہلکی مالش کرتے ہیں اور اماں جی کو ان کے کرتے کا نکلتا دھاگا واپس پروتی ہیں تو میں ان کے چہرے پر اپنی گزری تمام عمر سے حاصل کردہ اک سکون دیکھتا ہوں ۔۔کہ عمر کے آخری حصے میں پرانے کرتے کا پہلا ہی دھاگا واپس بن دینے والا ساتھی گر میسر ہو ، تو بخدا آپکی امارت قابل رشک ہے ۔۔(ندا ایلی)

اولاد
خدا ہمیں اولاد کیوں دیتا ہے ؟
پروفیسر نے کلاس سے سوال پوچھا
"ہمارا سہارا بننے کے لئے "
"بڑھاپے میں ہماری خدمت کے لئے "
"ہماری بیماری و لاچاری میں ہماری دیکھ بھال کے لئے"
"اولاد نرینہ اس لئے کہ ہمارے لئے گھر بنا سکے "
پروفیسر صاحب سب کا جواب سنتے رہے اور کسی حد تک سب سے اتفاق بھی کرتے رہے لیکن ایک جواب پر پروفیسر صاحب جیسے بالکل ساکت ہو گئے
"خدا ہمیں اولاد دیتا ہے ، ہماری اس جوانی کے بہترین وقت کو مزید یادگار بنانے کے لئے ، ہماری محبت کی آخری حد ہم ہی کو دکھانے کے لئے ، ہم میں ہمارا best version سامنے لانے کے لئے ، ہمیں صابر ، شاکر اور مہربان بنانے کے لئے ، parenthood کا experience enjoy کرنے کے لئے "
پروفیسر صاحب نے پوری توجہ سے یہ جواب سنا ..پھر کہنے لگے .."پہلے دئیے گئے تمام جوابوں میں ایک insecurity تھی ، ایک fear تھا ..لیکن اس آخری جواب میں اک خوبصورت بے نیازی اور اعتماد تھا...اور یاد رکھئیے ، سچی محبت میں کبھی کوئی خوف نہیں ہوتا ..تو یہ آخری جواب قابل ستائش ہے..." پروفیسر صاحب نے کلاس ختم کی اور اپنے فون کے وال پیپر پر موجود اپنی بیٹی کی تصویر دیکھنے (ندا ایلی)

خوش

ماما بابا کے سامنے اپنی تمام تر پریشانی کے ساتھ مسلسل بولے چلی جا رہی تھیں..انہیں معلوم ہی نہیں تھا کہ میں ، ان کی سمجھدار بیٹی انہیں سن سکتی تھی.."سنیں ، میں صرف آپ سے شیر کر رہی ہوں..پریزنٹیشن پر تین دن صبح شام کام کرنے کے باوجود میرا starting sentence ہی خراب ہو گیا..تمام جونیئرز اور خاص طور سے خرم جس نے ابھی ہی join کیا ہے میرا مذاق اڑانے لگے..کیا بتاؤں کتنی embarrassing situation تھی..اور بابا تمام ماجرا سننے کے بعد انکی دلجوئی اور مسلے کی نشاندہی میں مصروف ہو گئے..ماما اس کے بعد کچن میں سینڈوچ بنانے میں مصروف ہوگئیں..اس دوران میں نے انکا بخوبی مشاہدہ کیا ...وہ مسلسل گنگنا رہی تھیں..چند لمحے پہلے کی ان کی بے چینی و اداسی بالکل غائب ہو چکی تھی..میں مسکراتے ہوئے انہیں دیکھنے لگی ..ماما کو شائد معلوم ہی نہیں تھا کہ اگر آپ کی زندگی میں کوئی ایسا شخص موجود ہو جس کے سامنے آپ اپنی تمام تر کمزوریاں بلا جھجک اور بغیر اس کے خوف کے کہ وہ آپ کو جج کرے گا ، بیان کر سکتے ہوں ..اور خاص طور پر وہ شخص آپکا شریک حیات بھی ہو ، آپ کے لئے کس قدر خوش نصیبی اور اللہ کی بہت بڑی مہربانی ہے...اور اپنے ارد گرد موجود اس مثبت توانائی کے باعث آپ اپنے بگڑے کام بھی سنوار لیتے ہیں چونکہ آپ خوش رہنے لگتے ہیں ...

میں اپنی happy ماما کے ہاتھ کے بنے happy sandwiches کا شدت سے انتظار کرنے لگی ...(ندا ایلی)

90٪

فاروق صاحب کا بیٹا ڈاکٹر نہیں بن سکا...مگر آج وہ خوش ہے--
دانیال صاحب کا بیٹا انجینر نہیں بن سکا،مگر آج وہ چین کی نیند سوتا ہے...
تنویر صاحب کا بیٹا سائنس نہیں رکھ سکا،مگر آج وہ زندہ ہے---
اپنے بچوں کو ان کے خوابوں کے مطابق زندگی گزارنے کا حق دیں---
90٪ نمبر حاصل نہ کر کے بند کمرے میں خود کشی کا ارادہ کرتے بچے وقت سے بہت پہلے مر جاتے ہیں--
90٪ نمبر حاصل کرنا ضروری نہیں ہے--خواب دیکھنا ضروری ہے--خوش رہنا ضروری ہے---

ندا ایلی

زخمی
آج وہ بہت دنوں کے بعد میکے آئی تھی ۔ میں نے دیکھا کہ اسنے خلاف معمول آج کلائی میں اوپر تک چوڑیاں پہن رکھی تھیں ۔۔ اسکے ہونٹ زرد اور آنکھیں پتھر تھیں ۔ میں نے اسکے کلائی سے چوڑیاں ہٹا کر دیکھنا چاہیں تو اسنے فورا اپنے ہاتھ کھینچ لئے ۔۔ لیکن مجھے اسکی زخمی کلائیاں بخوبی نظر آ گئیں کہ آج سے کئی برس پہلے ہاتھ تو اسی طرح میں نے بھی چھڑائے تھے ، چوڑیوں سے جسم کے داغ میں نے بھی چھپائے تھے۔۔زخمی بدن کے ساتھ بھاری کام والے کپڑوں میں میں بھی یونہی پورے گھر میں گھوما کرتی تھی۔۔۔کچھ ہوا ہی نہیں یہی سوچ کر سب سے ملا کرتی تھی یہاں تک کہ سب سے ملتے ملتے میں نے خود سے ملنا چھوڑ دیا۔۔۔زخم خود ہی بھر جاتے ہیں یہ سوچ کر مرہم رکھنا چھوڑ دیا۔۔اور پتہ ہی نہ چلا کب میں لہولہان ہو گئی ،لا علاج ہو گئی ----
نہیں آج میری بیٹی کے ساتھ یہی سب ہوتے نہیں دیکھ سکتی۔۔۔ میں اٹھی اور سبھی مہمانوں کے سامنے اس کی سب چوڑیاں اتار دیں۔۔اسنے اپنی زخمی کلائیاں میرے سامنے رکھ دیں , میں نے اسے مرہم لگانا شروع کیا اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔
(ندا ایلی)

عورت

عورت گزرتے وقت کے ساتھ بدلتی جاتی ہے ۔ دکھ اس بات کا ہے کہ کوئی نہیں چاہتا کہ وہ بدلے ۔۔ زچگی کے بعد ، اولاد کی تعلیم و تربیت کے دوران وہ بہت سے مراحل سے گزرتی ہے ۔ اس کے اندر بہت سے جسمانی و جذباتی تبدیلیاں آتی چلی جاتی ہیں ۔۔
افسوس کی بات یہ ہے کہ اسے ان تبدیلیوں کو چھپانا پڑتا ہے ۔۔ اسے اپنا آپ دبانا پڑتا ہے ۔ وہ اس خوف میں مبتلا رہتی ہے کہ کہیں کوئی اس کے اندر آتے بدلاؤ کو دیکھ نہ لے۔۔اسے "ایک خوبصورت عورت" کے مرتبے سے گرا نہ دے ۔۔اپنے اندر بپا ہنگامے سے پریشان چیختی چلاتی عورت کو معاشرے کا کوئی رشتہ قبول نہیں کرتا ۔۔اسے "آنٹی کو بچوں نے پاگل کر رکھا ہے " کہہ کر ڈرائنگ روم جوک بنا کر رکھ دیا جاتا ہے ۔۔لہذا اس مذاق سے خود کو بچانے کے لئے ۔۔دن بھر سب کے سامنے چہرے پر اک مصنوعی مسکراہٹ سجائے ہر عورت ، رات کو تکیے میں چہرہ چھپا کر ، خوب روتی ہے ۔۔پھر اٹھ کر چہرے پر جھریوں سے بچانے والی نائٹ کریم لگا کر سو جاتی ہے ۔۔(ندا ایلی)

ماں کا دودھ

وہ اپنے زرد رنگ کے بچے کو گود میں لئے بیٹھی تھی۔وقتا فوقتاً خاندان کی بڑی بوڑھیاں اسے اور بچے کو دیکھنے کی خاطر اندر آ رہی تھیں۔۔ان میں سے ایک خاتون گویا ہوئی۔۔"بٹیا ، بچے کا رنگ زرد ہے ، ابھی پیٹ درد سے روتا بھی رہا ہے ۔۔تم ایسا کرو ۔ابھی کچھ دن اسکو اپنا دودھ نہ پلاؤ ۔۔جو خوراک ماں کھاتی ہے۔۔بچے کے ہاضمے میں فرق پڑتا ہے ۔۔" اسنے کچھ جھجھکتے ہوئے بچےکو خود سے دور کر دیا ۔۔

خدارا ،اس ڈر سے کہ بچہ ماں کا دودھ پینے سے ماں جیسی رنگ روپ یا خصلت کا ہو جائے گا یا اس خوش فہمی میں کہ بچہ ماں کی بجائے باپ کی خصوصیات لے کر بڑا ہو تو آپ کے لئے زیادہ قابل قبول ہو گا ، ایک ماں کو اپنا دودھ پلانے اور ایک ننھے بچے کو اسکی بنیادی اہم ترین خوراک سے محروم نہ کریں۔۔۔کیونکہ بڑے ہو کر بچے کا ناک اتنا ہی موٹا ہو گا جتنا اللہ پاک نے موٹا ہونا لکھا ہے ۔۔لہذا شیر خواری میں اسے رب تعالیٰ کی دی گئی سب سے بڑی نعمت یعنی ماں کے دودھ سے مستفیض ہونے دیں۔۔تمام خاندانی خود ساختہ ڈاکٹروں کا بہت بہت شکریہ !! (ندا ایلی)

غیبت

آج ہم چاروں نے فیصلہ کیا کہ پوری گفتگو کے دوران بالکل چغلی نہیں کریں گے۔۔
ہمارے سامنے سے نوشین گزری۔ہم چاروں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور بہت مشکل سے اپنے ہونٹوں کو سیا۔۔
تھوڑی دیر بعد زرینہ کی کال آئی۔اس کے بارے میں بھی ہمارے ذہن میں بہت سی باتیں آئیں مگر کچھ نہ کہہ سکے۔۔
رفتہ رفتہ ہمارے سر میں درد شروع ہو گیا۔آخر کسی کی برائی نہ کریں تو پھر کیا بات کریں؟
باتیں کیے بنا ہمارا گزر مشکل تھا۔سوچا آج سب کی بری باتیں چھوڑ کر اچھی باتوں کا ذکر ہو جائے۔ہمیں یہ جان کر حیرت ہوئی کہ جن لوگوں کو ہم مکمل طور پر برا مان بیٹھے تھے،ان میں بہت سی اچھی باتیں بھی تھیں جن پر ہم نے کبھی غور کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔۔
سب کا پیالہ آدھا خالی تھا تو آدھابھرا ہوا بھی تھا۔۔
ہم سب نے آدھی آدھی پیالی چاے پی اور خوب باتیں کیں۔
چاے تھوڑی تھی مگر سر کا درد بالکل ختم ہو چکا تھا۔۔
پیالیاں گندی تھیں مگر دل صاف ہو چکا تھا۔۔

ندا ایلی

صارم

صارم کچھ دنوں سے کھو گیا تھا ۔ جب مدرسے گیا تو ماں کو شاید یہی خیال آ رہا تھا کہ گھر سے کھانا کھا کر گیا ہے یا نہیں ؟ جب دیر تلک گھر نہیں آیا تو ماں سوچتی رہی نجانے کہاں رک کر کھیل رہا ہو گا ..جب کئی دن گھر نہیں آیا تو ماں سوچتی رہی کہ نجانے کچھ کھایا ہے یا نہیں ، کچھ گرم پہنا ہے یا نہیں ، اور آج جب اس کی لاش ملی تو ماں کی اپنے بچے کے لئے درد برداشت کرنے کی طاقت اس قدر بڑھ گئی کہ اب اسے یہ سوچنا پڑے رہا ہے کہ مرنے سے پہلے کسی نے میرے بچے کو تکلیف تو نہیں دی ؟ اس کے اذیت کے لمحے طویل تو نہیں تھا ..مرنے سے پہلے وہ بہت رویا تو نہیں تھا ..یا اللہ دنیا کے تمام بچوں کی حفاظت فرما ، والدین کو یہ شعور دے کہ ننھے بچوں کو اکیلے کہیں آنے جانے نہ دیں.. کسی اجنبی یا اپنے پر بھروسہ نہ کریں ، بچوں کے دشمن بھیڑیوں کو تباہ و برباد کر دے ..

یا اللہ شام سے پہلے سب بچھڑے بچوں کو ان کی ماں کی گود میں پہنچا دے ..آمین (نداایلی)

ہیرے کی انگوٹھی

لڑکی والوں نے جہیز میں کیا دیا؟ مسز خان نے چائے کے گرم گھونٹ بھرتے ہوئے پوچھا..زیتون بیگم نے ایک نظر نظریں جھکائے بیٹھی اپنی بہو کی طرف دیکھا اور کہنے لگیں...بہت دولت دی،سمجھیں اپنا سارا اکاؤنٹ ہی خالی کر دیا..اس کے ماں باپ نے اپنی جوانی سے بڑھاپے تک کی تمام داستان بس ایک تقریب میں ہمارے نام کر دی..اس کی ماں نے اسکو دودھ پلانے سے کے کر باورچی خانے میں اسکے لئے گرم گرم پراٹھے تلتے تلتے سیک لگتے ہاتھوں کی محنت ہمارے سپرد کر دی..اسکے والد نے پلے گروپ سے لے کر یونیورسٹی تک اس کے تمام سرٹیفیکٹ جمع کرانے اور اسکو امتحانات دلانے کی دوڑ دھوپ ہمارے نام کر دی.. اسکے بہن بھائیوں نے شرارت بھرے بچپن کو ایک ڈبے میں بند کیا اور اس کے اوپر لال ربن لگا کر ہماری دہلیز کے باہر رکھ گئے...جب چاہے ماں سے بالوں میں تیل کی مالش کروا لینے ،بابا سے فرمائشیں کر لینے اور بہن بھائیوں سے گپ شپ کر لینے کی لذت کو بھلا کر اسے ہمارے درودیوار کے حوالے کر گئے... کیا بتاؤں بہن آپ کو کہ ہمیں تو اتنا کچھ مل گیا کہ گھر میں جگہ کم پڑ گئی.. تو ہم نے اپنے دل کی دروازے کھول دئیے کہ اتنی محبت صرف دل میں ہی سما سکتی ہے..یہ مفصل جواب سن کر مسز خان نے اپنی سمدھن کی دی ہوئی ہیرے کی انگوٹھی جو وہ کافی دیر سے نمایاں کرنا چاہ رہیں تھیں اتار کر اپنے بیگ میں رکھ لی....

(ندا ایلی)

محبت

آج ان کے بے حد عزیز پڑوسی عقیل کی شادی تھی..مسرت اور عمران دونوں ہی تیار ہو کر بہت خوبصورت لگ رہے تھے..ولیمہ کا وقت ہوا جا رہا تھا جب وہ دونوں ، ان کی بیٹی مناہل اور ماں جی گاڑی میں سوار منزل کی جانب رواں دواں ہو گئے.."بابا ، ماما یہ کیا بات ہوئی کہ اب آپ لوگ ایک دوسرے کو compliment نہیں کرتے ؟ "ارے یہ تو شادی کے شروع شروع کے چونچلے ہیں" عمران نے ہنستے ہوئے کہا.." آپ کی ممی کو پتہ ہے کہ وہ آج بھی خوبصورت لگتی ہیں..اور مجھے بھی معلوم ہے کہ میں آج بھی جوان ہوں۔"
خاموشی سے سب کی گفتگو سنتی ماں جی نے آخر کار کہا "محبت کو اظہار ، حسن کو سراہے جانے ، اور رشتے کا پودا چاہے لمبا درخت ہی کیوں نہ بن جائے ، اس کو پانی کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے..ایسا نہ کیا جائے تو سنگی بیلی نجانے کب اجنبی ہوتے چلے جاتے ہیں پتہ ہی نہیں لگتا.." مسرت اور عمران نے عقبی شیشے سے ماں کی جانب دیکھا..آج انہیں پہلی بار ماں کے چہرے کی جھریوں میں جھلکتے زندگی کے لمبے سفر کا عکس اور تھکاوٹ نظر آئے ، جو نجانے کب سے یہ سننے کے منتظر تھے ..
"میں آج بھی واپسی پر کبھی کبھی تمہارے لئے گجرے لے آتا ہوں..
کہ تم آج بھی میری محبت ہو ! " (ندا ایلی)

تیل

آج بہت دنوں بعد وہ میکے آئی تھی ۔ کتنے ہی کام آگے پیچھے جمع ہو گئے تھے ، بچوں کی سردیوں کی شاپنگ ، انکے چکن نگٹس جو بنا کر فریز کرنے تھے ..اپنی شڑٹس جن کے میچنگ دوپٹے لانے تھے..میاں کی سٹڈی ٹیبل کی سٹنگ ، وغیرہ وغیرہ.. اسے محسوس ہو رہا تھا جیسا کب سے بالوں میں ٹھیک سے کنگا ہی نہیں کر پائی تھی..بال خشک اور بے جان ہوتے جا رہے تھے۔ آو تمہارے بالوں میں تیل لگا دوں..ماں نے کہا تھا..وہ اپنے بال کھولے ماں کے قدموں میں بیٹھ گئی تھی۔ماں نے دھیرے دھیرے بال سنوارنے کے بعد ، اپنی پرانی گلابی بوتل سے وہی خوشبودار تیل نکالا تھا جو وہ اکثر اسے بچپن میں لگایا کرتی تھی..اپنی انگلیوں کی پوروں سے اس کے سر کے تمام حصوں تک پہنچتی اسکی ماں..گویا ہر سمت سے اسکی خیریت طلب کر رہی تھی.. جسم سے آگے روح تک کا حال پوچھ رہی تھی..کچھ پرانے زخموں پر ، جو ہاتھ لگائے بغیر اب درد نہیں کرتے..لیکن ہاتھ لگانے پر آنکھ میں آنسو اور دل میں اک ٹیس پیدا کر دیتے ہیں..بنا کہے ہی مرہم رکھ رہی تھی..وہ اسکی چوٹی میں بکھرے بال سمیٹتے ہوئے ، گویا اسکی ذات کے بکھرے دھاگے سمیٹ رہی تھی....."چلو ہو گیا " ماں نے کہا..

اسنے آٹھ کر خود کو شیشے میں دیکھا..تمام بال قرینے سے پیچھے کو بندھے تھے ایسے کہ ماتھا بالکل شفاف نظر آ رہا تھا..تیل کی کچھ بوندیں ماتھے پر یوں چپکی بیٹھی تھیں گویا انہیں نیچے سرک جانے کا خوف ہو..اسنے مڑ کر ماں کو دیکھا گویا کہہ رہی ہو ..."میں کچھ دن بعد ، بکھرے بالوں کے ساتھ پھر آؤں گی ماں.. تم اسی طرح ، بس کچھ دیرکے لیے ..دروازہ کھول دینا .." (ندا ایلی)

بال

آج کھانے کے بعد جدید ہیٹر کی مصنوعی حدت کے ارد گرد سب بچے جمع ہو کر ہمیں خوب تنگ کر رہے تھے ..بتائیے نہ بابا ،اماں کی کونسی بات آپ کو سب سے زیادہ بھاتی تھی ؟ میں نے کن اکھیوں سے اس کو دیکھا..اس کے بال ، گو اب سرمئی مائل تھے.. لیکن کیا قیامت کے سیاہ تھے ان بیتے دنوں میں...وہ سردیوں میں جو بال دھوتی تھی تو صحن کی سنہری دھوپ میں سکھانے بیٹھ جایا کرتی تھی..کتنی ہی دیر لگ جایا کرتی تھی ان کو سوکھ جانے میں..وہ ان میں ہلکا ہلکا تیل لگایا کرتی تھی ..اور چٹیا ، چٹیا تو ہمیشہ میں ہی کیا کرتا تھا..میں نے کیسے اس کے ایک ایک کالے بال کو سنہری ہوتے دیکھا تھا ..ان کی ریشم جیسی ساخت کو سخت اور کھردرا ہوتے دیکھا تھا..میں نے کیسے اس کی چٹیا کو سال بہ سال ، اپنے بچوں اور خاندان کی محبت میں ، گھلتے اور گرتے دیکھا تھا ..

"تو گویا آپ اماں کے کالے بالوں کو سب سے زیادہ مس کرتے ہیں"..
بچوں نے شوق سے سوال کیا .." نہیں ، میں اسکا ، وہ بے پروائی سے بال کھولے صحن میں بیٹھ جانا ، گھنٹوں بال سوکھنے کا انتظار کرنا اور چٹیا بنوانا مس کرتا ہوں..میں اس کی جوانی اور خوبصورتی نہیں ، اس کا کبھی ، کسی زمانے میں ، خود سے محبت کرنا..سب سے زیادہ مس کرتا ہوں۔" (ندا ایلی)

کچن

میں نے اس سے پوچھا..تمہارے سر میں درد تھا تو چائے بنا لیتی..
ناحق اتنی تکلیف اٹھائی ..."جی رات کے ڈھائی بجے رہے تھے..آپ بھی گھر پر نہیں تھے..کچن کا راستہ انکل کے روم سے ہو کر آتا ہے..میں کیسے جاتی؟" اسنے جواب دیا..میں خاموش ہو گیا..
آج گڈو کی شادی کے سلسلے میں مجھے رات دیر ہو جانے کے باعث سسرال میں ہی رات گزارنے کی دعوت دی گئی..جو جھجکتے ہوئے میں نے قبول کر لی..رات میں قہوے کی بے حد طلب ہوئی..لیکن میں چاہ کر بھی کچن کا رخ نہ کر سکا..میں رات بھر سوچتا رہا..
یعنی وہ صحیح کہتی ہے..کچن (اور باتھ روم) کے معاملے میں شریک حیات کو کمفرٹ زون دینا بہت ضروری ہے..تاکہ کچن میں وہ گرمی کے باعث دوپٹہ اتار کر بھی پکوان بنا سکے .کبھی بے وقت چائے اور سنیک کا دل کیا تو بے دھڑک اپنے باورچی خانے میں جا کر انڈا تل لے..یہ ایک انفرادی حق ہے اس کا ہرگز کسی کو کسی کے والدین سے جدا کر دینے سے کوئی تعلق نہیں ..یہ ننھا سا باورچی خانہ اسی گھر کے اندر بھی بنایا جا سکتا ہے جہاں سب مل کر رہتے ہیں..
میں ایک کپ چائے کے لئے صبح ہونے کا انتظار کرنے لگا.یہاں تک کہ میری آنکھ لگ گئی..(ندا ایلی)

دوست

وہ کہنے لگی..جس طرح ہڈیاں بڑھنے کی ایک عمر ہوتی ہے..اسی طرح دوست بنانے کی بھی ایک عمر ہوتی ہے ..اور وہ ہوتی ہے سٹوڈنٹ لائف ..اس دوران (نوٹس مانگنے کے علاؤہ) ہم بے غرض ہو کر دوست بناتے ہیں..ہم انہی کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں جن کے ساتھ ہماری کیمسٹری میچ ہوتی ہے..ہمیں صرف ہنسی مذاق اور مستی میں دلچسپی ہوتی ہے ..اس وقت فکر معاش سے بے خبر ہم بس اچھا وقت گزارنے ، اچھا محسوس کرنے پر فوکس کرتے ہیں ..اور ایسے لمحوں میں ہمارے ساتھی ہوتے ہیں ہماری یونیورسٹی کے دوست ..
زندگی کی پریکٹل دوڑ میں شامل ہو کر کالج کنٹین کی ٹیبل پر اکھٹے سموسہ کھانے والے دوستوں کو گو ہم بہت پیچھے کہیں چھوڑ آتے ہیں..لیکن سنسان راتوں کے گہرے سپنوں میں کبھی کبھی ان کے دھندلے چہرے نظر آ جاتے ہیں..اور دل چاہتا ہے کہ خواب طویل ہو جائے..(ندا ایلی)

گرم پانی اور بچے

او پی ڈی میں کئی بار چھوٹے بچے کے جلنے کے واقعات رپورٹ ہوتے ہیں ۔ ان بچوں کے والدین کو بالکل بھی جج نہیں کرنا چاہئے لیکن کچھ احتیاط ضرور ملحوظ خاطر رکھنی چاہئے۔۔کچن میں چھوٹے بچے کا داخلہ مکمل طور پر روکنے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔۔اگر گرم پانی کی دیگچی یا تھرموس اٹھا رہے ہیں تو پہلے پیچھے مڑ کر دیکھ لیں کہ کھیلتے کھیلتے ننھا بچہ کچن میں تو نہیں آ گیا یا ماں کے پاؤں سے تو نہیں لپٹ رہا۔ چھری ، ڈٹرجنٹ ، باتھ روم دھونے کا تیزاب ہمیشہ بچوں کی پہنچ سے دور اونچی جگہ پر رکھا جائے۔۔ان واقعات کی بہت بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ سوسائٹل پریشر کی وجہ سے بیشتر بچوں والی خواتین کو بچہ گود میں لے کر کچن کا کام کرنا پڑتا ہے ۔۔برائے مہربانی ، گھر کے دیگر افراد خصوصاً شوہر اس ضمن میں بچے کی ماں کی مدد کریں۔۔اگر ماں کچن میں ہے تو بچے کی دیکھ بھال کی زمہ داری لیں خاص طور سے ایک سے چار سال کی عمر کے بچے جو ابھی گرم ٹھنڈے کی پہچان کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔۔کسی بھی ناخوشگوار واقعہ سے اللہ پاک سب کو بچائے لیکن بچے کی پیدائش کے بعد پہلی زمہ داری ماں اور باپ کی ہے ۔۔اس لئے خاندان کے پریشر میں آ کر مختصر وقفے سے بچے پیدا کرنے سے بہت بہتر ہے کہ اپنی استتعات کی مطابق فیملی پلان کریں تاکہ ہر بچے کو مکمل توجہ دی جا سکے ۔۔۔میں نے بہت سی ماؤں کو اکیلے اپنے بیمار / جلے ہوئے بچے کو ہسپتالوں میں چکر لگاتے دیکھا ہے ۔اسوقت محلے کی وہ آنٹی آپکو کہیں نظر نہیں آئیں گی جو کہتی تھیں۔۔بیٹا دو ہو گئے ہیں ۔۔دو اور ہو جاتے تو جوڑیاں مکمل ہو جاتیں۔۔(نداایلی)

تہجد

مجھے نہیں معلوم تہجد سے میری دوستی کب اور کیسے ہوئی۔۔
اس میں کوئی ارادہ شامل نہیں تھا۔۔اس کے لئے میں نے کبھی
کوئی خاص الارم نہیں لگایا تھا ۔۔اس کی مجھے کسی نے
خصوصی ہدایت نہیں کی تھی ۔۔بس یونہی جب دل درد سے
پھٹنے لگا تو اپنے آپ میری آنکھ تہجد کے وقت کھلنے لگی۔۔میں
گہری نیند سے اٹھ بیٹھتا۔۔خراماں خراماں غسل خانے کی طرف
جاتا اور وضو کر کے مصلے پر کھڑا ہو جاتا تھا۔۔میرے کچھ ایسے
اندیشے جنھیں میں قصداً نظر انداز کرتا رہتا تھا خود بخود ہی
میری زبان سے نکل کر بیان ہو جاتے اور مجھے انکا جواب مل جاتا۔
میرے خوف ، میری محرومیاں ، میری ناکامیاں ، میرے دکھ ،
میری چوٹیں ، میرے داغ ، میرے نقاب ۔۔سب مٹی کی طرح پھسل
کر میرے سامنے گر جاتے۔۔میرا دل روئی کی طرح ہلکا اور پھول
کی طرح مہک جایا کرتا تھا۔۔
یقین مانئے تہجد پڑھ کے جو اب میں سوتا ہوں تو صبح اٹھ کے
ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ماں کی گود میں سر رکھ کے سویا تھا ۔۔
جو ساری رات دھیرے دھیرے میرے بال سنوار رہی تھی ۔۔۔
(ندا ایلی)

دسمبر

بچپن میں دسمبر کا مہینہ ایک فینٹسی تھی ۔ ہم لوگ سردی میں لحاف میں گھس کر چلغوزے کھایا کرتے تھے۔شام میں آنگن میں اکثر بون فائر ہوا کرتا تھا ۔ دھوئیں میں ایک دوسرے کی آنکھوں میں پانی آتا دیکھ کر خوب ہنسا کرتے تھے ۔ ہم درختوں پر چڑھ کر امرود اور شہتوت بھی توڑا کرتے تھے۔ ہم مل کر رے ماما رے ماما گایا کرتے تھے۔

سن لو، سناتا ہوں تم کو کہانی
روٹھو نہ ہم سے او گڑیوں کی رانی
رے ماما رے ماما رے

ہم کالونی کے باغ میں چھپن چھپائی کھیلا کرتے تھے چونکہ ریڈ رائڈنگ ہڈ والا بھیڑیا ایک فرضی کردار لگا کرتا تھا.. دسمبر کی بارش اور چھٹیاں جیسے پل میں گزر جاتی تھیں...

لیکن اب محسوس ہوتا ہے ہر گزرتے سال کے ساتھ دسمبر اداس ہوتا جا رہا ہے..چلغوزے بہت مہنگے ہو گئے ہیں لیکن خون اب سستا ہے اب دسمبر میں بون فائر کی جگہ آرمی پبلک سکول میں اڑتا دھواں اور بہتے آنسو یاد آتے ہیں۔اب درختوں پر چڑھ کر پھل توڑنے کی بجائے دیواروں پر چڑھ کر ہسپتال توڑے جاتے ہیں..اب کوئی گیت گنگنانے کا دل نہیں کرتا۔اب بچوں کے ساتھ باغ میں چھپن چھپائی کھیلنے سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں کوئی بھیڑیا انہیں ہمیشہ کے لئے کسی کنوئیں ، نالے ، کھائی میں نہ چھپا دے چونکہ بھیڑیا اب سچ مچ آ جاتا ہے۔بچپن کا پل بھر میں بیت جانے والا دسمبر اب گزارے نہیں گزرتا...

دن تو وہی اکتیس ہیں ، پھر دسمبر کیوں لمبا ہوتا جا رہا ہے ؟ (ندا ایلی)

پہلی اولاد

پہلی اولاد سے ایک خاص لگاؤ کیوں ہوتا ہے ..وہ کہنے لگی ..یہ سب ہے کہ خدا نے مہربانی کی اور میرا گلشن تین پھولوں سے آباد کیا ..لیکن میری پہلی اولاد ..میرا بڑا بیٹا ..گو اب سات سال کا ہو گیا ہے ..لیکن مجھے اب بھی وہی جھولے میں سونے اور نیند میں رونے والا کاکا لگتا ہے ... جس کی ایک جنبش پر میں بوکھلا کر اٹھ جایا کرتی تھی ..گو اب میں ویسی وہمی نہیں رہی..بچوں کی طبیعت و عادات کا بخوبی اندازہ ہو گیا ہے ..mood swings اور tantrums کو مینج کرنا آ گیا ہے ..لیکن میں اب بھی ، اپنے بڑے بیٹے کے لئے ..نیند میں چونک جاتی ہے ..اس کی سانس لینے کا انداز کتنی ہی دیر دیکھتی رہتی ہوں ..اس کی ایک چھینک پر اسے کئی قمیضیں پہنا دیتی ہوں..چونکہ ..پہلی اولاد ..پہلی بار ماں بننے کے احساس سے روشناس کراتی ہے ..ایک ایسا بے مثال احساس جس کا دنیا میں کوئی نعم البدل نہیں ہے ...(ندا ایلی)

گھر کب تک پہنو گے ؟

ابھی مجھے آفس سے نکلنے میں تقریباً آدھا گھنٹہ باقی تھا جب اس کی کالز آنا شروع ہو گئی تھیں..آخر میں نے گھر پہنچ ہی جانا ہے .ان بار بار کالز کا مطلب؟؟ میں نے جھلا کر سوچا ...
خیر میں نے فون سننا ضروری نہیں سمجھا اور کام ختم کر کے گاڑی میں پہنچا ...ہائی وے پر کچھ کام ہو رہا تھا ..آج میں نے متبادل راستہ اختیار کیا..یہ کچھ سنسان جگہ تھی اور لائٹس بھی کم تھیں..اچانک نجانے کہاں سے موٹر سائیکل پر سوار دو نوجوان آئے اور لوٹ مار کی نیت سے گاڑی روکنے کی کوشش کی ..میں نے گاڑی نہیں روکی تو ایک فائر شاٹ کی آواز آئی ..میں نے گھبرا کر گاڑی روکی .میرے ماتھے پر سردی میں موجود پسینے کے قطرے اور شدید اندھیرا.میرا دل دھک دھک کر رہا تھا جب اچانک فون کی بیل بجی اور مانئے جیسے پوری گاڑی میں روشنی ہو گئی..وہ میری بیگم کا فون تھا..عقبی شیشے سے دیکھا تو فرشتے کی صورت دو پولیس کانسٹیبل پہنچ چکے تھے اور ان نوجوانوں کو قابو کر لیا تھا..پولیس کانسٹیبل مجھے شیشہ کھولنے کا اشارہ کر رہے تھے تاکہ میری خیریت دریافت کر لیں..
لیکن مجھے معلوم تھا پہلے کسے اپنی خیریت کی اطلاع دینی ہے ..میں نے اپنی بیگم کا فون اٹینڈ کیا.."ہیلو، کہاں ہیں.کیا حال ہے..اتنی دیر ہو گئی؟" میں بس پہنچ رہا ہوں۔"میں نے جواب دیا.."آتے ہوئے ٹماٹر اور چکن لیتے آئیے گا۔"
یقین جانیے چکن کا وزن کراتے ہوئے میں نے خدا کا لاکھ شکر ادا کیا کہ "کیا حال ہے گھر کب تک پہنچ جاؤ گے" جیسا سوال پوچھنے والا ساتھی میری زندگی میں میرے رکھوالے کی طرح موجود ہے ..(ندا ایلی)

پینتیس

یہ پینتیس کا کیا ماجرہ ہے ؟ کہ اس میں داخل ہو کر اچانک دل و دماغ کی وہ کھڑکیاں کھل جاتی ہیں جو ہمیشہ سے بند تھیں ..
کون ہمراز تھا کون دغا باز تھا ..کس کی کس وقت کہی بات کا کیا مطلب تھا ..اچانک سے جیسے پردہ چاک ہوتا ہے اور سب پہیلیوں کا جواب سکرین پر واضح لکھا نظر آ جاتا ہے ..معصومیت ختم ہو جاتی ہے..لوگ بھلے چہرے پر نقاب رکھے سامنے آئیں ..ان کے اصلی چہرے نقاب کے پیچھے سے صاف دکھتے ہیں..گویا یہ عمر کا بڑھنا کسی نعمت سے کم نہیں ہوتا ..
لیکن رات کے کسی پہر ، یہ چہروں کا لہجوں کا لمحوں کا کچھ زیادہ سمجھ آ جانا ، بڑے دکھ کا باعث بھی بن جاتا ہے ..کہ دل کرتا ہے ..کچھ ہمراز ، ہمراز ہی ہوتے ..کچھ نقاب کبھی چاک نہ ہوتے...کچھ دوست ، واقعی یار ہوتے..(ندا ایلی)

فیملی

وہ ہمیشہ مجھے دروازے کے باہر تک چھوڑنے آتی ہے..میں جونہی ناشتے کے بعد تیار ہوکر اپنی ہیلمٹ پکڑتا ہوں وہ بچوں کو آواز دے دیتی ہے..اب چاہے وہ کھولتی چائے انڈیل رہی ہو یا بچے اپنی پسندیدہ نئے کھلونے کے مختلف رنگ دریافت کر رہے ہوں ، وہ سب کچھ چھوڑ مجھے خدا کی پناہ میں دینے کے لئے دروازے تک آ جاتے ہیں ..خدا کی قسم میں اسوقت ایک اور بے حد تھکا دینے والے دن اور ایک اور کڑی شام کے آغاز کے باوجود ، خود کو دنیا کو خوش قسمت ترین انسان سمجھتا ہوں ، کہ جسے ہر روز اس سے بے پناہ محبت کرنے والے چمکتے دل یعنی اسکی فیملی دروازے تک رخصت کرنے آتے ہیں..اور یہ احساس دلاتے ہیں..کہ گر کسی لمحے آج سفر لمبا اور تھکان زیادہ ہو جائے تو ہمارے مسکراتے چہروں کا تصور کر لینا ...اگلا قدم خود ہی بڑھتا جائے گا
(ندا ایلی)

جلا ہوا سالن

ماں نے ہانڈی چڑھا کر سویٹر بننا شروع کر دیا تھا جب جل جانے کی خوشبو آئی۔ماں نے ناک سکیڑا اور اپنی سرد پنڈلیوں پر جرابیں چڑھاتے ہوئے تیزی سے باورچی خانے کی طرف بھاگی۔۔اس دوران اس نے باورچی خانے سے فریج تک کئی چکر لگائے۔۔دودھ ، دہی۔میں کن اکھیوں سے ماں کو بغیر کسی مدد کی پیشکش کئے دیکھتا رہا۔۔کھانے کی ٹیبل پر سب براجمان تھے۔۔میں قدرے تذبذب میں تھا کہ چھوٹو اور بڑے ابا کھانا بدمزہ پکنے پر ادھورا ہی نہ چھوڑ دیں جب ماں نے ہانڈی کا ڈھکن کھولا ۔۔ایک دلفریب خوشبو فضا میں پھیل گئی۔۔بڑے ابا کے چہرے کی رونق بڑھ گئی۔۔واہ شانزہ۔۔آج تو کمال خوشبو ہے تمہاری ہانڈی میں ۔۔ماں مسکراتی رہی۔۔سب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔۔میں حیران اپنی پلیٹ کو تکتا رہا ۔۔

کھانے کے بعد ماں نے سارا کچن سمیٹا۔۔سالن کے جل جانے کی تاریکی کو مٹانے کے لئے استعمال کی گئی سب چیزیں ۔۔گندے برتن۔روٹی کا کپڑا اور رائتے کی پیالی۔۔سب کچھ۔۔اب ماں تھک گئی تو وہیں چوکی پر بیٹھ گئی۔۔واہ شانزہ۔۔بڑے ابا نے اپنے کمرے میں جاتے ہوئے کہا۔۔"شکر ہے تم ان بیبیوں کی طرح نہیں جو باورچی خانے میں سالن جلا دیتی ہیں۔الحمدللہ اچھا کھانا ملتا ہے ہمیں۔۔" ۔۔میں حیران ماں کو دیکھنے لگا تو وہ مسکرا دی۔۔کہنے لگی" بیٹا ۔اس گھر میں میں نے سترہ سال بتائے ہیں۔۔ عمر گزارنا شاید اسے ہی کہتے ہیں۔۔شروع میں میرا اچھا بنا ہوا سالن بھی کسی کو پسند نہیں آتا تھا۔۔آج میرا جلا ہوا سالن بھی سب کو پسند آیا۔۔چونکہ اب ہم ایک دوسرے کے نمک پانی کے عادی ہو چکے ہیں۔۔میں ان سے ہوں اور یہ مجھ سے ہیں۔میری پرانی دیگچی چاہے کتنی پرانی کیوں نہ ہو جائے۔۔کل میں ہانڈی اسی میں بناؤں گی۔۔۔" ۔۔ماں نے جلی ہوئی دیگچی گرم پانی میں بھگو دی۔۔(ندا ایلی)

سکول بیل

وہ کہنے لگا ..مجھے آج بھی یاد ہے۔ابتدا میں ابو بائیک پر سکول چھوڑنے جایا کرتے تھے ۔ پھر چاہے بارش ہو یا دھوپ ، ہم بنا پانی یا پسینے کے قطروں کے نجانے کس طرح روزانہ سکول پہنچ جایا کرتے تھے..امی ہمیں ڈبے میں بند گرما گرم لنچ اور صاف پانی کی بوتل ساتھ دیا کرتی تھیں..ہم آنکھیں ملتے اور سکول بیل کی آواز کو ناگورای سے سنتے ہوئے پورا دن سکول میں گزار کر جب گھر پہنچتے تھے تو یونیفارم سپورٹس گراؤنڈ کی دھول میں اٹا ہوتا تھا ..پھر نجانے کیسے اگلے دن بالکل نیا استری شدہ یونیفارم تیار ملتا تھا۔ ایسے ہی روازنہ ہاتھ پکڑ کر سکول چھوڑتے چھوڑتے معلوم ہی نہ ہوا کب پہلے گریڈ سے آخری گریڈ تک پہنچ گئے۔انگلی پکڑ کر چلنے والے ہاتھ نجانے کب سہارا دینے والے ہاتھ بن گئے...ماں باپ آپکو سکول کے لئے آواز دے کر اٹھاتے ہیں..یہ انکا احسان ہے ..وہ آپکو کوئی ہنر سیکھ کر اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے لئے آمادہ کرتے ہیں ..یہ بھی انکا احسان ہے..اپنے ماں اور باپ کی اپنی زندگی میں موجودگی کی قدر کیجیئے... (ندا ایلی)

جیون ساتھی

تمہاری بیگم نے ویٹ گین کر لیا ہے..میری دور کی خالہ نے دعوت میں مجھے اکیلا پاتے ہی کہا..اتنی دیر میں میری بیگم بھی چاول کھاتے ہوئے ہمارے بیج آ گئی..بیٹا ..ضروری نہیں کہ بچے کے بعد عورت اپنے آپ کو ڈھیلا ڈھالا چھوڑ دے..اپنے میاں کو دیکھو .. کس قدر مناسب جسامت ہے ابھی بھی..اور سامنے کھڑی ثمینہ کو دیکھو ..تین بچے کر لئے اس نے ..لیکن کمر دیکھو کیسی پتلی ہے.. تم بھی کچھ سیکھو...ورنہ بیٹا ہماری طرح ہو جاؤ گی پتہ بھی نہیں لگے گا..ہا ہا ہا..میری بیگم ہمارے چھ سالا بچے کو بمشکل سنبھالتے ہوئے زبردستی چہرے پر مسکراہٹ لے آئی..
میں نے بچہ اپنی بیگم کی گود سے لیتے ہوئے کہا " خالہ ..حمل کے دوران اور اس کے بعد میری بیگم جن بھی مراحل سے گزری..میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا کہ اس کی فگر کا کسی دوسری خاتون کے ساتھ موازنہ کروں..کیونکہ..پوری دنیا میں..میرے معصوم اور بے حد جان سے پیارے بچے کی پیدائش کی کسوٹی پر وہ بیٹھی ہے..اس عمل کے دوران تمام جسمانی تکالیف اس نے سہی ہیں...اور اولاد کی پرورش کے دوران ہم دونوں کے چہرے، جسم ،بالوں، رنگت ،ساخت میں جو بھی تبدیلی آئی گی۔ہم دونوں اسے ایک دوسرے کے لئے accept کریں گے ..چونکہ اس کو جیون ساتھی کہتے ہیں...(ندا ایلی)

میرا بلبل سو رہا ہے ، شور نہ مچا

خواتین و حضرات ..وہ ایک رات (اور اس جیسی کئی راتیں)سب کی زندگی میں ضرور آتی ہیں..جب آپکا بچہ رات کے عین تین بجے..بالکل چاق و چوبند اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے ..وہ اندھیرے میں آپ دونوں کی طرف ٹکر ٹکر دیکھتا ہے ..اگر آپ لیٹے رہیں تو وہ رونا شروع کر دیتا ہے..آپ اس پر گیس ، جسم درد ، بخار ، بھوک ..تمام وجوہات کو ایک ایک کر کے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں..اگر اسنے موزے پہنے ہوئے ہیں تو موزے اتار دیتے ہیں -- اگر نہیں پہنے ہوئے تو موزے سمیت گرم ٹراؤزر پہنا دیتے ہیں.. گرمی لگ رہی ہے ؟ سردی لگ رہی ہے؟ بھوک ہے؟ ڈکار نہیں لیا؟ ڈر گیا ہے ؟ وغیرہ وغیرہ ..ہر نسخہ آزما لینے کے بعد..بچہ ..اپنے موڈ کے مطابق..بغیر کوئی وجہ سمجھائے..پھر سے سو جاتا ہے ..اپ ہلکی سنہری روشنی میں اس کا چہرہ دیکھتے ہیں..وہ بالکل اطمینان سے سکون کی نیند سو رہا ہے..آپ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے اپنی تھکاوٹ کا اظہار کرتے ہیں.. اتنے میں اذان کی آواز آتی ہے..آپ فجر میں خدا کا شکر بجا لاتے ہیں کہ یہ لمحے ہمیں عطا ہوئے..پھر آپ بھی صبح کا الارم لگا کر سو جاتے ہیں..(ندا ایلی)

پلے گروپ

میں دور سے اپنے بچے کو غور سے دیکھ رہا تھا..وہ پلے گروپ میں خوب انجوائے کر رہا تھا..وہ پر اعتماد تھا..میرے سامنے اک منظر نامہ بچھنا شروع ہو گیا..وہ یونہی رفتہ رفتہ میرے ہاتھ کے علاؤہ بھی کسی ہاتھ کو پکڑنا شروع کر دے گا..وہ جوں جوں بڑا ہوتا جائے گا وہ اپنے ارد گرد موجود لوگوں میں سے اپنے دوست چننا شروع ہو جائے گا..وہ خود مختار اور سنجیدہ ہو جائے گا..
شاید اسے مجھ سے بات کرنے کا ٹاپک میری دوائیوں کے علاؤہ کچھ نہ ملے..پھر؟ پھر کیا ہو گا؟ میں ابھی انہی سوچوں میں مقیط گھر جانے کے لئے واپس مڑا ہی تھا کہ وہ ننھے ننھے تیز قدم اٹھاتا ہوا میری ٹانگوں سے لپٹ کر بابا بابا کرنے لگا ..میں نے اسے اپنی بانہوں میں تھام لیا..چاہ کر بھی میں اسے نہیں سمجھا سکتا تھا کہ اپنی چھوٹی عمر کے باعث جس separation anxiety کا شکار وہ آج ہے اتنی عمر گزار لینے کے باوجود میں بھی اسی separation anxiety کا شکار ہوں..فرق صرف اتنا ہے کہ وہ اظہار کر سکتا ہے ..ضد کر کے میری ٹانگوں سے لپٹ سکتا ہے ..
لیکن اپنے بڑھاپے میں میں ایسا نہیں کر پاؤں گا..میں اسکی ٹانگوں سے لپٹ کر اسے نہیں روک پاؤں گا کہ ابھی اسے اپنی زندگی جینی ہے..
پھر میں اسے بڑی شدت سے اپنے سینے سے لپٹا لیتا ہوں..(ندا ایلی)

ابو شکریہ

آج سیڑھیاں اترتے اترتے یونہی اچانک ، اپنا بیگ ٹٹولتے ہوئے میں نے جلدی میں فون نکالا تھا اور ابو کو کال ملا دی تھی ..ابو نے پانچویں بیل پر فون اٹھایا تھا ..ابو کو فون اٹھاتے اٹھاتے دیر ہو ہی جایا کرتی تھی ..پہلے ابو جیب میں اپنا قریب کی نظر کا چشمہ ٹٹولتے تھے ..اور اسی وقت ابو کو یاد آتا تھا کہ چشمہ تو جیب میں ہے ہی نہیں ..پھر ابو اپنے چشمے کے لئے امی کو آواز دیتے تھے ..فون سکرین پر ہم بہنوں میں سے کسی کا نمبر دیکھ کر ابو چوکنا ہو جاتے تھے ...شاید گاڑی خراب نہ ہو گئی ہو ..کسی ڈاکیومنٹ کا کوئی ایشو نہ ہو ..امتحان سے پہلے کی anxiety نہ ہو ..دنیا کا کونسا ایسا مسلہ تھا جس کا حل ابو کے پاس نہیں تھا ..ابو کے پاس تو گہری ناامیدی کا حل بھی ہوتا تھا ..تسلی کے وہ چند الفاظ کہ "بیٹے ، سب صحیح ہو جائے گا " ..

آج کسی پریشانی ، کسی ڈاکیومنٹ کے مسلے ، کسی گاڑی کی خرابی کے بغیر ہی ، بس یونہی ابو کو کال ملا دی تھی ..ابو نے فون اٹھا لیا تھا .." اسلام و علیکم .جی بیٹے" ابو کی ہمیشہ کی طرح تروتازہ آواز آئی .."ابو .. ہر چیز کے لئے شکریہ " میں نے بس اتنا ہی کہا تھا ..اور فون کی دوسری جانب ..میں نے ابو کی مسکراتی ہوئی صورت کو محسوس کیا ..(ندا ایلی)

گرم چائے

چھوٹے بچے سکول جا چکے تھے اور بڑے بچے آفس ..جب ہم بڈھا بڈھی کا چائے پینے کا من ہوا..پتیلی میں پانی چڑھا کر وہ دودھ ابالنے لگی ..میں نے کپوں میں چینی ڈالی ..چائے کے دو کپ بنا کر ہم نے صحن میں بیٹھنے کا سوچا لیکن وہ ہمیشہ کی طرح پھر سے اندر چلی گئی..اپنے کچھ بکھرے دوپٹے سمیٹنے ..اخبار پر امبی کا اچار پھیلانے...خانساماں کو ہانڈی کی ہدایات دینے..اور نجانے کون کون سے میری نظر میں غیر ضروری کام نمٹانے کے بعد بالآخر وہ صحن میں آ ہی گئی..ہمیشہ کی طرح آپ نے بلاوجہ ہی چائے ٹھنڈی کروا دی..میں نے چڑ کر کہا...وہ مسکرانے لگی...ایک دوسرے کے انہی غیر ضروری کاموں کے بیج ہم دونوں نے کہیں ایک دوسرے کا انتظار کرنا سیکھ لیا..اور اس عمل کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم آج بھی ایک دوسرے کی خاطر اپنی چائے ٹھنڈی کر لیتے ہیں..

ہم نے چائے گرم کی اور پینے لگے...

دوست
تو جناب آج بات کر لیتے ہیں دوستوں کی ..زندگی میں آپ کب کس موڑ پر دوست بنا لیتے ہیں پتہ ہی نہیں لگتا ..سب سے پہلے آپ اس عمر میں دوست بناتے جب آپ کو یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ دوست لفظ کا معنی کیا ہے..پھر آپ مستی اور اچھا وقت گزارنے کے لئے دوست بناتے ہیں.پھر آپ دوست بناتے ہیں پڑھائی میں مدد اور نوٹس حاصل کرنے کے لئے ..پھر اچھی نوکری ..اچھے مواقع...اچھی پہچان..بہتر سٹیٹس کے لئے دوست بناتے ہیں..سال کے بعد سال گزرتے چلے جاتے ہیں .یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آتا ہے جب فقط اک ایسے دوست کی ضرورت ہوتی ہے ..جو کھلے آسمان تلے ایک درخت کی چھاؤں میں ، ایک چائے کی پیالی آپ کے ساتھ اس طرح پئے کہ اس کے جانے کے بعد دل کا بوجھ بالکل ہلکا ہو جائے..جو کہنا تھا وہ سنا جائے..ہاتھ پر ہاتھ مار کے ہنسا جائے .اور گلے لگ کر خوب جی بھر کے رویا جائے..
اگر آپ کے پاس یہ آخری دوست کسی بھی صورت چاہے باپ ، ماں ، بیٹی ، بیٹا ، بہن ، بھائی ، شوہر ، بیوی ، کزن ، کلاس فیلو یا کولیگ کی شکل میں موجود ہے تو سمجھ لیجیئے کہ آپ دنیا کے امیر ترین انسان ہیں (ندا ایلی)

بچپن

اسے کبھی کبھی لگتا تھا وہ بالکل اپنی ماں جیسی ہوتی جا رہی ہے .. نلکا کھلا رہ جانے یا دودھ ابلنے پر وہ بھی تو ماں کی طرح دیر تلک افسوس کرتی رہتی ہے .. ذرا ذرا سی خبر پر وہ بھی تو دہل کر رہ جاتی ہے ..وہ بھی تو کسی کو تیز گاڑی نہیں چلانے دیتی .اسے بھی تو پانی ناپ کر چائے بنانے کی عادت ہے .. وہ بھی تو چاہتی ہے کہ کھانے کے ڈائینگ ٹیبل پر گرم روٹی ہر وقت موجود ہو .. اسے بھی تو شرٹ کے ساتھ میچنگ دوپٹہ ہمیشہ چاہئیے ہوتا ہے ..وہ بھی تو گرم چائے کے بغیر رہ نہیں سکتی .. لیکن نجانے کیوں ماں بابا کو دیکھتے ہی اس کے اندر کا بچپنا پھر سے زندہ ہو جاتا ہے ..
اس دن ماں اسے کہنے لگی ..تم دیکھنا ۔ ایک دن تمہاری بیٹی بھی تمہاری طرح ہو جائے گی...یہ وہ مرحلہ ہوتا ہے جب اک لڑکی بیٹی والا لاڈ بھی اٹھواتی ہے لیکن ماں کا ایثار بھی اس کے اندر جنم لے چکا ہوتا ہے ..اور بخدا یہ زندگی کا حسین ترین لمحہ ہوتا ہے ..
(ندا ایلی)

رفیق حیات

میں نے ستر کی دھائی میں داخل ہوتے بابا اور پینسٹھ کی دھائی میں داخل ہوتی اماں کی گفتگو اکثر سنی تھی...
"آج بازار میں چلتے چلتے میرا چشمہ گر گیا تھا..بڑی دقت ہو رہی تھی..مرزا صاحب کے بچے نے اٹھا کر دیا.."ابا بتا رہے تھے
"اچھا بڑے والے یا منجھلے نے"؟ اماں نے دلچسپی لیتے ہوئے بڑی تشویش سے پوچھا تھا...
یا کبھی" آج دال بناتے بناتے تھوڑی نیچے لگ گئی تھی" اماں کہتیں..
"اچھا پھر کیا کیا؟" ابا فورا پوچھتے۔
"بس کرنا کیا تھا..پانی ڈال کر جلدی جلدی چمچ چلایا" اماں کہتیں...
اماں ابا کی ان باتوں کا کیا مقصد ہوتا ہے؟ آپا ملنے آئیں تو میں نے معصومیت میں آپا سے پوچھا...
"ہم سب گھر سے چلے جاتے ہیں ..میں اپنے گھر ..مینا اپنےسسرال ۔ تم بھی خیر سے باہر جانے والے ہو...ایسے میں گھر کی خاموشی میں اماں ابا کے لیے یہی باتیں اہم ہو جاتی ہیں..ابا کا چشمہ جس کے فریم اور شیشے کی عمر بھر کی کہانی اماں کو معلوم ہے..اور اماں کا کچن ..جس میں کس دن کیا پکا اور کیا تھوڑا زیادہ پک گیا..سب ابا کے دل میں نقش ہے..اسی کو تو عمر بھر کا ساتھ کہتے ہیں..اسی کو رفیق حیات کہتے ہیں...(ندا ایلی)

کالج کینٹین

کالج کینٹین کی ٹیبل پر بیٹھنے والے سٹوڈنٹس کو بالکل اندازہ نہیں ہو پاتا کہ آگے آنے والے دس پندرہ سال بعد یہ کینٹین کس قدر یاد آئے گی۔اس ٹیبل پر بیٹھ کر سٹوڈنٹس آنے والے امتحانات اور ڈاکٹر اگلے مہینے کے روسٹر میں لگنے والی سنڈے ڈیوٹیز کی فرسٹیشن نکالنے کے بعد صرف اس بات پر غور کرتے ہیں کہ سموسہ کتنا گرم اور چاٹ کتنی تیکھی ہے۔ چائے کے اوپر کافی پاؤڈر ڈالا گیا ہے یانہیں۔۔کیا آج کوئی کپل چائے ناشتہ اور کمبائنڈ سٹڈی کرتا پایا گیا ہے یا نہیں ؟ کالج کینٹین کی ٹیبل پر بیٹھتے ہی جیسے دنیا سامنے بننے والی بریانی اور پچھلی جانب ملک شیک تیار کرتی مشین کے بیج سمٹ کر رہ جاتی ہے۔
آج کتنے برس بعد مجھے اپنے کالج جانے کا اتفاق ہوا تو قدم خودبخود کینٹین کی جانب بڑھ گئے۔دل نے کہا کہ چائے کا موڈ نہیں ہے تو بنا لو۔۔میں اکیلا بیٹھا اس معمولی چائے کے ساتھ جڑی خاص یادوں کا مزہ کتنی ہی دیر چکھتا رہا۔کینٹن کافی اپ ڈیٹ کر دی گئی تھی۔دیورایں سفید چمکدار اور کرسیاں بہت صاف تھیں۔۔لیکن کینٹین کے برآمدے میں جھکے درخت کا سایہ اور دھڑا دھڑ تیار ہوتی چائے کے دھواں کا احساس اب بھی ویسا تھا۔بچپن کی سردیوں میں پرانے کوئلوں کی حدت جیسا۔۔(ندااایلی)

ماں کا ٹفن

آج امی کے گھر سے کھانا آیا تھا..مزیدار مٹن توری اور پلاؤ ..میاں نے لقمہ منہ میں ڈالتے ہی کہا..ایسا سالن بنایا کرو تو بہت اچھا لگے..چنانچہ کھانے کے بعد کاغذ قلم پکڑا اور امی سے تمام اجزاء, مقدار ، ایک ایک چیز توجہ سے لکھی..لیکن بعد میں موازنہ کیا تو پتہ لگا کہ میرے سالن کے بھی تو یہی اجزاء ہوتے ہیں..پھر ذائقہ اس قدر مختلف کیسے..گماں کو یقین میں بدلنے کے لئے چولھے پر ہانڈی چڑھا کر ایک ایک مصالحہ ڈال کر خود بھی تسلی کی..لیکن وہ بات نہ آ سکی..وہ اپنے سامنے دونوں سالن رکھ کر بیٹھ گئی.. باری باری انگلی ڈال کر دونوں کو چکھا..میرا سالن جیسے ہاں صحیح سے مرچ مصالحہ ڈال کر پکا لیا ہے..وقت پر چولھا بند کر دیا ہے..دم دے دیا ہے..لیکن ماں کا سالن جیسے درکار وقت سے کچھ زیادہ اسکو سینچا سنوارہ گیا ہے ..اسکی زیبائش کی گئی ہے..جیسے تمام اجزاء کو پکا کر کندن بنایا گیا ہے ..اسنے ماں کے پرانے رومال میں بند ٹفن کے ڈبے کو غور سے دیکھا .وہ جان گئی کہ ماں جیسے ذائقے کے لیے اتنا ہی سفر کرنا پڑے گا جتنا اس برسوں پرانے رومال نے ماں کے چھوٹے سے دسترخوان سے اسکی اونچی ڈائینگ ٹیبل تک کا سفر کیا ہے (ندا ایلی)

ٹینڈے

اماں کے گھر روزانہ دوپہر کے دو اور رات کے نو بجے ابا کی آواز آیا کرتی تھی ..بیٹا کھانے کا ٹائم ہو گیا ہے سب ڈائننگ ٹیبل کے گرد پہنچ جاؤ پانچ منٹ میں..پھر چاہے ہم نے کالج میں برگر اڑایا ہو یا رات کو دوستوں کے ساتھ تکوں کا پلان ہو..اماں ابا کی ٹیبل پر پیالے میں موجود ٹینڈے گوشت اور اماں کے ہاتھ کی گھر میں پکی بے حد نرم اور hygienic روٹیاں کو مصنوعی پروٹوکول کے ساتھ پلیٹ میں ڈالنا ہی پڑتا تھا ۔ لیکن پیٹ چیخ چیخ کر کہتا تھا کہ رک جاؤ ، تکوں کے لئے جگہ خالی چھوڑنا...ابا کی "کھانا سب نے اکھٹے کھانا ہے " کی روایت سے کئی مرتبہ ہمارے پیٹ نے بغاوت کرنے کے کوشش کی لیکن کبھی کامیاب نہ ہو سکے...

آج ابا کی آواز سنے کئی سال بیت چکے ہیں..زندگی جوانی کا پل کراس کر چکی ہے..اب اکثر کام کے دوران وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوتا..اب ساری رکاوٹیں پار کر کے ابا کی کھانے کی ٹیبل پر پانچ منٹ میں نہیں پہنچتے..چونکہ زندگی اتنی مصروف ہو چکی ہے کہ جس ٹیبل پر میٹنگ چل رہی ہو وہیں کھانا آرڈر کر دیتے ہیں..کھانا بالکل پیٹ کی زبان کے ذائقے کا ہوتا ہے لیکن دل اتنا نادان ہے کہ نجانے کیوں اماں ابا کی ٹیبل کے ٹینڈوں میں کہیں گم ہے ..کہ ان ٹینڈوں میں بہن بھائیوں کی نوک جھونک ، اماں کی کچن کی محنت اور ابا کی "کھانا سب نے اکھٹے کھانا ہے" کی شفقت شامل تھی...تو آج میں جب رات کے بارہ یا ایک بجے میٹنگ سے فارغ ہو کر گھر پہنچتا ہوں..تو ڈائینگ ٹیبل کی ایک خالی کرسی کھینچ کر بیٹھ جاتا ہوں..روزانہ دوپہر کے دو اور رات کے نو بجتے ہیں لیکن اب ابا کی اکھٹے کھانا کھانا ہے کہ آواز نہیں آتی اور مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ میں روزانہ خالی پیٹ سوتا ہوں..(ندا ایلی)

تیل

میں تھک ہار کر گھر پہنچا تھا اور آتے ہی ماں کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا تھا۔ماں میرے بالوں میں دھیرے دھیرے انگلیاں پھیر رہی تھی۔۔چھوٹی بہنا مجھے مسلسل کسی موضوع پر چھیڑ رہی تھی۔۔مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ میری تھکاوٹ رفتہ رفتہ کم ہوتی جا رہی ہے۔۔اچانک میری نظر سامنے اپنی بیگم پر پڑی جو چھوٹو کو کھانا کھلا رہی تھی۔۔اس کے ماتھے پر پسینے کی قطرے ویسے ہی نمایاں تھے جیسے گھر داخل ہوتے ہوئے میرے ماتھے پر موجود تھے۔۔میں نے سوچا ۔پورے دن کی مسافت کے بعد میں تھک جاتا ہوں۔۔تو پورے دن کی مسافت کے بعد یہ بھی تو تھک جاتی ہوگی۔۔میں آ کر ماں کی گود میں سر رکھ کر دل کا حال کہہ دیتا ہوں تو اسکا دل بھی تو ماں سے بات کرنے کے لئے اس کی گود میں سر رکھنے کے لئے ترستا ہوگا ۔۔مجھے یہ خوش قسمتی حاصل ہے کہ میں روزانہ گھر آ کر ماں باپ بہن بھائی کے ساتھ اٹھکیلیاں کرتا ہوں تو اسکا دل بھی تو اپنی بہنوں بھائیوں کے لئے مچلتا ہوگا۔۔میں اٹھ کر اس کے پاس گیا۔۔"چلو آج تمہارے میکے سے ہو کر آتے ہیں" میں چہک کر بولا ۔۔وہ خوشی خوشی تیار ہونے لگی۔۔ راستے میں میں نے دیکھا۔۔اس کے ہاتھ میں اک تیل کی بوتل تھی جو اوپر تک بھری تھی۔۔میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ کہنے لگی ۔۔ماں نے سر کی مالش کے لئے تیل دیا تھا پچھلے ماہ ۔۔اور مجھے موقع ہی نہ مل سکا۔۔آج ماں سے ہی چمپی کرواؤں گی۔۔

میں نے کن اکھیوں سے اسکو دیکھا اور سوچا۔۔ میرے سر پر میری ماں نے کتنی ہی تیل کی بوتلیں ختم کر دی ہونگی۔۔۔تیل کی بوتل ہاتھ میں پکڑے اس عورت کی آنکھوں میں مجھے برسوں کی خشکی نظر آئی۔۔جو ماں کی انگلیوں کی پوروں میں لگے تیل کی شدت سے منتظر تھیں۔۔۔(ندا ایلی)

رومال

میں کھانا گرم کیوں نہیں کر سکتی ؟ وہ اکثر سوچتی تھی.. کیا دنیا کا کوئی حلال کام ایسا ہے جسے کرنے میں شرم محسوس کی جائے ؟ اگر میرے میاں صبح سے رات میرے اور ہمارے بچوں کے لئے محنت کر کے پسینہ بہا کر آئیں گے تو کیا میں ان کے لئے ایک گرم روٹی نہیں بناؤں گی ؟ سالن کو ابال نہیں دوں گی ؟ یہ ویسے ہی ہے کہ اگر میں کام سے تھک کر گھر آؤں تو وہ مجھے ایک کپ چائے کا بنا دیں... کیا ہم عورت کی عزت نفس کے لئے لڑ رہے ہیں یا کچن کے کاموں کو کمتر ثابت کرنے کے لئے لڑ رہے ہیں..؟
عزت نفس کھانے میں نمک ڈالنے سے مجروح نہیں ہوتی ..
عزت نفس مجروح ہوتی ہے اگر وہ کھانے میں نمک کم ہونے پر پلیٹ الٹ دیں .. عزت نفس نام لے کر چائے کا کپ مانگنے سے مجروح نہیں ہوتی ..وہ مجروح ہوتی ہے اگر نام لینے کی بجائے سخت لفظ یا گالی کا استعمال کیا جائے...
دو انسانوں نے ایک چار دیواری میں ساتھ رہنے کا وعدہ کیا ہے تو گرمی میں کسی کو تو چولھا جلانا پڑے گا اور کوئی تو سورج کی تیز روشنی میں محنت کرنے گھر سے باہر نکلے گا...پسینہ دونوں کا ہی نکلے گا .. اور جب محبت ساتھ ہو گی تو اپنے رومال سے دوسرے کا پسینہ پونچھنے میں بخدا بہت لطف آئے گا.....(ندا ایلی)

Question paper

"لیکن وہ میرا جونیر تھا،مجھ سے پہلے سینیر رجسٹرار بن گیا۔ وہ آگے نکل گیا اور میں پیچھے رہ گئی۔"وہ بہت تشویش سے یہ بات مجھے بتا رہی تھی۔آگے نکل جانا یا پیچھے رہ جانا کیا ہوتا ہے؟ میں نے پوچھا۔ "آگے اور پیچھے نکل جانے کی فرسٹیشن دماغ میں اس وقت آتی ہے جب ہم دوسروں کے ساتھ خود ساختہ "مقابلہ بازی کی میراتھان" میں حصہ لے بیٹھتے ہیں۔درحقیقت ہمیں صرف ایک ہی میراتھان میں حصہ لینا ہے۔۔وہ جس میں ہمارا مقابلہ خود سے ہے۔۔ہر گزرتے لمحے کے ساتھ خود کو ہی شکست دینی ہے۔۔کسی اور کو نہیں۔ہر انسان اپنی اپنی ریس خود لڑتا ہے۔ ہم اپنی زندگی مشکل بنا لیتے ہیں جب اپنی ریس کے ساتھ ساتھ دوسروں کی ریس جیتنے کا بھوت سر پر سوار کر لیں۔ ہر ایک کی اپنی زندگی ذمہ داریاں ہیں۔۔کسی نے 29 سال کی عمر میں فائنل امتحان دے دیا تو کسی نے اپنی زندگی کے ان لمحات میں اپنی بوڑھی ماں کی تیمارداری کرنی ہے جے فالج نے آ گھیرا ہے۔اب اس کے لئے یہی امتحان زیادہ ضروری ہے۔۔کسی نے باہر ملک کے ویزے کے لئے تگ و دو کر لی اور باہر چلا گیا تو کسی نے اسی لمحے اپنے نوزائیدہ بچے کی دیکھ بھال کرنی ہے۔۔دونوں ہی اپنے اپنے امتحانات میں کامیاب ہیں۔بس ہر کسی کی زندگی کا question paper مختلف ہے۔ پچاس فیصد سے زیادہ نمبر حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ دوسروں کی کامیابی پر خوشی سے تالی بجائی جائے اور اپنی کامیابی کے لئے صرف اپنے question paper پر فوکس کیا جائے۔۔ (ندا ایلی)

اولاد

مجھے آج بھی یاد ہے..میرے امتحان تھے..منے نے ابھی گردن سنبھالنا شروع نہیں کی تھی..اور اماں کہا کرتی تھیں کہ ایک بار اسے گردن سنبھال لینے دو پھر اس کی دیکھ بھال کرنا کچھ آسان ہو جائے گا ..پھر تم امتحان کی تیاری کر لینا اور امتحان دے دینا.. پھر اس طرح کے کئی جملے سننے کو ملے..ایک بار بس یہ چلنا شروع ہو جائے..بس ایک بار اس کی پوٹی ٹریننگ ہو جائے..ارے بس ایک بار اسکی سکولنگ شروع ہو جائے ..بس ایک بار یہ اپنی کنگھی کرنا خود سیکھ جائے.اسے اپنا بیگ بنانا جائے.....پھر تم اس کی طرف سے تھوڑا بہت بے فکر ہو سکتی ہو.....

لیکن ایسانہیں ہے..آج اللّٰہ کے فضل سے وہ میرے سامنے سٹیج پر کھڑا اپنی ڈگری وصول کر رہا ہے..آج وہ اپنے بہت اہم فیصلے خود کر سکتا ہے..وہ تو ایک بچے سے ایک عاقل بالغ شخص بن چکا ہے لیکن میں آج بھی اس کے لئے فکر مند ہوں کہ میں جو ایک ماں بن گئی تو اس مرحلے سے آگے نہیں نکل سکتی کہ شاید اس سے اگلا کوئی مرحلہ ہے ہی نہیں..اس سے آگے کوئی دوڑ ہے ہی نہیں..اس سے مشکل کوئی امتحان ہے ہی نہیں..کہ جب میں اک ماں بن گئی تو اپنی زندگی کی دوڑ کو کچھ دیر کے لئے بریک پر لگا دینا ہوتا ہے..بعض اوقات یہ بریک بہت لمبی ہو جاتی ہے..اکثر یہ بریک ایک عمر پر محیط ہو جاتی ہے...پھر کبھی مڑ کر گرد سے اٹے پرانے فوٹو فریمز کی طرح اپنی ساکت ہوتی زندگی کی دوڑ کو دور سے دیکھ لیتے ہیں...اولاد کی موجودگی میں ہم بھاگتے بھاگتے اپنی ریس سے باہر نکل جاتے ہیں..خود کو withdraw کر لیتے ہیں..اور اپنے مدار کے گرد گھومتی اپنی اولاد کا ناظر بن کے سٹیڈیم میں بیٹھے پرشوق اور بے حد مخلص تماشائی کی طرح اس کی حوصلہ افزائی کی تالی بجانے لگتے ہیں.اور ایسے میں اپنے لئے کسی کی بجائی گئی تالی کی خواہش ختم ہو جاتی ہے...(نداایلی)

میرے پہلے استاد

مجھے بہت باریک لکیریں یاد ہیں جو میری ماں اور باپ نے مجھے اس وقت سکھائی تھیں جب میں نے بمشکل چلنا سیکھا تھا۔۔ہاتھ ملانا۔۔مسکرانا۔۔اپنی چیزیں شئیر کرنا۔۔لفظوں کی پہچان۔۔رنگوں کی پہچان۔۔چیزوں کی پہچان۔۔پھر اس کے بعد سکول داخلے اور ایک کلاس سے دوسری کلاس تک۔۔میری کتابوں میں سر کھپانا۔۔ مجھے سیدھی لکیر میں لکھنا سکھانا۔۔سفید کاغذ پر۔۔میری میتھس کے سوالوں کو رف پیپر پر پہلے خود سولو کرنا۔۔کہ اب اتنے سال بیت جانے کے بعد ۔۔زندگی کی تگ و دو میں مصروف ہو جانے کے بعد۔۔دفتر کی آٹھ سے دو اور کچن کی صبح سے رات ڈیوٹی کے بعد ۔میرے ماں اور باپ ۔۔میری basic کتابوں کے آسان سوالوں کے فارمولاز بھول چکے تھے۔۔لیکن میں نے دیکھا کہ وہ میری خاطر۔۔میری تعلیم کی خاطر ۔انکو پھر سے دہراتے تھے ۔تاکہ مجھے پڑھا سکیں۔۔گویا وہی میرے پہلے استاد بھی تھے۔۔
تو آج زندگی کی تمام تر گہری لکیریں ۔۔گو میں بخوبی پہچان لیتا ہوں۔۔لیکن ان تمام گہری لکیروں کا سرا کہیں نہ کہیں اس باریک لکیر سے ضرور جا ملتا ہے ۔۔جو میرے ماں اور باپ نے میرے جھولے میں مجھے میری پہلی پنسل سے بنانا سکھائی تھیں۔۔
(ندا ایلی)

چھری

ہاں بیٹی گھر سے باہر نکل رہی ہو؟ اس وقت نہ نکلو ، چادر ٹھیک سے لو ۔ چوڑیوں کی آواز نہیں آنی چاہیئے۔ دیکھو شادی میں اونچا نہ ہنسنا..جہاں سنسان جگہ ہو یا آدمی کھڑے دیکھو تو راستہ بدل لینا ، سہیلی کے ساتھ رہنا، مجھے فون کرتی رہنا، پرس میں چاقو رکھتی ہو نہ اب؟ پستول کا لائیسنس بھی بنوا لو ..یاد رکھنا تم اس گھر کی عزت اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو....
ہاں بیٹے اس وقت گھر سے باہر نکل رہے ہو ؟ دیکھو نظریں نیچی رکھنا ، راستے میں کھیلتے بچے یا بچیوں کو اپنے بچے سمجھنا، اکیلی عورت کو آتا دیکھو تو رستہ بدل لینا اور مشکل میں دیکھو تو مدد ضرور کرنا ، کھڑے ہو کر وڈیو نہ بنانا، سیٹی نہیں بجانا ،آوازیں نہ لگانا ، مناسب فاصلہ رکھنا ۔ یاد رکھنا تمہاری وجہ سے کسی کے گھر کی عزت اور آنکھوں کی ٹھنڈک کو پرس میں چھری نہ رکھنی پڑے....
(ندا ایلی)

وہ ہوسٹل میں بھی رہی تھی ۔ کبھی خالہ کے گھر بھی رکنا ہوا تھا ۔ لیکن اماں کے گھر کے علاؤہ ہر جگہ اک مسافر کی طرح ہی محسوس ہوا تھا ۔ لیکن اب کیا ماجرا تھا ؟ کہ ڈولی اٹھنے کے بعد جب اسے گمان ہوا تھا کہ وہ نئے گھر میں بھی ایک مسافر کی طرح محسوس کرے گی ، اب یقین تھا کہ وہ تو کب سے یہیں کی مکیں تھی ۔ یہ کیسے ممکن تھا ؟ کہ یہاں کی دیواروں کے جالے بہت مانوس معلوم ہوتے تھے ۔۔ یہاں بھی چلتے چلتے رک کر فریج میں رکھے ٹھنڈے پانی کے گھونٹ پینے سے وہی راحت ملتی تھی ۔۔ یہاں کی بھوری بلی بھی اماں کی سفید بلی جیسی ہی معلوم ہوتی تھی ۔۔۔کرکٹ کھیلتا گڈو بھی تو بالکل چھوٹے بھیا کی طرح لگنے لگا تھا۔۔۔۔

شاید یہ سب اس شخص کی وجہ سے ہے۔۔وہ شخص جو پہلے اجنبی تھا۔۔لیکن اب جانتا ہے کہ مجھے ادرک کی مہک اور تیز روشنی نہیں پسند۔۔۔ جب نکاح کے بول اور خدا کی آیتیں پڑھی جا رہی تھیں خدا نے ہم دونوں کو ایک دوسرے سے مانوس کر دیا ۔۔ بس پھر ایک دوسرے سے جڑی ہر چیز سے مانوس کردیا۔۔

وہ سوچنے لگی ۔ مسافر کو سفر میں نیند نہیں آتی ۔ مہمان کو سرائے میں نیند نہیں آتی ۔۔پیاسے کو صحرا میں نیند نہیں آتی ۔۔ لیکن مکان کے پرانے مکین کو بہت میٹھی نیند آتی ہے ۔۔۔اس نے رب تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اسے نئے مکان میں پرانے مکین کی لذت عطا ہو گئی ۔۔وہ پرانی کہانیاں سنانے والی اک نئی گڑیا سے باتیں کرتے کرتے سو گئی۔۔۔۔

(ندا ایلی)

برگر

آج میں پھر اس کے لئے چھپ کر برگر لایا تھا..نئی نویلی دلہن تھی اور نئے پاکستان میں گزارا کرنا تھا تو سب خرچے نکال کر بس ایک ہی برگر کا بجٹ بچتا تھا..باقی سب کی تو خیر تھی لیکن اماں..مجھے بس اماں کا خیال آ جاتا تھا..ہر سردی وہ میرے لئے صبح سویرے دیسی گھی کے پراٹھے بناتی ہے اور آج میں پھر اس سے چھپ کر بیگم کے لئے برگر لے کر جا رہا ہوں..میں انہی سوچوں میں گم تھا کہ سامنے سے اماں آ گئیں..میرے قدم انکو دیکھ کر یکدم رک گئے..میں نے بےاختیار میکڈونلڈ کا پیکٹ انکے سامنے رکھ دیا.."اماں یہ میں آپکے لئے لایا تھا"..اماں گہری نظروں سے مجھے دیکھ کر مسکرانے لگیں.."جاو جس کے لئے لائے ہو اسے اسی پیار سے کھلا دو"..میں حیران اور شرمندہ شرمندہ نگاہیں نیچے کئے چپ ہو گیا.."میں نے تو تجھے جنم دیا ہے"..ماں کہنے لگی.."سخت سردی میں اپنی گرم شال تجھے دی ہے اور سخت گرمی میں تیرے حصے کا سورج اپنے ماتھے پر لیا ہے..تیرے کورے دل میں ایثار کا جذبہ پیدا کیا ہے..اور وہ تیرے آنگن میں اپنی ماں کی چھاؤں اور اپنے باپ کا سایہ چھوڑ کر آ بسی ہے..تو اب تجھے اسکو بادل والا سورج بن کے دکھانا ہے..باقی تیرے میکڈونلڈ سے کہیں اچھا برگر میں کل تجھے بنا کر کھلاؤں گی ۔".ماں مسکراتے ہوئے یہ کہہ کر اپنے کمرے میں چل دی...میں دور تلک اس کی زمین کو چومتی گرم شال کی سلوٹیں دیکھتا رہا (ندا ایلی)

عورت کی عزت

سیاست اور عورت کو اگر الگ الگ رکھنے کی بات کی جائے تو ہماری تاریخ اس میں بری طرح ناکام ہو جاتی ہے ۔ ہمارے قابل سیاستدان ہمیشہ سے عورت کی شکل و صورت سے لے کر اس کے کردار تک بات کرتے نظر آئے ہیں اور اس میں سے کوئی سیاسی پارٹی خارج نہیں۔۔ بی بی بے نظیر بھٹو کی تصاویر ، جمائما کو مذھبی و ثقافتی نشانہ بنا کر ملک چھوڑ دینے کے لئے مجبور کر دینا اور آج تک اس کے گھر کے باہر تماشہ لگانا، بشری بی بی کو عمران خان سے دوسری شادی پر خطر ناک حد تک بہتان تراشی کا نشانہ بنانا ،مریم صفدر کی شادی کے واقعات بھری محفلوں میں مزے لے کر بیان کرنا ۔، شیریں مزاری کو ٹریکٹر ٹرالی اور فردوس عاشق کو ڈمپر کہنا ۔یہ سب ہی واقعات اس بات کی نشاندھی کرتے ہیں کہ کیسے ہی معاملے میں کس ہی قسم کا اختلاف ہو۔۔ عورت کے کردار کو نشانہ بنانا سوفٹ ٹارگٹ ہے ۔۔سیاسی اختلاف کرنا ہے تو کسی کی پالیسی ، اعمال ،اقدامات سے کریں۔۔کردار کے لئے وہ خدا پاک کے علاؤہ کسی کو جواب دہ نہیں ہے۔۔(ندا ایلی)

طاقتور

اس دن اسنے پھر امی کو ابا سے مار کھاتے دیکھا تھا ۔ وہ بیڈ کے نیچے چھپ گیا تھا۔امی کی بڑھتی چیخوں سے پریشان ہو کر اسنے کانوں میں ہاتھ رکھ لئے تھے ۔۔کافی دیر بعد وہ بیڈ کے نیچے سے باہر نکلا تھا۔کسی نے اس کی غیر موجودگی کو محسوس نہیں کیا تھا۔ابا مار پیٹ کر کے گھر سے باہر جا چکے تھے اور ماں پیناڈول کھا کر سو چکی تھیں۔۔اسے لگنے لگا کہ یہ ایک معمول کا عمل ہے۔اس لئے کہ نہ ابا اپنی روٹین بدلتے ہیں نہ ہی امی کو کوئی فرق پڑتا ہے۔۔وہ تو اگلے دن پھر سے کچن میں پیاز کاٹنے پہنچ جاتی ہیں۔۔

اور آج اسنے پہلی بار اپنی بیگم پر ہاتھ اٹھایا تھا۔۔وہ روئی تھی شاید لیکن اسے سنائی نہیں دیا تھا کیونکہ اب تو کانوں پر ہاتھ رکھے بغیر ہی اسے رونے کی آواز آنا بند ہو چکی تھی۔وہ تھوڑا چونکا ۔۔مڑ کر اپنی بیوی کو دیکھا اور پھر خود کو باتھ روم میں بند کر لیا۔۔کافی دیر بعد وہ باہر نکلا۔۔اسکی بیگم پیناڈول کھا کر سو چکی تھی۔۔وہ گھر سے باہر جانے کے لئے تیزی سے باہر کی طرف نکلا۔۔راستے میں اسے کھانے کی ٹیبل کے نیچے سے اپنی تین سالا بیٹی کا کانپتا ہاتھ نظر آیا۔۔وہ وہیں رک گیا۔۔اسے گود میں لئے وہ واپس آ گیا۔۔پیناڈول کی گولی سے بچپن کے سینے میں لگے زخم نہیں بھر سکتے۔۔ہر عورت کو یہ جان لینا چاہیے کہ خاوند سے مار کھانے کے بعد پیناڈول کھا کر سو جانا بالکل نارمل عمل نہیں ہے۔۔وہ رات گئے تک اپنی بیگم کے اٹھنے کا انتظار کرتا رہا۔۔اس دعا کے ساتھ کہ خدا اتنی طاقت دے میرے ہاتھوں کو کہ دوبارہ یہ کسی کمزور پر اٹھ نہ سکیں ۔(نداایلی)

آج میری بیٹی کا سکول میں پہلا دن تھا۔وہ ابھی بہت چھوٹی تھی۔مجھے سارا دن بہت پریشانی رہی۔پتہ نہیں اس نے لنچ ٹھیک سے کھایا ہو گا یا نہیں۔پتہ نہیں اس کی ٹیچر کا مزاج کیسا ہو گا؟ پتہ نہیں سکول کی آیا اس کو واش روم لے کے جائے گی یا نہیں؟میرے دماغ میں سارا دن یہی سوالات اٹھتے رہے۔شاید پہلی مرتبہ اسے خود سے دور کیا تھا اس لیے یہ بے چینی تھی۔آخر سکول سے چھٹی کا ٹائم ہو گیا۔میں وقت سے پہلے ہی وہاں موجود تھی۔میں نے اسے دور سے دیکھا۔وہ مجھے دیکھ رہی تھی۔اور جیسے وقت میرے لئے تھم گیا۔میں اس کا چہرا پڑھنے اور اس کے دل کا حال جاننے کی کوشش کرنے لگی۔میں جاننا چاہتی تھی کہ آج سب نے سکول میں اس کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔لیکن اس سے بھی زیادہ شاید میں اس کو یہ بتانا چاہتی تھی کہ اس دنیا میں،اس زندگی میں ،میں ہمیشہ اس کے ساتھ نہیں رہوں گی۔۔اس کی زندگی میں بہت سے لوگ آئیں گے۔اس کی طرف ہاتھ بڑھانے والا ہر شخص اس کا دوست نہیں ہو گا۔اس کی طرف مسکرا کر دیکھنے والا ہر شخص اس کا خیر خواہ نہیں ہو گا۔اس کی مدد کا دعویٰ کرنے والا ہر شخص اس سے مخلص نہیں ہو گا۔میں اسے بتانا چاہتی تھی کہ اسے کس طرح مضبوط بننا ہے اور آگے بڑھنا ہے۔

اب وہ بالکل میرے سامنے کھڑی تھی۔وہ کھلکھلا کر ہنس رہی تھی۔میں ابھی اس چھوٹی سی گڑیا سے اتنی مشکل باتیں نہیں کر سکتی تھی۔میں نے بڑھ کر اس کو گلے لگا لیا اور دعا کرنے لگی کہ زندگی کے ہر موڑ پر وہ مجھے یونہی کھلکھلاتی ہوئی ملے۔

ندا ایلی

عورت اور ترازو

سب گھر والوں کو آج ہی پتہ چلا تھا کہ وہ حاملہ ہے۔ صبح ناشتے پر بہترین اہتمام تھا۔اسکا اگلا قدم رکھنے سے پہلے اس پر دم کیا جانے لگا ..دودھ گھی دیسی مرغی سب کچھ خالص ملنے لگا..اس کا میاں چوکھٹ سے لگ کر بیٹھا رہتا کہ اسے ایک آواز نہ دینی پڑ جائے ..یونہی معلوم ہی نہ چل سکا کب نو مہینے گزر گئے..اولاد پیدا ہوئی..سب نے اسکی گود سے بچہ لے کر اسے کبھی دودھ پلایا تو کبھی شہد.. لیکن مڑ کر اسکا حال نہیں پوچھا..
کہتے ہیں کہ عورت کو اپنی زندگی کے تمام مراحل میں اپنی زچگی کے دورانیہ کا ایک اک پل یاد رہتا ہے..اس دوران لوگوں کے رویے کیسے بدلے۔وہ جاننا چاہتی ہے کہ بچے کی پیدائش سے پہلے اس کے دوران یا اس کے بعد..اس کی بطور ایک انسان قدر و قیمت اس قدر بدل کیوں جاتی ہے ؟
گزارش ہے کہ عورت کو اولاد / بیٹا / بیٹی پیدا کرنے کے ترازو میں نہ تولا جائے..کیونکہ ضروری نہیں کہ اگر وہ عورت ہے تو ہمیشہ کسی ترازو میں ہی رہے..وہ ہموار مٹی پر بھی کھڑی ہو سکتی ہے..
(ندا ایلی)

بچپن

میں اس دن ڈیوٹی سے سیدھی امی کے گھر آ گئی تھی ۔ امی نے چاول بگھو دیئے تھے ۔ اور یخنی ابل رہی تھی ۔ پلاؤ پکے گا ۔۔ میری بھوک بڑھ گئی جبکہ میں کھانا کھا چکی تھی۔ میں چوکڑی مار کر بیٹھ گئی۔۔منا ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی سویا تھا۔۔امی کی دیگچی سے دھواں اٹھ رہا تھا ۔۔یہ دھواں ہمیشہ کچھ مختلف ، کچھ انوکھا سا کیوں لگتا تھا ۔۔میں سوچنے لگی۔۔چاول بھی وہی ہیں ۔۔مصالحے بھی وہی ۔۔لیکن یہ جو اس چوکھٹ پر آ کر یونہی بھوک بڑھ جاتی ہے۔۔اسکی کیا وجہ ہے؟ ماں کا بھی وہی تیز پتہ ہے اور وہی بادیان کا پھول ۔۔پھر خوشبو الگ سی کیوں ہے ؟ ماں کا بھی وہی زیرہ ہے اور وہی سفید الائچی۔۔پھر ذائقہ جدا سا کیوں ہے؟ میرے سامنے فریم پر بچپن کی فیملی فوٹو آ گئی۔۔ہم سب بہن بھائی مسکرا رہے تھے۔اور سامنے وہی چاول رکھے تھے۔۔ ماں کے ہاتھ کے بنے ہمارے بچپن کے چاول ۔۔۔ تو شاید یہ خوشبو بچپن کی خوشبو تھی اسی لئے معصوم تھی۔۔تو شاید یہ ذائقہ بچپن کا ذائقہ تھا اسی لئے انمول تھا۔۔بچپن ۔۔وہی بچپن جب ہم صبح آنگن میں بیٹھی پہلی چڑیا کا انتظار کرتے تھے۔۔وہ بچن جو آج بھی امی کے ہاتھ کے بنے گرم چاولوں سے اٹھتے سنہری دھوئیں میں محفوظ ہے ۔۔ (ندا ایلی)

تھکن

آج مجھے ہمیشہ کی طرح پھر سے آفس واپسی پر دیر ہو گئی تھی..وہ یقیناً میرا انتظار کر رہی ہو گی. نجانے وہ کیسی ہو گی..ہمیشہ کی طرح اس کی خاموشی میں شکوہ اور آنکھوں میں انتظار ہو گا ..
میں گھر داخل ہوا تو آج خلاف معمول وہ سو گئی تھی..میں نے حد ممکن کوشش کی کہ کوئی آہٹ کئے بغیر اوون میں رکھا کھانے گرم کر کے کھا لوں...پھر بھی نجانے کیسے اس کی آنکھ کھل گئی...میں اکیلا ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھا کھانا کھا رہا تھا جب وہ بال سمیٹتے ہوئے باہر آ گئی ..سوری نجانے کب میری آنکھ لگ گئی...آج میں بہت تھک گئی تھی...اس کے اس جملے نے مجھے چونکا دیا ...شکوے کی بجائے صفائی تو رفتہ رفتہ محبت کے تحلیل ہونے کی نشان دہی کرتی ہے ؟؟ کہیں وہ واقعی تو نہیں تھک گئی...میرا انتظار کرتے کرتے..میرے ساتھ ہر دکھ سکھ شیر کرنے والی میری شریک حیات کہیں میری مسلسل absence سے واقعی تو نہیں تھک گئی؟ کہ اب وہ انتظار کی سولی پر چڑھے بنا ہی کھانا بنا کر اپنے ساتھ باتیں کر کے سو جاتی ہے ؟؟؟
میں نے فون اٹھایا اور باس کو rescheduling کا میسج کیا ...کہ زندگی کے سفر میں , تھکاوٹ اتارنے کے لئے شریک حیات کے ساتھ مل کر بیٹھنا , ایک ایک کپ چائے پینا اور دیر تلک باتیں کرنا بہت ضروری ہوتا ہے (ندا ایلی)

شاباش

میں دعوت میں موجود مہمانوں کو پانی سرو کر رہا تھا جب کسی مہمان کی آواز آئی..شاباش نفیس..تم بیگم کی خوب مدد کرتے ہو..کچھ ہی دیر بعد میں نے بیگم کی گود سے بچہ لے کر اسے ڈکار دلوانے کی کوشش کی تو کسی اور جانب سے آواز آئی شاباش نفیس تم تو بیگم کی خوب مدد کرتے ہو ..میں اس بے تحاشہ سراہے جانے پر خود کو ہوا میں اڑتا سپر مین سمجھنے ہی لگا تھا کہ مجھے اس ہوا میں کہیں زیادہ اوپر اڑتی اور چار ہاتھوں سے کام کرتی اپنی بیگم نظر آ گئی.بس فرق صرف اتنا تھا کہ اس کے پروں پر لکھا تھا ..an ordinary woman * میں فورا زمین پر آ گیا.میں نے اپنی تعریف کرنے والوں کو بس ایک جملہ کہا..."اپنے گھر کی جانب اناج لے کر جاتی ایک چیونٹی کے بارے کبھی یہ کہتے سنا ہے کہ وہ ساتھ چلتی چیونٹی کی مدد کر رہی ہے ..بالکل نہیں..بلکہ کہا جاتا ہے کہ "دونوں چیونٹیاں اپنے گھر کے لئے محنت کر رہی ہیں.." میں بھی جو بھی کر رہا ہوں اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے کر رہا ہوں..یہ میرا بھی اتنا ہی فرض ہے جتنا میری بیگم کا ہے ..جب دونوں فرد ہی فرض نبھانے لگیں تو ذمہ داریاں مشاغل کی طرح آسان لگنے لگتی ہیں...(ندا ایلی)

جوائنٹ فیملی

وہ میرے سامنے چائے کی پیالی رکھے کسی گہری سوچ میں گم تھی جب میں نے اس سے اس کی خاموشی کی وجہ پوچھی.."پوری دنیا سے لڑنے کے بعد گھر ایک واحد ایسی جگہ ہے جہاں انسان چاہتا ہے کہ چاہے چوٹی باندھے یا بال کھلے چھوڑ دے ، کوئی کچھ کہنے والا نہ ہو.. دس بجے اٹھیں یا بارہ بجے کوئی جج کرنے والا نہ ہو...زور سے ہنسیں یا چلا کر روئیں کوئی اعتراض کرنے والا نہ ہو... جوائنٹ فیملی کی مد میں کچھ بہت ہی مختلف افراد کو ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کو ایک کامیاب فیملی کی نشانی قرار دینا بالکل درست نہیں..ساتھ خوشی اور غم میں چاہئے ہوتا ہے ، ایک دوسرے کی سپیس میں داخل ہونے کے لئے نہیں ... ایک دوسرے کے قریب رہ کر ایک دوسرے پر نفسیاتی برتری کہ جنگ کو جوائنٹ فیملی نہیں کہا جا سکتا " ابھی اس کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ کمرے کا دروازہ کھٹکھٹا کر اس کی دادی ساس کمرے میں داخل ہو گئیں.."کہاں جنگ ہو رہی ہے بیٹا نیوز میں تو نہیں آیا ؟ انہوں نے بڑی حیرت سے پوچھا...میں گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی کہ اب انکے گھر میں شام کی چائے کا وقت نکلا جا رہا تھا ....(ندا ایلی)

بوڑھی
میرے سفید بالوں اور بوڑھی جھریوں والی جلد پر لگانے کے لئے مجھے تیل دے کر جانے والی اپنی بیٹی کو میں دور سے دیکھ رہی تھی..جوان تو اب وہ بھی نہیں رہی تھی ..میں نے اپنی دھندلی ہوتی آنکھوں سے اس کو پچاس کے پار جاتے دیکھا تھا..گویا میں نے اس میں اپنا ماضی دیکھا تھا..شاید مجھے آدھا ادھورا آج بھی یاد ہے کہ اس نے کب بالوں میں کلر لگانا شروع کر دیا تھا کہ مانگ کے نزدیک کے بالوں کی سرمئی رنگت چھپ سکے..شوہر بچوں کے لئے روٹیاں ڈالتے ڈالتے اس کی ہاتھوں کی ساخت کو تبدیل ہوتے میں نے دیکھا تھا..اب شادی میں اس کے پاس سے گزرتے لڑکے لڑکیاں بڑے رسان سے اسے "آنٹی رستہ دیجیئے گا" کہہ کر گزر جایا کرتے تھے..وہ بھی اٹھتے بیٹھتے گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے لگی تھی.. مرد ہمیشہ جوان رہتا ہے اور عورت ؟ عورت کے بارے ایسی کہاوت نہیں چونکہ عورت عمر سے پہلے ہی بوڑھی ہو جاتی ہے..
میری کنگھی چوٹی کرنے کو وہ ایک شیشہ لے آئی اور میرے پیچھے بیٹھ گئی..میں نے شیشے میں اپنا اور اسکا چہرہ دیکھا.. اور اک پل کو لگا کہ زندگی کے مختلف مراحل پر موجود یہ دو چہرے ایک ہی ہیں..جو نجانے کیسے ایک دوسرے سے اکثر ہمکلام ہو جاتے ہیں ..(ندا ایلی)

ابو کا نمبر

تیزی سے گزرتی ٹریفک کو دیکھتے ہوئے اب اسکی گھبراہٹ بہت بڑھ چکی تھی کیونکہ اس کی گاڑی بیچ سڑک میں خراب ہوئی تھی اور مدد کرنے کی بجائے سب ہارن پر ہارن بجا رہے تھے۔۔وہاں کوئی ٹریفک سارجنٹ بھی نظر نہیں آ رہا تھا وہ اپنا فون بھی گھر بھول آئی تھی۔۔"باجی کسی کو فون کر کے بلا لو۔۔"ایک ضعیف سبزی والے نے اس کو مشورہ دیا۔ اس نے ایک راہگیر سے فون مانگا لیکن بوکھلاہٹ میں اسے کسی کا نمبر ہی یاد نہیں آ رہا تھا۔۔شوہر کا ۔۔بھائی کا ۔۔دوست کا۔۔لیکن ایک نمبر جیسے خود بخود اسکی انگلیوں نے ڈائل پر گھما دیا۔۔یہ ابو کا نمبر تھا ۔۔جو کسی ان مٹ نقش کی طرح اسکے دل و دماغ میں محفوظ تھا۔۔ ابو کو فون ملانے کے تقریباً بیس منٹ بعد تمام مسلہ بالکل حل ہو چکا تھا۔۔اب ابو ڈرائیونگ سیٹ پر اسکی گاڑی چل رہے تھے جب اس نے کن اکھیوں سے انکو دیکھا۔۔"ابو آپ کوئی اہم کام تو نہیں کر رہے تھے جب میں نے آپکو تکلیف دی؟" "بیٹا کوئی کام آپکی فون کال سے زیادہ اہم نہیں " ابو نے رسان سے جواب دیا ۔ وہ دور آسمان پر دھوپ تلے پھیلے بادلوں کو دیکھ کر مسکرانے لگی۔۔۔(ندا ایلی)

قیمت

گاڑی میں پیٹرول دلوانے کے لئے ہم رکے ہی تھے جب گاڑی کے قریب آتی اس بُوڑھی خاتُون کو دیکھ کر میرے چار سالہ بیٹے نے کہا ، ماما یہ لیڈی (sad) لگ رہی ہے ۔ میں نے چونک کر انکو دیکھا ۔۔ وہ ایک پچپن پچاس سال کی خاتون تھیں ۔۔ ان کی آنکھوں میں بے تحاشہ اداسی تھی اورکچھ نمی بھی ۔ وہ ضرورت اور حالات سے تنگ نظر آ رہی تھی ۔ اس خاتون کی حسب توفیق مدد کرنے کےبعد میں نے جب اپنے بیٹے کی طرف دیکھا تو اسکا چہرہ خوشی سے تمتما رہا تھا ۔۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس عمر میں وہ جذبات پڑھ لیتا ہے ۔۔ لوگوں کے ساتھ خوشی اور غم بانٹنا سیکھ گیا ہے ۔۔وہ درد کو محسوس کرنے کی ہمت رکھتا ہے اور سب سے بڑھ کر وہ دل میں خدا کا خوف رکھتا ہے ۔۔میں ان سوچوں میں گم تھی کہ اچانک کوئی بڑا سا ٹرک بہت تیزی سے ہماری گاڑی کے بہت قریب سے گزرا ۔۔میں نے بڑھ کر اپنے بیٹے کو گلے سےلگا لیا کہ گاڑی میں رکھی مہنگئ چیزوں سے کہیں زیادہ میرے لئے میری اولاد اور اس کے دل کی پاکیزگی قیمتی تھی(ندااایلی)۔۔

گاڑی

روزانہ آفس روانہ ہونے سے پہلے وہ بھاگ کر ہم دونوں کے گلے لگ جایا کرتا تھا ..وہ ایک بار بابا سے پوچھتا تھا کہ بابا آفس جا رہے ہو اور تین بار مجھ سے پوچھتا تھا کہ ماما آپ بھی آفس جا رہی ہو ؟ وہ یہ سوال پوچھنے کے بعد ہمیں ایک ایک بوسہ دیا کرتا تھا ..دیر تلک دور جاتی گاڑی کو بائے بائے کہتا رہتا تھا ..روزانہ ، بس روزانہ یہی خواہش ہوتی تھی کہ ایک دن آئے کہ اسکی یہ انتظار اور امید سے بھری آنکھیں نہ دیکھنی پڑیں..
آج پہلی بار ایسا ہوا کہ ہمارے جانے کی آہٹ سن کر وہ دوڑ کے بھاگا نہیں چلا آیا .وہ اپنی ریموٹ کنٹرول گاڑی چلاتا رہا..وہ پلیٹ میں رکھے اپنے سینڈوچ کے لقمے کھاتا رہا--وہ بے تاب نہیں ہوا وہ ناراض نہیں ہوا، اس نے بھاگ کر نہیں روکا اس نے بڑھ کر بوسہ نہیں دیا..
ہماری گاڑی کب دھیرے دھیرے پورچ سے باہر نکل کر سڑک پر آ گئی پتہ ہی نہیں لگا .بالکل اسی طرح جس طرح زندگی کی گاڑی کب گھر کی گلی سے مین روڈ پر آ جاتی ہے ..اور کب گیٹ پر ہمیں ہاتھ ہلاتے ہمارے اپنے اور ہمارے پیارے آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں ، پتہ ہی نہیں لگتا...(ندا ایلی)

آسیب

وہ بچوں کو سلا کر تھکن سے نڈھال بیٹھی کوئی کتابچہ دیکھ رہی تھی ..اسکی انکھوں کے کونے نجانے کیوں گیلے تھے جب پڑوسن آنٹی کی چبھتی ہوئی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی" ارے تم کیسی ماں ہو جو بچوں کے کام کر کے خوش ہونے کی بجائے اداس ہو جاتی ہو..ارے ہم تو تمہاری عمر میں پانچ پانچ کو سنبھالتے تھے اور ماتھے پر بل بھی نہیں آتا تھا۔"۔پڑوسن آنٹی کی بات سن کر وہ بس ایک ٹک انہیں دیکھتی ہی رہ گئی..اس کے اندر کی چیخ آنکھوں کے ذریعے باہر آنے کو بے تاب تھی کہ ایک ماں اپنے بچوں سے کتنا پیار کرتی ہے یہ کوئی باہر والا انجان انسان کیسے مانپ سکتا ہے ؟ کہ سارے دن کی تھکان چہرے پر آ ہی جاتی ہے ..اور کبھی آنکھوں کے کونے بھیگ جاتے ہیں اس احساس سے کہ اس سارے دن کی مشق میں جو ہماری اپنی اک شخصیت اور وہ جو فقط اپنے ساتھ وقت گزارنے کا خوشگوار احساس تھا وہ کہاں کھو گیا..لیکن ان جذبات کو بچوں کے لئے محبت نہ ہونے کا معنی دینا سراسر زیادتی ہے چونکہ بچوں کے لئے ایک ماں کی محبت صرف خدا ہی جان سکتا ہے...وہ سوچتے سوچتے نجانے کہاں پہنچ گئی جب پڑوسن آنٹی کی آواز نے اسے چونکا دیا "بیٹا تمہارے منجھلے کا رنگ پکا نکلا ہے اس کے چہرے پر دوپہر میں دہی اور ملائی مکس کر کے لگایا کرو۔"
وہ بے بسی سے ہنس دی..کہ اپنے بچوں کو کائنات کے جتنے بھی ستارے دکھانے کے خواب دیکھ لو..زمینی آسیب جگہ جگہ راستہ روکتے نظر آئیں گے...(ندا ایلی)

ماں بننے کے احساس سے کچھ پہلے ،بچے کی پیدائش کے فوراً بعد ، جب میں درد سے بستر پر پہلو بھی نہ بدل پاتی تھی ، میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ میری نوزائیدہ ننھی جان کو سب سے پہلے مامتا کی گود میری ماں نے ہی دی..گویا کہ اس کی پہلی ماں بھی میری ماں ہی تھی ۔
نجانے ماں کے روٹیاں تھوپتے سخت ہاتھ اس ننھی جان کو اٹھاتے ہوئے اتنے نرم کیسے ہو جاتے تھے کہ وہ گلاب کی بند کلی کی مانند میٹھی نیند سوتی رہتی تھی ۔ یہ ایک اطمینان کا عجیب احساس تھا ..کہ اگرچہ آنے والی زندگی میں مجھے اس ننھی جان کی دل و جان سے زیادہ حفاظت کرنی ہے ، لیکن یہ جو کچھ حسین لمحے کچھ خوبصورت دن ہیں..ان میں میں آنکھ بند کئے بے خبر چین کی نیند سو سکتی ہوں کہ ابھی وہ میری ماں کے مضبوط حصار میں چھپی بالکل محفوظ ہے..وہ سرک کر نیچے نہیں گرے گی ، اسے سردی نہیں ستائے گی اور گرمی نہیں رلائے گی ..کہ ابھی میری ماں اس کے پاس موجود ہے...کہ کچھ سال بعد مجھے اس کے بکھرے بالوں کی ٹینشن بھی نہیں ہو گی کہ نانی ماں اسکو کنگی چوٹی سب سکھا دے گی..نانی ماں اس کے ننھے وجود میں ایک بار پھر مجھے جیئے گی...
تو اب محسوس کر سکتی ہوں کہ اس دن میری دوست اپنی ماں کے وصال پر بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر کیوں روئی تھی .. کہ ہم بچے اور پھر ہمارے بچے تو گزرتے سالوں کے ساتھ بڑے ہو جاتے ہیں..لیکن ایک ماں ، ہمیشہ اور ہمیشہ ...ماں ہی رہتی ہے... (ندا ایلی)

دعا

جس دن یہ احساس ہوا کہ اماں ابا سے زیادہ پڑھ لکھ گیا ہوں ، اس دن سے یہ میرا تکیہ کلام بن گیا ، اماں آپ کو کیا پتہ؟ ابا آپ کیا جانو؟ بچے کو نزلے میں کیا دینا ہے ؟ اس کی تربیت کیسے کرنی ہے؟ قربانی کے گوشت کے حصے کیسے بنانے ہیں ، ملکی سیاست میں کون کتنا سیاسی ہے؟ مون سون کب ختم ہو گا؟ آنچ کتنی رکھو تو کباب کا بہترین رنگ آئے گا ؟ زندگی میں سکون کیسے ملتا ہے؟لمبے سفر کے بعد پاؤں میں بنے چھالے کیسے بھرتے ہیں؟ میرا کمرہ میری ڈگریوں اور اعزازی انعامات سے بھر چکا تھا اور اب مجھے ان کے اولڈ سکول آف تھاٹ میں کسی قسم کی دلچسپی اور اعتماد نہیں رہا تھا...

اب کتنے ہی سال ہو گئے مجھے اپنے اصولوں کے مطابق زندگی گزارتے ہوئے..آج میں پوتے کے ساتھ گھر میں اکیلا تھا اس کی طبیعت خراب تھی اور سکول سے چھٹی کرائی تھی۔ میں اس کے کمرے میں گیا اور وہ آنکھیں موندے نڈھال اپنے بستر پر لیٹا تھا ۔اس سے بے پناہ محبت کے تحت میرے دل میں اس کے لئے کوئی دعا پڑھنے کا خیال آیا۔ لیکن مجھے تو کوئی دعا یاد نہیں.. نہ جانے کیوں میرے قدم اماں ابا کے کمرے کی طرف بڑھے اور میں اماں کی دعاؤں والی ڈائیری نکال لایا .. میں نے اس کو کھولا، اس میں اماں نے کتنی ہی چیزیں رکھی ہوئی تھیں.. ہاتھ سے لکھی اب دھندلی ہوتی مختلف مواقع کے لئے دعائیں اور وظائف، امتحان میں کامیابی کی دعا ، سفر پر نکلنے کی دعا..میں صفحے پلٹتا رہا.. رات کو گھبرا کر اٹھ جانے کی دعا، دل گھبرانے کی دعا، بریکٹ میں اماں نے لکھا ہوا تھا کہ کونسی دعا کتنی بار کیسے پڑھنی ہے..جگہ جگہ میرا نام لکھا ہوا تھا کہ مجھ تک یہ دعا کیسے پہنچانی ہے ، میرے سر پر ہاتھ پھیرنا ہے ، یا مجھے پانی پلانا ہے یا گھر سے نکلتے ہوئے مجھ پر پھونکنا ہے..اچھا یہ وہی دعائیں ہیں جو اماں گھر سے نکلتے ہوئے مجھ پر پھونکتی تھیں اور میں کول بنتے ہوئے سر پیچھے کو جھٹک دیا کرتا تھا۔بےشمار صفحوں پر مشتمل اس ڈائیری میں اماں نے جیسے میری زندگی کی تمام اونچ نیچ سے مقابلہ کرنے کی خود ہی ٹھانی ہوئی تھی۔اب آخری صفحات تھے.. لکھائی دیکھ کر صاف پتہ لگتا تھا کہ لکھنے والے کی بینائی اور یادداشت اب کافی کمزور ہو گئی ہے..ایک ہی دعا بار بار لکھی گئی تھی.. بہت چھوٹی چھوٹی تفصیلات بھی لکھی گئیں تھیں جو عموماً زبانی یاد کی جا سکتی ہیں۔ لفظ ٹیڑھے میڑھے اور سیاہی ہلکی ہوتی جا رہی تھی۔مجھے یاد ہے کہ جب اماں کا انتقال ہوا تھا تو میں بیرون ملک تھا .. میرا بزنس ٹور معینہ مدت سے لمبا ہو گیا تھا اور میں تدفین کے بعد گھر پہنچ سکا تھا.. یہ انہی ایام کا ذکر ہے.. اماں نے ہر صفحے پر ایک ہی دعا لکھی ہوئی تھی..سفر سے واپسی کی دعا، اگلا صفحہ ، پھر وہی دعا ، اس سے اگلے صفحے پر بھی سفر واپسی کی دعا۔اس سے اگلا صفحہ خالی تھا..یہ اماں کے وصال کا دن تھا اور میں شاید اب تک سفر میں تھا.....

میں وہیں بیٹھ گیا۔اس ڈائیری میں گویا اماں نے میری پوری زندگی لکھ ڈالی تھی.. اپنی سمجھ اپنی طاقت کے مطابق وہ کب سے میرے آسیبوں سے لڑ رہی تھیں اور مجھے علم ہی نہیں تھا۔میرے گرم آنسوؤں سے نیلی سیاہی دھل کر نیچے گرنے لگی..میرے سامنے کھڑا میرا ننھا پوتا آنکھیں ملتے ہوئے حیرت سے مجھے دیکھ رہا تھا..میں نے اسکو اپنی گود میں بٹھا لیا..اسکے ہاتھ میں ڈائیری تھما دی..وہ کھیل کھیل میں ایک صفحے پر جا کر رک گیا..دادا ابا یہ پڑھ کر سنائیں..اس پر لکھا تھا.."سکون قلب کی دعا"۔گویا اماں کو معلوم تھا کہ مجھے ایک دن بے چینی کے آسیب سے لڑنے کی ضرورت بھی پڑے گی..میں انگلی رکھ کر بچوں کی طرح اونچی آواز میں لفظ لفظ پڑھنے لگا...(ندا ایلی)

نو ماہ

"جی اجمل بیٹا آجکل کیا مصروفیت ہے ؟ نظر ہی نہیں آتے ہو؟" کچھ نہیں خالہ بس اللہ کے کرم سے دوسرا مہنیہ چل رہا ہے تو بس ..ارے ہا ہا ہا ہا ..بڑی اور چھوٹی خالہ کی بے اختیار ہنسی چھوٹ گئی ..دوسرا مہینہ ہو گا خیر سے تمہاری بیگم کا ..تمہارا کیسے ؟ "بنتا ہے نہ خالہ ..پہلے مہینے سے نوواں مہینہ میرا بھی تو بنتا ہے ..اسکے کھانے پینے ، گوشت ، پھل نیند ، غصہ ، دکھ ، درد ، ڈاکٹر ، دوائی ، اٹھنے بیٹھنے ، سیڑھیاں چڑھنے اترنے ، پڑھائی لکھائی ہر چیز میں خود کو ان نو مہینوں میں اسکی ضرورتوں کے مطابق پوری طرح ڈھال لینا ، میرا بھی ایک سفر ہے ..کہ اس دوران ماں حساس ہوتی ہے ..وہ ان لمحوں میں برتنے والی چھوٹی سی زیادتی ، چھوٹی سے سختی ، ہمیشہ یاد رکھتی ہے .. اسے توجہ اور پیار کی ضرورت ہوتی ہے..جو ایک شوہر سے بہتر اسے کوئی مہیا نہیں کر سکتا" اجمل تو یہ کہہ کر خاموش ہوگیا .. لیکن بڑی اور چھوٹی خالہ نے چور اکھیوں سے ایک دوسرے کو دیکھا..کہ برسوں پہلے ،ماں بننے کے عمل کے دوران ، ان پر جو کچھ بیتی تھی ، آج بھی ایک تازہ منظر کی طرح ، کبھی کبھی ان کے آنکھوں کے سامنے آ جایا کرتا تھا ..ایسے میں ، اپنی آنکھوں کے بھیگے کونے ، وہ کسی ایسے ہی کھوکھلے بلند قہقہے کی گونج میں چھپا لیا کرتی تھیں..(ندا ایلی)

بہت بھوک لگی ہے

ہماری رات کو ہی لڑائی ہوئی .. گرما گرمی دونوں جانب سے تھی .. غصہ تھا لہذا کہا سنی بھی دونوں جانب سے ہوئی اور غلطی بھی دونوں جانب سے ..صبح ہونے کو آئی ..میں جلدی اٹھا اور اسے اٹھائے بغیر ہی دفتر کے لئے چل دیا ..تمام دن اس کا خیال آتا رہا اور شاید اسکو بھی میرا .لیکن کسی جانب سے کوئی فون کوئی میسج نہ گیا ..رات میں بوجھل قدموں سے گھر پہنچا .. پریشانی میں سارا دن کچھ نہ کھایا تھا .اور اب بہت بھوک لگی تھی..گھر پہنچا تو اسکا موڈ ابھی تک آف تھا۔ میں نے ہی پہل کی .." درزی کپڑے دے گیا تھا ؟" "پنکھے سے آواز آنا کچھ کم ہوئی؟" "پیمپر ابھی ہیں یا ختم ہو گئے؟" کسی سوال کا کوئی جواب نہ آیا ..آخر کرسی پر بیٹھ کر یونہی بے اختیار میرے منہ سے نکلا "صبح سے کچھ نہیں کھایا ، بہت بھوک لگی ہے" ..یہ سننا تھا کہ بیگم کچھ جتائے کچھ کہے بغیر کچن میں چلی گئی..
تھوڑی ہی دیر میں گرم گرم روٹی اور مزیدار سالن میرے سامنے آ گیا..کھانا رکھ کر وہ خاموشی سے کچھ فاصلے پر بیٹھ کر اپنا فون دیکھنے لگی..
لقمہ لقمہ منہ میں ڈالتے میں کن اکھیوں سے اس کی طرف دیکھتا رہا..عورت ماں ہو یا بیوی ..سامنے والے پر کتنا ہی غصہ ہو..لیکن اسے بھوکا نہیں دیکھ سکتی...میں نے اچھے گھر کے کھانے جیسی عظیم نعمت پر رب کا شکریہ ادا کیا ..اور اب بیگم کو کیسے منانا ہے اسکی ترکیب سوچنے لگا ..(ندا ایلی)

بہن بھائی

بہت بڑے ہو گئے تھے اب ہم سب بہن بھائی ...اپنی اپنی جوبز اپنا اپنا کام اپنی اپنی زندگی ...مصروفیت اتنی کہ کبھی کبھی سال میں صرف عید کے دن ملاقات ہو پاتی..لیکن عجب بات سنیے کہ کسی اختلاف، کوئی کمزور لمحہ ، کوئی مشکل وقت ..ہم نے ایک دوسرے کو ایک دوسرے کی سپورٹ کرتے پایا .اس کی کیا وجہ ہے ؟ اسکی وجہ یہ ہے کہ بہن بھائی ایک چھت کے نیچے ایک جیسے ماحول میں پل بڑھ کر جوان ہوتے ہیں..وہ ایک دوسرے کو پیش آنے والی مشکلات اور ایک دوسرے کے مزاج سے خوب آشنا ہوتے ہیں ..چنانچہ وہ اس سخت صورتحال میں ایک دوسرے کو جج نہیں کرتے ..بلکہ اس لمحے میں ایک بھائی سے پیدا ہونے والے خلا کو ، دوسرا بھائی آ کر بھر دیتا ہے ..وہ اسکا لرزتا ہوا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے..سامنے والے فریق سے اپنی بہن/ بھائی کے behalf پر معافی مانگ لیتا ہے...
اگر ماں اور باپ درخت کی جڑ اور تنا ہیں تو بہن بھائی اس کی مضبوط شاخیں ہیں ..ہوا کسی بھی جانب سے آئے ..وہ اسے مخالف ہونے ہی نہیں دیتے ..وہ ایک دوسرے کو تھام کر رکھتے ہیں...(ندا ایلی)

واٹر گن

وہ کچن میں ہانڈی چڑھا کر ابھی باہر آئی ہی تھی کہ گھر کے مختلف کونوں سے اسے آواز آنے لگی..ننھے نے پھر سے پانی گرا دیا ہے...دیکھو دیکھو پھر سے آٹا مٹھی میں بھر کر کے آیا ہے ..وہ دیکھو لپ سٹک دیوار پر لگا رہا ہے..پکڑو پکڑو واٹر گن سے چادر گیلی کر رہا ہے..وہ ان سب آوازوں کے شور سے گھبرا کر ننھے کو پکڑنے کے لئے بھاگی ..لیکن اماں کے ان الفاظ نے جیسے اس کے قدم پکڑ لئے.."بیٹا دیواروں کو رنگین ، فرش کو گیلا ، چیزوں کو بکھر جانے دو..اور پھر ان لمحوں کو کیمرے کی آنکھ میں محفوظ کر لو..کہ تمہاری پلک جھپکنے میں ہی...یہ بچے بڑے ہو جائیں گے..یہ قاعدے کے مطابق چلنے لگیں گے..پھر وہ سمٹا صاف ستھرا گھر ، سفید دیواریں ، خشک تکیے تمہیں کاٹ کھانے کو دوڑیں گے...تم پورے کمرے میں اک واٹر گن چلاتے شرارتی بچے کو ڈھونڈو گی..کوئی کام نہ ہوتے ہوئے بھی تھک جاؤ گی۔" وہ اماں کی بات سن کر مسکرا دی اور کیمرے سے ننھے کی وڈیو بنانے لگی

(ندا ایلی)

وکٹری

میں اس دن دیر سے گھر پہنچا تھا دوستوں سے ساتھ ڈنر کا پلان تھا...دوست بھی کالج کے پرانے اور جگری دوست.اکثر ہی ہفتے والے دن ایسا پلان بن جایا کرتا تھا..جب کمرے میں پہنچا تو وہ بچوں کو سلاتے سلاتے سو چکی تھی..اک طرف اس کی چائے ٹھنڈی ہو چکی تھی تو دوسری طرف اک پرانے البم کے پتے بکھرے ہوئےتھے..میں نے تجسس سے وہ البم اٹھایا اور دیکھنے لگا..ورق ورق پلٹتے ہوئے جیسے مجھے اپنی بیگم کی زندگی کے اک پرانے باب کا پتہ لگا..اس البم پر سکول کالج کی دوستوں کے ساتھ بے حد معصوم اور خوبصورت تصاویر تھیں..کبھی جھولہ جھولتے ہوئے..کبھی آم اور امبیاں کھاتے ہوئے .کبھی کسی سکول ٹرپ ..کبھی کسی کالج فنکشن کی تصویر..دوستوں کے ساتھ بے تحاشہ قہقہے لگاتے ہوئے..پانی میں کشتی دوڑاتے ہوئے..کبھی تقریر کرتے ہوئے ..کبھی شیکسپیئر کے کسی ڈرامے کا کوئی کردار نبھاتے ہوئے..

میں نے چونک کر ان تصاویر سے بالکل ہی الگ..شکن آلود کپڑوں میں ملبوس تھکان سے نڈھال اپنی بیگم کی طرف دیکھا..جس کی زندگی اب بچے کے فیڈر ، پیمپر اور کچن کے گرد گھومتی تھی..آخر اس کی بھی تو کوئی سہیلیاں ہونگی..اس کی بھی تو شادی سے پہلے کوئی سوشل لائف ہو گی..البم دیکھتے دیکھتے میری نظریں ایک تصویر پہ جا کر رک گئیں..جس میں چار سہیلیاں..ایک ہاتھ کندھے پر اور دوسرے ہاتھ سے وکٹری کا نشان بناتے ہوئے سامنے دیکھ رہی تھیں..ان میں ایک میری بیگم بھی تھی..مجھے نہیں لگتا..ان وکٹری کا نشان بنائے بے حد خوش لڑکیوں کو آگے آنے والی زندگی میں کوئی وکٹری یا خوشی مل پائی..یہ لڑکیاں ابھی تک دوڑ رہی ہیں...(ندا ایلی)

مہندی
عید کے دوسرے دن کی دعوت تھی جب میری مسسز نے ہماری بیٹی اور داماد کو دعوت پر بلایا تھا ..ساڑھے آٹھ بجے وہ لوگ پہنچ چکے تھے..ماشا اللہ دونوں ہی بہت اچھے لگ رہے تھے ..
بچوں کے ساتھ گہما گہمی جاری تھی جب میں نے اپنی بیٹی کے ہاتھ دیکھے..ان پر مہندی لگی تھی نہ چوڑیاں..یہ کیا ؟ میں نے اس سے پوچھا..بس ابو مہندی کیسے لگاتی کہ بچوں کو سنبھالنا ہوتا ہے اور یقین مانئے کہ چوڑیاں تو یاد ہی نہ رہیں بس بچوں کے لئے کیا لینا ہے یہی یاد رہا...یہ سن کر میرے قدم بے ساختہ اپنی الماری کی جانب بڑھے ..گو کہ اب میری بیٹی شادی شدہ اور خودمختار ہو چکی تھی.لیکن نجانے اب بھی کیوں چاند رات یا اس سے ایک دن پہلے میں مختلف رنگوں کی چوڑیاں اور مہندی لا کر اپنی الماری میں رکھ لیتا تھا..جیسے کہ ہمیشہ بچپن سے کرتا آیا تھا..میں نے وہ چیزیں لیں..اور اپنی بیٹی کو تھما دیں..اس سے بچے پکڑے اور اس کو کہا مہندی لگا لو...وہ ایک دم وہی ننھی چودہ پندرہ سال کی میری گڑیا کی طرح مہندی دیکھ کر بے تاب ہوگئی اور کوئی ڈیزائن بنانے لگی..
ابھی کھانا پروسنے میں کچھ وقت تھا..جب میں نے اسے دور سے مہندی لگاتے دیکھا..کہ شادی کے بعد بیٹیاں کب دھیرے دھیرے اپنے تمام مشاغل اور وہ ہر چیز کرنا چھوڑ دیتی ہیں جس سے ان کی ذات کو خوشی ملتی ہے، پتہ ہی نہیں لگتا...(ندا ایلی)

تربیت

اسکا بچہ بہت شرارت کرتا ہے..سب ماں کی تربیت ہے .اسکا بچہ بہت بولتا ہے سب ماں کی تربیت ہے ..اسکا بچہ تو چیزیں توڑ دیتا ہے..نجانے ماں نے کیسی تربیت کی ہے..اسکا بچہ تو چیخیں مارتا ہے نجانے ماں کہاں ہوتی ہے؟
یاد رکھیے ، اگر آپ ایک گھر میں اکھٹے رہتے ہیں تو ایک بچے کی تربیت میں ماں کے ساتھ ساتھ آپ سب کا بھی دخل ہے.گھر میں دو لوگ کیسے بات کرتے ہیں ؟ ایک دوسرے کو کیسےمخاطب کرتے ہیں ؟..ایک دوسرے کی کتنی عزت کرتے ہیں بچہ سب کچھ دیکھتا اور سیکھتا ہے.اور اگر آپ اس بچے کے ساتھ نہیں رہتے تو ایک ماں یا ایک باپ کی تربیت پر سوال اٹھانے والے آپ کوئی بھی نہیں ہیں کیونکہ آپ کو بالکل اندازہ ہی نہیں ہے کہ ایک ماں اور باپ بچے کو پالنے اور اس کی پرورش کے لئے ایک دن میں کن کن مراحل سے گزرتے ہیں (ندا ایلی)

ادھوری چائے

یہ پہلا موقع نہیں تھا کہ میری بیٹی نے اپنے ننھے بیٹے کا بچا ہوا جھوٹا کھانا کھایا تھا..میں نے کتنی ہی بار دیکھا تھا کہ وہ اس کے چھوڑے ہوئے پھل اور چاول..بستر پر بکھرے بسکٹ کے ٹکڑے..گلاس میں بچا پانی پی لیتی تھی..وہ قالین پر اس کے گرائے انگور کے دانے بھی چن کر کھا لیتی تھی..جیسے وہ بس اس کے پھیلائے ہوئے ہر معاملے کی ذمہ داری قبول کر رہی تھی..ننھے نے گھر میں خوب ادھم مچا رکھا تھا..میں ذرا سا جو کچھ بولی تو کہنے لگی کہ ماں فکر نہ کریں جو جو اس نے بکھیرا ہے سب سمیٹ کر جاؤں گی..

سرشام ہی وہ بچوں کا سامان باندھ چلی گئی..میں نے ادھر ادھر دیکھا .اسکا ایک سکارف ، فون کا چارجر ، ایک لنچ بکس اور ادھوری چائے..وہ وہیں ٹیبل پر ہی چھوڑ گئی تھی..پگلی سمجھتی ہے کہ ہم نے اسکا بکھیرا ہوا سامان سمیٹنا چھوڑ دیا ہے..میں نے اسکی چائے گرم کی اور پینے لگی...(ندا ایلی)

چائے

چائے میرے لئے کیا تھی میں بتا نہیں سکتا..مجھے یاد ہے بانو نے کہا چائے چھوڑ دو یا مجھے چھوڑ دو..اور میں نے استخارے میں "نہ" نکلوا دی تھی۔ماں نے کہا تھا چائے چھوڑ دو نیند اڑ جائے گی.. اور میں نے نیند کی گولیاں خرید لی تھیں...میرے برگر دوست نے کہا جانی آجکل قہوہ پینا فیشن ہے ..لیکن ہمیں تو وہی بیس منٹ تک چولھے پر کھولتی دودھ پتی پسند تھی..چائے میرا ہر وقت کا بہترین دوست ہے..دوست سے لڑائی ہو جائے تو چائے..دوست سے دوستی گہری ہو جائے تو چائے..ایگزام سے پہلے چائے ایگزام پاس ہونے کا celebration چائے..ایگزام پاس نہ ہونے کا دکھ تو بھی چائے....کچی سڑک کے چھوٹے ڈھابے کی چائے اور مہنگے ریستوران کی نازک پیالی کی چائے..ماں کے ہاتھ کی چائے، بیگم کے ہاتھ کی چائے..اپنے ہاتھ کی چائے..

میں اکثر سوچتا ہوں..چائے کے اجزاء تو ایک ہی ہیں..پھر ہر چائے کا ذائقہ کیوں جدا ہوتا ہے؟ اور پھر مجھے احساس ہوتا ہے کہ چائے بھی فنگر پرنٹس کی طرح ہوتی ہے۔ایک جیسی دکھنے والی لیکن بالکل منفرد..آپ اس سے ایک شخص کی پہچان کر سکتے ہیں..(ندا ایلی)

چھوٹا بھائی

اس کے چھوٹے بھائی کو دنیا میں آئے ابھی آٹھ ہی ماہ ہوئے تھے جب ارحم نے اس پر چیزیں اٹھا اٹھا کر پھینکی شروع کردی تھیں ..چار پانچ لوگوں کی موجودگی میں وہ اکثر ہی ننھے کو چٹکی کاٹ کر چلا جایا کرتا تھا..وہ اسکے ہاتھ سے کھلونہ اور کیلا بھی چھین لیا کرتا تھا..کھلونہ بھی اکثر ایسا جو اس کے لئے کسی اہمیت کا حامل نہیں تھا..ایسے میں جب سب لوگ چھوٹے بڑے اور بوڑھے ، اسے لڑاکا ، جیلس یا غصیلا پکارنے لگے تھے..میں نے ایک ماں ہوتے ہوئے اسے پرکھا تھا..میں نے اکثر دیکھا تھا کہ اکیلے میں وہ اپنے ننھے بھائی کو بوسہ دیا کرتا تھا اور کبھی تو بھوک سے روتے ننھے کے منہ سے فیڈر لگانے کی کوشش بھی کیا کرتا تھا ..ان پلوں میں وہ ایک ذمہ دار پیار کرنے والا بھائی بن جایا کرتا تھا ..

اس دن بھی جب وہ سب کے سامنے توجہ حاصل کرنے اور چھوٹے کو ملنے والے پیار سے اکتا کر اچانک ہی اپنے چھوٹے بھائی پر جھپٹنے لگا ..میں نے بڑھ کر اسے اپنی بانہوں میں جکڑ لیا ..میں نے اسے پیار سے دیکھا گویا کہ کہا میں سمجھتی ہوں کہ تم ابھی چھوٹے ہو ..اپنے جذبات کو بھی سمجھ نہیں پاتے..تم رو پڑتے ہو ، جھگڑا کرتے ہو چیختے ہو ..لیکن یقین جانو ..میں تمہیں سمجھتی ہوں اور میں تمہارے ساتھ ہوں...کہ جب تم بڑے ہو جاؤ گے .. تمہارا چھوٹا بھائی اپنے دل کی بات سب سے پہلے تمہیں ہی بتائے گا ..(ندا ایلی)

کھجور

آج میں ایک افطاری پر مدعو تھا ..خلاف توقع میں وقت سے کچھ پندرہ منٹ پہلے ہی پہنچ گیا تھا .. وہ ایک پر تکلف دعوت تھی .. بہت سے خانساماں دعوت کی تیاری میں جتے ہوئے تھے.. اس چارلی مونچھوں والے خانساماں پر میری نظر شروع سے ہی تھی جو بہت چابک دستی سے کھانا پروس رہا تھا..اس کی خاص بات یہ تھی کہ وہ بہت مہارت سے سلاد کی پلیٹوں پر سبزی سجا رہا تھا..وہ اپنے کام سے مخلص اور محنتی معلوم ہوتا تھا ..اس کے ماتھے پر پسینے کی چند بوندیں اور ہونٹوں پر پپڑی جمع تھی.. یقینا وہ بھی سب کے ساتھ روزہ افطار ہونے کی خوشی کے انتظار میں تھا ..ایسے میں کچھ جلدی میں ایک پلیٹ اس کے ہاتھ سے اک مہمان کے آگے جا گری..اب روزہ کھلنے میں بس دو منٹ ہی باقی تھی ..وہ دو منٹ اس مہمان نے اس چارلی مونچھوں والے خانساماں کی خوب بے عزتی کرنے میں گزارے اور اذان کی آواز سنتے ہی افطار کی دعا کر کے روزہ افطار کیا ..پھر وضو کر کے نماز کی نیت باندھ لی ...

اس تمام عرصے میں میری نظریں اس خانساماں کو ڈھونڈتی رہیں..جو نجانے کب سے کچن کے فرش پر بیٹھا اس ایک کھجور کو غور سے دیکھ رہا تھا جس میں خدا تعالیٰ نے امیر اور غریب کے لئے ایک جتنی لذت رکھی ہے ..(ندا ایلی)

سیب

آج میں نے اسکو ڈائیننگ ٹیبل پر بیٹھے بڑے سلیقے سے اپنا snack کھاتے اور اپنی اسائنمنٹ مکمل کرتے ہوئے دیکھا تھا ..وہ بہت ذمہ دار انسان لگ رہا تھا ..اسے وقت کی قدر اور ہنر کی شناخت ہو چکی تھی ۔ میرا بیٹا طلحہ اب بڑا ہو رہا تھا ..
لیکن بطور ماں نجانے کیوں میں اس ننھے منے طلحہ کو ڈھونڈ رہی تھی جو ابھی ڈائیننگ ٹیبل کے پیچھے سے بھاگتے ہوے گزرے گا کہ اسکو میرے ہاتھ میں پلیٹ میں موجود سیب نہیں کھانے ، پھر وہ مجھ سے اپنا وہ کھلونہ مانگے جو دو ہفتے پہلے ہی کہیں کھو گیا تھا لیکن اسکو نجانے کیسے آج یاد آ گیا ..وہ اپنی ننھی گاڑی کو تیز تیز دوڑاتے ہوئے اچانک میرے قریب آ کر بریک مارے گا اور پھر بے تحاشہ ہنسے گا ۔وہ بے فکری سے مجھے سے فرمائشیں کرے گا..وہ بڑے مان سے دس لوگوں میں میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے کہیں بھی کے جائے گا..سوچتے سوچتے میں مسکرا دی..
اچانک میں نے چونک کر سامنے دیکھا..طلحہ اپنا کام ختم کر کے جا چکا تھا..وہ آج بھی پلیٹ میں سیب ویسے ہی چھوڑ کر چلا گیا تھا..میں نے چاہا کہ وہ کہیں سے ہنستا بھاگتا ہوا آئے اور میں اس کے پیچھے سیب کی پلیٹ لے کر بھاگوں ..لیکن مجھے اسکی آواز آئی ، "ماں میں جا رہا ہوں رات دیر سے آؤں گا.." (ندا ایلی)

بسکٹ

کفن میں لپٹا یہ ننھا بچہ ..لگتا ہے اب بھی سانس لے رہا ہے .اس کے ہاتھ میں اک ٹوٹا پھوٹا بسکٹ ہے ..شاید ابھی وہ یہ بسکٹ دیکھ کر خوشی سے چلائے گا ..ساتھیو دیکھو میرے پاس کیا ہے.. ساتھیو دیکھو میرے پاس کیا ہے ..لیکن وہ بچہ ابھی ساکت ہے.. اس کے گال اور ماتھے کی جلد پر بہتا خون اب جم گیا ہے...اس کے ہونٹ پر پپڑی جمی ہے ..اس کی آنکھیں پتھر کی مانند بے جان ہیں..لیکن ..اس کے ہاتھ میں مضبوطی سے تھاما بسکٹ ..ابھی نیچے نہیں گرا ہے ..ابھی ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوا ہے .کہ شاید کسی پتھر کے نیچے موجود اس کی خوفزدہ ننھی بہن کو بھوک لگی ہو..اور وہ اپنے بھیا کی راہ تکتی ہو..کہ وہ کہیں سے بھاگتا ہوا آئے گا..اس بسکٹ کے دو ٹکڑے کرے گا..اور بڑا ٹکڑا اپنی ننھی بہن کو کھلائے گا..(ندا ایلی)

جنگ

جنگ میں کیا ہوتا ہے بابا ؟ بیٹا جنگ میں دو فریق آمنے سامنے ہوتے ہیں..ہتھیاروں کی نمائش ہوتی ہے ۔ ایک دوسرے کو للکارا جاتا ہے .. سرخ جھنڈے لہرائے جاتے ہیں..گھوڑے کو طیش دلایا جاتا ہے ..دھول اڑتی ہے ..برابر کا مقابلہ ہوتا ہے..

بابا کیا یہ جنگ ہے ؟ ننھے عادل نے اپنے لہولہان چہرے ، اور اپنے دونوں ہاتھوں میں مضبوطی سے تھامے بسکٹ کے آدھے ٹکڑے کو منہ میں ڈالتے ہوئے معصومیت سے پوچھا ۔جوان باپ نے لاچارگی سے اپنی زخموں سے چور اولاد کو دیکھا ..اور کچھ کہنے کے لئے لب کھولنے ہی والا تھا کہ زوردار دھماکے کی آواز آئی ..ننھا عادل ایک چھوٹے سے پتھر کی طرح اچھل کر نظروں سے اوجھل کہیں دور جا گرا...اسکا والد دیوانہ وار اسے ملبے تلے ڈھونڈتے ہوئے چیخ چیخ کر کہتا رہا.."میرے عادل ، میرا جواب تو سنتے جاتے..یہ جنگ نہیں ہے ..یہ ظلم کی وہ آخری حد ہے جسے قیامت کے دن خدا کو بیان کرتے ہوئے فرشتے کی زبان بھی صدمے سے ساکن ہو جائے گی...(ندا ایلی)

غزہ کی گڑیا

کیا یہ اک گڑیا ہے۔اس کا جسم پتھر کی طرح ساکن اور برف کی طرح سرد ہے۔اس کی آنکھیں آسمان کی طرح نیلی لیکن کنکر کی مانند بے جان ہیں۔۔اور اسکی لال فراک ،جو تپش سے پھٹ گئی ہے۔۔یہ کس کی گڑیا ہے ؟ جس کے ہونٹ خشک ، جسم پر چھینٹے اور سر لہو لہان ہے ۔۔یہ کس کی گڑیا ہے جو ، سر راہ ، یونہی ، سڑک پر ، ملبے تلے اوندھی پڑی ہے۔۔شاید کہہ رہی ہے۔۔مجھے بہت دور ، کسی ایسی جگہ لے جاؤ ، جہاں شیر ، بھالو ، ہاتھی مل کر نظام چلاتے ہوں۔۔جہاں انسان نہ بستے ہوں۔۔کہ میں قیامت کے دن خدا کو بتاؤں گی۔۔میں اپنے باپ ، اپنی حاملہ ماں اور اپنے تین سالہ بھائی کے لاش سے لپٹی، بارش میں ایک ٹکڑا روٹی کے انتظار میں بیٹھی رہی لیکن پوری دنیا میں جشن مناتے انسان کو میرا درد اور میری بھوک نظر نہیں آئی۔۔(ندا ایلی)

جگہ
بیٹی سسرال جا کر شوہر کے گھر میں جگہ بنانی ہے ..ساس سسر ، نند دیور بھابھی جیٹھ کے دل میں جگہ بنانی ہے..پورے خاندان میں جگہ بنانی ہے ..سسرال کے سب سے بزرگ فرد کے دل میں جگہ بنانی ہے..
یہ جو جگہ بنانے کا خود ساختہ بوجھ آپ اپنی بیٹیوں کے سر پر رخصتی کے وقت تھوپ دیتے ہیں..اس سے اجتناب کریں..کہ یہ رشتے خلوص اور محبت سے جڑتے ہیں..محبت باہمی ہوتی ہے..اور اس کا مقناطیس دونوں جانب سے ہو تبھی دل جڑتے ہیں..دریا اس وقت تک ہی پانی بہائے گا جب تک بارش ہوتی رہے گی ..
(ندا ایلی)

ڈیوٹی
آج نائٹ ڈیوٹی تھی جب شام چھ بجے میں نے تیاری شروع کر دی تھی .. مجھے کپڑے اور اوور آل نکالتے دیکھ میرا تین سال بیٹا کتنی ہی بار پوچھ چکا تھا "ماما کہاں جا رہی ہو..ماما میں بھی ساتھ جاؤں گا" ..اسے مختلف بہانوں سے ٹالنے کے بعد آخر کار کہا کہ جاؤ بوا کے ساتھ تیار ہونے جاؤ میں تب تک انتظار کرتی ہوں.. اس جھوٹی آس پر اس نے میرا مضبوطی سے تھاما ہاتھ بڑی ہچکچاہٹ سے چھوڑ تو دیا لیکن پیچھے مڑ کر بڑی بے چارگی اور معصومیت سے کہا.."ماما میں تیار ہو کر آتا ہوں ، مجھے چھوڑ کر نہ جانا " ..یہ کہہ کر وہ بوا کے ساتھ چل دیا ..
میں بیگ اٹھائے جلدی سے گیراج میں آئی اور گاڑی سٹارٹ کر کے بھگا دی ...
عجب بات ہے کہ ہلکی ہلکی بارش سے گیلی سڑک پر گاڑی تو چل رہی تھی..لیکن میرا دل وہیں گھر میں ، اس کے کھلونوں کے بیچ ، اس سے کئے جھوٹے وعدے کی آس میں اس کے جلدی جلدی پہنے جانے والے ننھے جوتوں کے بیچ ہی رک گیا تھا..اور میری آنکھیں.. اس گیلی سڑک سے بس کچھ زیادہ.. بھیگ گئی تھیں....(ندا ایلی)

سراب

راستے کی سختی سے
راستے کی گرمی سے
یہ قدم نہیں تھکتے
یہ قدم نہیں جلتے
ایک ٹھنڈی چھاؤں جو
راستے میں آتی ہے ---
اک سراب ہے شاید
وہ زمین ٹھنڈی ہے
لیکن کیا کہیں اب کہ
اس میں جتنا چلتے ہیں
اتنا پیر جلتے ہیں
ہم تڑپ کے مرتے ہیں----(ندا ایلی)

پکوان

ایک عورت کا کھانا پکانے کا سفر کیسا ہوتا ہے ..یہ وقت کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتا ہے۔پہلے پہل اماں کے گھر میں بس بارش میں پکوڑے اور چائے بنانے تک محیط ہوتا ہے ۔ پھر جب اپنے بچے کے لئے بنانا پڑے تو نت نئے تجربے اور جب میاں کے لئے بنانا پڑے تو آہستہ آہستہ سب گر آ جاتے ہیں..پہلے پہل یو ٹیوب اور اماں کو فون کر کے اجزاء پوچھے جاتے ہیں ..پھر وہ نوبت آ جاتی ہے کہ خود یو ٹیوب چینل کھول سکتی ہے ۔کچے مصالحے نکال لینے سے لے کر بھونا ہوا سالن بنانا آ جاتا ہے..یہ سفر لمبا ضرور ہے لیکن کٹھن نہیں..(ندا ایلی)

آزاد قیدی

اس کا نام نہیں لیا ..اس کی تصویر نہیں لگائی.. اس کی پرچھائی نہیں دیکھی ، اس کا سایہ بھی قید ہے ..اس کی آواز بھی روک دی ..اس کو اپنی بات کہنے کی بھی پابندی تھی ..اس کو ہماری بات سننے کی بھی پابندی تھی...لیکن پھر بھی ..اسے بھلانے کی بجائے سب نے اسے اپنے دل پہ نقش کر لیا ..بوڑھے نے چوبیس سیڑھیاں چڑھ کر اور معذور نے کندھوں پر سفر کے اسے ووٹ ڈالا.. یہ کیسا قیدی تھا؟؟ ..یہ کیسا قیدی تھا ؟؟..جو اپنی عمر قید تو کاٹ گیا لیکن پوری قوم کو آزادی کا نسخہء سمجھا گیا..
(ندا ایلی)

انتظار

میں سن رہا تھا ، اس کی عزیز دوست نے اس کی آنکھیں پڑھ لینے کے بعد اس سے پوچھا تھا..."کیا تمہیں برا نہیں لگتا؟ اس کا دیر سے گھر آنا..تمہیں اور بچوں کو بالکل ٹائم نہ دینا ؟ کیا تم دکھی نہیں ہوتی؟" ..وہ کہنے لگی .. پہلے پہل ایسا لگتا ہے کہ بات کئے بغیر سانس بند ہو جائے گا..پھر آہستہ آہستہ احساس ہوتا ہے کہ کسی کا سانس کسی کے لئے بند نہیں ہوتا..پہلے نظر انداز کرنے کی عادت ڈالنی پڑتی ہے ...اور اس کے بعد کب کوئی سامنے ہوتے ہوئے بھی نظر نہیں آتا ، پتہ ہی نہیں لگتا" ...میں سنتا رہا ..میرا دل نجانے کب سے دھک دھک دھڑک رہا تھا ..لیکن پھر جب مجھے اس کی آواز سنائی دی کہ "معلوم ہے ..سب سے پرسکون حقیقت کیا ہے؟؟ اب میں نے اس کا انتظار کرنا چھوڑ دیا ہے..اب وہ کتنی ہی دیر سے گھر آئیں ..مجھے برا نہیں لگتا ..مجھے کچھ محسوس ہی نہیں ہوتا.." یقین جانیئے..یہ سنتے ہی میرا دھڑکتا دل جیسے یکدم رک گیا..کہ انتظار کرنے والے جب انتظار کرنا چھوڑ دیں..تو وہ محبت کا الوداعی سلام ہوتا ہے جس کے بعد وہ اپنے گھر کے دروازے ہمیشہ کے لئے بند کر لیتی ہے..پھر آپ کے رات گئے گھر آنے پر بھلے جتنے مرضی تالے اور چٹخنیاں کھل جائیں..یہ ضدی محبت کا دروازہ دوبارہ نہیں کھلتا (ندا ایلی)

بوڑھی
میرے سفید بالوں اور بوڑھی جھریوں والی جلد پر لگانے کے لئے مجھے تیل دے کر جانے والی اپنی بیٹی کو میں دور سے دیکھ رہی تھی..جوان تو اب وہ بھی نہیں رہی تھی ..میں نے اپنی دھندلی ہوتی آنکھوں سے اس کو پچاس کے پار جاتے دیکھا تھا..گویا میں نے اس میں اپنا ماضی دیکھا تھا..شاید مجھے آدھا ادھورا آج بھی یاد ہے کہ اس نے کب بالوں میں کلر لگانا شروع کر دیا تھا کہ مانگ کے نزدیک کے بالوں کی سرمئی رنگت چھپ سکے..شوہر بچوں کے لئے روٹیاں ڈالتے ڈالتے اس کی ہاتھوں کی ساخت کو تبدیل ہوتے میں نے دیکھا تھا..اب شادی میں اس کے پاس سے گزرتے لڑکے لڑکیاں بڑے رسان سے اسے "آنٹی رستہ دیجیئے گا" کہہ کر گزر جایا کرتے تھے..وہ بھی اٹھتے بیٹھتے گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے لگی تھی.. مرد ہمیشہ جوان رہتا ہے اور عورت ؟ عورت کے بارے ایسی کہاوت نہیں چونکہ عورت عمر سے پہلے ہی بوڑھی ہو جاتی ہے..
میری کنگھی چوٹی کرنے کو وہ ایک شیشہ لے آئی اور میرے پیچھے بیٹھ گئی..میں نے شیشے میں اپنا اور اسکا چہرہ دیکھا.. اور اک پل کو لگا کہ زندگی کے مختلف مراحل پر موجود یہ دو چہرے ایک ہی ہیں..جو نجانے کیسے ایک دوسرے سے اکثر ہمکلام ہو جاتے ہیں ..(ندا ایلی)

امی کی خواہش پوری کرنے کے لئے میں اس سے دوسری شادی کی اجازت طلب کر چکا تھا.. " اس کا نام شیریں ہے۔" میں نے اس سے نظریں ملائے بغیر کہا...وہ مسکرأی اور چپ ہو گئی...میں نے اس کی چپ کو اجازت کا مطلب دیا اور شیریں کو دلھن بنا کر لے آیا...

اس نے خود کو بچوں تک محدود کر لیا اور اپنے کمرے میں قید ہو گئی..مجھے نہیں یاد کہ زندگی حسین گزری یا کٹھن..

آج وہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئی تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل آئے..شیریں بھی وہیں تھی... پوچھنے لگی رو کیوں رہے ہو؟ "

"میں اس سے محبت کرتا تھا".. میں نے نظریں چراتے ہوئے جواب دیا.." اگرچہ اس نے مجھے اجازت دے دی تھی لیکن میں نے ہمیشہ اس کے چہرے پر اک تکلیف محسوس کی.."

شیریں میری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہنے لگی.." عورت کبھی اجازت نہیں دیتی...وہ محبت میں سادہ لوح ہوتی ہے۔ وہ چپ ہو جاتی ہے..اور ہر مقام پر اس کی چپ کو ہی اقرار سمجھ لیا جاتا ہے۔وہ دیکھا ان دیکھا کر دیتی ہے.. وہ بغیر خوشی کے مسکرانا بھی سیکھ لیتی ہے.. لیکن کبھی محبت بانٹنے کی اجازت نہیں دیتی۔"شیریں اٹھ کر جانے لگی..میں نے کہا، "تم اس کا دکھ سمجھتے ہوئے بھی سوتن بن کر آ گئی؟"

وہ مسکرائی اور کہنے لگی"اور تم اس سے محبت کرتے ہوئے بھی اس کا دکھ نہ سمجھ سکے.."

محبت میں نا آگاہی.. عشق میں بے خبری...میرا گناہ زیادہ سنگین تھا..میں چپ ہو گیا..

ندا ایلی

روٹی

یہ روٹی بھی بڑی دلچسپ چیز ہے ۔ نجانے اسکے گول ہونے کے پیچھے کیا لوجک ہے؟ کہ جس خاتون کے باورچی خانے سے گول روٹی نہ نکلی اسکی existence پر بھی سوال اٹھ سکتے ہیں۔۔ بچپن میں امی تو ایک دو اور تین کے دوران ہی گندھا ہوا آٹا تیار کر دیتی تھیں۔۔پھر بیلن کی بجائے دونوں ہتھیلیوں کے بیچ ہی روٹی پتلی ہو جاتی تھی۔۔تو جو خاتون بیلن کے بیچ روٹی کی پیمائش کا جائزہ لے وہ پڑوسن خالہ کے بقول نجانے خاوند اور بچے کیسے سنبھالے گی؟؟ پھر آ جاتی ہے توے کی کہانی۔۔تو جناب یہاں بھی روٹی دغہ دے جاتی ہے۔۔بجائے اسکے کہ اماں کی روٹی کی طرح پھول کر مزیدار پھلکے میں تبدیل ہو جائے۔۔ہماری روٹی تو ناراض ناراض توے پر ہی بیٹھی رہ جاتی ہے۔۔پھر اسکی جتنی مرضی خوشامد کر لو۔۔چمٹے سے آگے پیچھے گدگدی کر لو۔۔یہ نہیں پھولتی ۔۔ اور اس کے اس نہ پھولنے کے باعث گھر میں سب کا منہ پھول جاتا ہے کہ جناب آج بھی سخت روٹی۔۔تو پیاری روٹی ۔۔تم اتنی high maintenance نہ بنا کرو۔۔تھوڑی عاجزی سیکھو ۔۔ تھوڑی رنگ روپ میں گنجائش پیدا کرو تاکہ معصوم خواتین گول روٹی کے ترازو سے نکل کر مٹول بچے کے ترازو پر بھی توجہ دے سکیں ۔۔(ندا ایلی)

میں نے عمران خان سے کیا سیکھا

نہ ہی بجٹ بنانا ، نہ مہنگائی کم کرنا نہ ہی تقریریں ..بلکہ مہنگائی تو کہئے کہ شاید بڑھتی ہی گئی..میں نے عمران خان سے سیکھا کہ کیسے فائیو سٹار میں کھانا کھاتے کھاتے کچے پر پڑی چارپائی میں چوکڑی مار کر تندوری روٹی کھائی جاتی ہے..کیسے اک ناپختہ منچلا اک دور اندیش درویش میں تبدیل ہو جاتا ہے.. کیسے اپنے بچوں سے دور رہا جاتا ہے تاکہ کسی اور کے بچوں کا مستقبل روشن ہو سکے ..کیسے تلفظ کی کمزوری کے باوجود بے تحاشہ مطالعہ کر کے سکالر بنا جاتا ہے ..کیسے اسوقت بھی آخری بال کا سامنا کیا جاتا ہے جب سامنے والا کھلاڑی بیٹنگ چھوڑ کر فیلڈنگ کرنے والوں کے ساتھ جا ملے.کیسے اتنی سادگی آتی ہے کہ وزیر اعظم ہوتے ہوئے بھی کسی کا بچا ہوا کھانا کھانے میں شرم محسوس نہ کی جائے ..کیسے سادہ چپل اور دھول لگی واسکٹ پہن کر اہم شخصیات سے ہاتھ ملایا جاتا ہے..کیسے جاگتی آنکھوں سے خواب دیکھے جاتے ہیں کہ شاید سوئی قوم جاگ جائے..کیسے اک ناتجربہ کار کانپتی آواز کو ایسی مضبوط آواز میں تبدیل کیا جاتا ہے کہ آپ اپنی بات شروع کریں تو سب خاموش ہو جائیں.. کیسے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کہا جاتا ہے..

اللہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے.اور عزت کرسی پر درج نہیں ہوتی ..یہ لوگوں کے دلوں میں درج ہوتی ہے .(ندا ایلی)

زندگی خاک نہ تھی ،خاک اڑاتے گزری

اس عورت نے اپنی مہندی کا رنگ پھیکا پڑنے سے پہلے اپنے جسم پر نیل کے نشان بنتے دیکھے تو اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش کسی مہندی کا رنگ بھی نیلا ہوتا..تاکہ جب کوئی پوچھتا کہ یہ نشان کیسے ہیں تو وہ بڑی بے نیازی سے کہہ دیتی،یہ میری مہندی ہے---
اس عورت نے جب اپنے بچوں کے سامنے مار کھائی تو اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش تذلیل کرنا بھی محبت کا ایک حصہ ہوتا تاکہ جب اس کے بچے اس سے سوال کرتے تو وہ بڑی ادا سے یہ کہہ دیتی،کہ یہ تو محبت ہے---
اس عورت کو جب کئی بار دھکے دے کر گھر سے نکالا گیا تو اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش یہ سنسان گلیاں اور اجاڑ رستے بھی اس کے گھر کا ایک حصہ ہوتے تاکہ جب کوئی اس سے پوچھتا کہ تمہارا گھر کہاں ہے تو وہ بڑے نخرے سے یہ کہہ دیتی،یہی تو میرا گھر ہے---
اور جب وہ بار بار پلٹ کر پھر اسی گھر پر دستک دیتی رہی تو اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش اس گھر کے اندر اسے تلاش کرتے ،اسے ہر جگہ ڈھونڈتے ،اس کا نام لے کر روتے اس کے بچے نہ ہوتے...تاکہ وہ کہیں دور بھاگ جاتی----
کبھی موسموں کے سراب میں
کبھی بام و در کے عذاب میں
وہاں عمر ہم نے گزار دی
جہاں سانس لینا محال تھا

ندا ایلی

10 سال!!

آج اس کو عمر قید سنا دی گئی ہے ..وہ جس کا نام بچپن سے سنا تھا .. کسی اچھی خبر کے وسط میں ..کسی جذبات سے بھر پور ترانے میں..کسی امید کے الف کے ساتھ ..کسی سچی مسکراہٹ کے م کے ساتھ...وہ جو ٹرافی لئے اس ملک کی ترقی کی سڑکوں پر آگے سے آگے ہی بھاگا پھرتا تھا...آج اسے اسی ملک نے سلاخوں کے پیچھے بند کر دیا ہے..
مجھے ایسا لگتا ہے ..کہ گویا وہ سلاخوں کے پیچھے اب بھی مسکرا رہا ہے..اس کے ہاتھ میں سگار اور کوئی اچھی کتاب..اور آنکھوں میں نظر کا چشمہ ہے...یوں تو وہ کتاب کی فلاسفی میں گم ہے..لیکن کبھی کبھی ، وہ ہم ملاقات کے تمنائی ، اس کی جیل کی سلاخیں تھامے لوگوں پر اک اچٹتی سی نگاہ ڈال لیتا ہے..
جیسے کہہ رہا ہو..."واپس چلے جاؤ ..کہ میں یہیں ٹھیک ہوں..
تمہاری قسمت میں ایک قید شاہین اور اک آزاد گدھ ہی ہے ...
(ندا ایلی)

بیاہی بہن کے نام

وہ اب کچھ اجنبی سی لگنے لگی تھی۔ وہ میری بیاہی بہن جو ہر مہینے ملنے آتی تھی اب بہن کم اور رشتے دار زیادہ لگنے لگی تھی۔۔اماں اس کے آتے ہی اس کی پسندیدہ دم والی چائے چولھے پر چڑھا دیتی تھیں۔۔لیکن اماں تو اس کی شادی سے پہلے بھی ایسے ہی کرتی تھیں۔۔ابا اس کے آتے ہی اسکے غیر حل شدہ فارمز اور جاب سے متعلق پیچیدہ معاملات لے کر بیٹھ جاتے تھے۔۔لیکن ابا بھی اس کی شادی سے پہلے بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔۔مگر میں۔۔میں شاید کچھ بدل گیا تھا۔۔پہلے آتے جاتے اس کی چوٹی کھول دینے اور سر پر چپت لگا دینے کے لئے میرے بے اختیار اٹھتے ہاتھ جیسے خود ہی کچھ سوچ کر رک جایا کرتے تھے۔۔کہ جو گھر سے وداع کر دیا ہے تو اب گھر آنے پر کوئی مصنوعی شرارت بھری ضرب بھی اسکو نہ پہنچاؤں۔۔پہلے اس کے ہاتھ سے سیب کی قاشیں چھین کھانے والے یہ ہاتھ اب رات کو اس کی لاعلمی میں اس کے بیگ میں پھلوں کے پیکٹ رکھ دیتے ہیں۔۔اب اس کے چہرے پر نکلتے دانوں پر اسے چھیڑنے کی بجائے نظر انداز کر دینا تھوڑا مشکل لگتا ہے۔۔کہ پہلے کے مقابلے اب وہ ہر چھوٹی بڑی بات پر بلبلا کر روتی نہیں ہے۔۔لیکن اس کی آنکھوں کے کونے اکثر لال رہتے ہیں۔۔اور مجھے یہ لال کونے بہت دور سے نظر آ جاتے ہیں۔۔

(ندا ایلی)

پلے گروپ

میں دور سے اپنے بچے کو غور سے دیکھ رہا تھا..وہ پلے گروپ میں خوب انجوائے کر رہا تھا..وہ پر اعتماد تھا..میرے سامنے اک منظر نامہ بچھنا شروع ہو گیا..وہ یونہی رفتہ رفتہ میرے ہاتھ کے علاؤہ بھی کسی ہاتھ کو پکڑنا شروع کر دے گا..وہ جوں جوں بڑا ہوتا جائے گا وہ اپنے ارد گرد موجود لوگوں میں سے اپنے دوست چننا شروع ہو جائے گا..وہ خود مختار اور سنجیدہ ہو جائے گا..
شاید اسے مجھ سے بات کرنے کا ٹاپک میری دوائیوں کے علاؤہ کچھ نہ ملے..پھر؟ پھر کیا ہو گا؟ میں ابھی انہی سوچوں میں مقیط گھر جانے کے لئے واپس مڑا ہی تھا کہ وہ ننھے ننھے تیز قدم اٹھاتا ہوا میری ٹانگوں سے لپٹ کر بابا بابا کرنے لگا ..میں نے اسے اپنی بانہوں میں تھام لیا..چاہ کر بھی میں اسے نہیں سمجھا سکتا تھا کہ اپنی چھوٹی عمر کے باعث جس separation anxiety کا شکار وہ آج ہے اتنی عمر گزار لینے کے باوجود میں بھی اسی separation anxiety کا شکار ہوں..فرق صرف اتنا ہے کہ وہ اظہار کر سکتا ہے ..ضد کر کے میری ٹانگوں سے لپٹ سکتا ہے ..
لیکن اپنے بڑھاپے میں میں ایسا نہیں کر پاؤں گا..میں اسکی ٹانگوں سے لپٹ کر اسے نہیں روک پاؤں گا کہ ابھی اسے اپنی زندگی جینی ہے..
پھر میں اسے بڑی شدت سے اپنے سینے سے لپٹا لیتا ہوں..(ندا ایلی)

ہیرے کی انگوٹھی

لڑکی والوں نے جہیز میں کیا دیا؟ مسز خان نے چائے کے گرم گھونٹ بھرتے ہوئے پوچھا..زیتون بیگم نے ایک نظر نظریں جھکائے بیٹھی اپنی بہو کی طرف دیکھا اور کہنے لگیں...بہت دولت دی،سمجھیں اپنا سارا اکاؤنٹ ہی خالی کر دیا..اس کے ماں باپ نے اپنی جوانی سے بڑھاپے تک کی تمام داستان بس ایک تقریب میں ہمارے نام کر دی..اس کی ماں نے اسکو دودھ پلانے سے کے کر باورچی خانے میں اسکے لئے گرم گرم پراٹھے تلتے تلتے سیک لگتے ہاتھوں کی محنت ہمارے سپرد کر دی..اسکے والد نے پلے گروپ سے لے کر یونیورسٹی تک اس کے تمام سرٹیفیکٹ جمع کرانے اور اسکو امتحانات دلانے کی دوڑ دھوپ ہمارے نام کر دی..
اسکے بہن بھائیوں نے شرارت بھرے بچپن کو ایک ڈبے میں بند کیا اور اس کے اوپر لال ربن لگا کر ہماری دہلیز کے باہر رکھ گئے...جب چاہے ماں سے بالوں میں تیل کی مالش کروا لینے ،بابا سے
فرمائشیں کر لینے اور بہن بھائیوں سے گپ شپ کر لینے کی لذت کو بھلا کر اسے ہمارے درودیوار کے حوالے کر گئے... کیا بتاؤں بہن آپ کو کہ ہمیں تو اتنا کچھ مل گیا کہ گھر میں جگہ کم پڑ گئی..
تو ہم نے اپنے دل کی دروازے کھول دئیے کہ اتنی محبت صرف دل میں ہی سما سکتی ہے..یہ مفصل جواب سن کر مسز خان نے اپنی سمدھن کی دی ہوئی ہیرے کی انگوٹھی جو وہ کافی دیر سے نمایاں کرنا چاہ رہیں تھیں اتار کر اپنے بیگ میں رکھ لی....
(ندا ایلی)

پہلی اولاد

پہلی اولاد سے ایک خاص لگاؤ کیوں ہوتا ہے ..وہ کہنے لگی ..یہ سب ہے کہ خدا نے مہربانی کی اور میرا گلشن تین پھولوں سے آباد کیا ..لیکن میری پہلی اولاد ..میرا بڑا بیٹا ..گو اب سات سال کا ہو گیا ہے ..لیکن مجھے اب بھی وہی جھولے میں سونے اور نیند میں رونے والا کاکا لگتا ہے ... جس کی ایک جنبش پر میں بوکھلا کر اٹھ جایا کرتی تھی ..گو اب میں ویسی وہمی نہیں رہی..بچوں کی طبیعت و عادات کا بخوبی اندازہ ہو گیا ہے ..mood swings اور tantrums کو مینج کرنا آ گیا ہے ..لیکن میں اب بھی ، اپنے بڑے بیٹے کے لئے ..نیند میں چونک جاتی ہے ..اس کی سانس لینے کا انداز کتنی ہی دیر دیکھتی رہتی ہوں ..اس کی ایک چھینک پر اسے کئی قمیضیں پہنا دیتی ہوں..چونکہ ..پہلی اولاد ..پہلی بار ماں بننے کے احساس سے روشناس کراتی ہے ..ایک ایسا بے مثال احساس جس کا دنیا میں کوئی نعم البدل نہیں ہے ...(ندا ایلی)

وزارت بہبود آبادی

میاں بیوی میں محبت ہو یا نہ ہو،بچے مگر پھر بھی پیدا ہو جاتے ہیں---
چاہےبیس سالا لڑکی کا جسم پیلا ،انکھیں سرخ اور چہرا نیلا ہو چکا ہو،بچے مگرپھر بھی پیدا ہو جاتے ہیں--
گھر میں رات کے کھانے کے لئے آٹا ہو یا نہ ہو--بچے مگر پھر بھی پیدا ہو جاتے ہیں---
ہسپتال میں خون دینے کے لئے کوئی رشتہ دار راضی ہو یا نہ ہو،بچے مگر پھر بھی پیدا ہو جاتے ہیں--
گھر میں سونے کے لئے صرف ایک ہی کمرا موجود ہو--بچے مگر پھر بھی پیدا ہو جاتے ہیں---
بیٹے کی خواہش میں دس بیٹیاں پیدا ہو بھی چکی ہوں،بچے مگر پھر بھی پیدا ہو جاتے ہیں---
کسی ایک بچے کے بھی مستقبل کی مضبوط ضمانت موجود ہو یا نہ ہو---کسی ایک بچے کی بھی ذمہ داری اٹھانے کی قوت ہو یا نہ ہو---چاہے بچے ننگے پھریں-بھکاری بنیں یا چوری کریں--چاہے انہیں بیچنا پڑے یا مار کر مٹی میں دبانا پڑے---بچے مگر پھر بھی پیدا ہو جاتے ہیں!!

ندا ایلی

مکینک

وہ نجانے کتنی ہی دیر سے ننھے سلطان کی ٹوٹی گاڑی ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہے تھے ..اس کے انجن اور لاک کے مکینزم کو جانے بغیر ، وہ اس کے بیچ پیچ گھمائے ہی جا رہے تھے..پھر اماں نے آواز دی کہ بیٹا میرے ہیٹر کا ایک راڈ نہیں چل رہا ، تو اسکو ٹھیک کرنے چل دیئے..بالآخر میں نے بھی کوکنگ رینج میں ایک خرابی کی نشاندھی کر دی ، اور میاں جی اپنے آلات سنبھالتے ہوئے کچن میں آ پہنچے..دفتر میں افسر کی طرح بیٹھنے والے ہمارے گھر کے مرد ، گھر آتے ہی بچوں کے کار مکینک اور بڑوں کے پلمبر کیسے بن جاتے ہیں پتہ بھی نہیں چلتا..پھر وہ ، کوئی اصول سمجھے بنا ہی کوشش شروع کر دیتے ہیں..اور ان کی اس معصوم کوشش میں اللہ پاک ایسی برکت ڈالتا ہے کہ نجانے کیسے ، ننھے سلطان کی ٹوٹی گاڑی ، اماں کا پرانا ہیٹر ، اور میرا گندا کوکنگ رینج ، پھر سے کام کرنے لگتا ہے ... گویا وہ تمام دن ، بس ایک اناڑی مکینک ، ایک مخلص سپر ہیرو کا انتظار کرتے ہیں جو کچھ نہ جانتے ہوئے بھی سب جانتا ہے ..جس کی موجودگی میں لگتا ہے کہ سب بگڑے کام ٹھیک ہو جائیں گے (نداایلی)

انا

مجھے نہیں معلوم کہ روٹھنے منانے میں کسے پہل کرنی چاہئیے لیکن خدا گواہ ہے کہ ہمیشہ پہلے میں ہی مناتا تھا..چاہے چابی اس سے کھو گئی ہو، دودھ اس سے ابل کر گر گیا ہو یا شادی کی سالگرہ یہ بھولی ہو ، بات ہمیشہ میں نے ہی پہلے شروع کی..چاہے یونہی چھوٹو کی سکول بک کا پوچھ کر ، یا گڑیا کے سویٹر کا کلر پوچھ کر یا قصداً اپنا موبائل گرا کر ، دوستی ہمیشہ پہلے میں نے ہی کی..
اس دن اسنے قدرے ہچکچاہٹ سے پوچھا..ایسا کیوں ہے کہ آپ پہل کرتے ہیں..کیا آپکی انا مجروح نہیں ہوتی..؟اس نے کچھ مسکراتے ہوئے پوچھا...
معلوم نہیں کیسے یہ ہلکے پھلکے جذبات خود ہی اپنی جگہ بنا لیتے ہیں کہ پہلی گرم روٹی ، پہلا گرم اور سب سے خستہ پکوڑا اورسب سے کریمی کافی مجھے دیتے ہوئے تمہاری انا مجروح نہیں ہوتی اور پہلا پیار بھرا جملہ ، پہلی مسکراہٹ ، پہلا گلاب کا پھول تمہیں دیتے ہوئے میری انا مجروح نہیں ہوتی..یہ توازن کچھ اس طرح قائم ہے کہ زندگی کی کشتی گیلی بھی رہتی ہے .اور اندر پانی بھی نہیں آتا ...(ندا ایلی)

اماں کا ٹی وی پرانا تھا۔ ریموٹ دھکا سٹارٹ اور سکرین چھوٹی۔ ہم دونوں بھائی جب بھی ہوسٹل سے گھر آتے، اماں کے ٹی وی کا بہت مذاق اڑاتے۔اماں لاونج میں آ جایا کریں اس ڈبے میں کیا دیکھتی رہتی ہیں؟ آپ کے آٹھ بجے والے ڈرامے میں سب کا ایک ہی مسلہ ہے کہ ماہ جبیں کی شادی کب اور کس سے ہو گی؟دنیا اپ سائیڈ ڈاؤن پر پہنچ گئی اور ہمارے ڈراموں کا کلائمکس شادی ہال تک ہی ہے. ہم اپنے سیزنز کی الجھی ہوئی کہانیاں اماں کو ستانے کے لئے سناتے.اماں اپنی عینک کے شیشوں کے پیچھے چھپی گول گول آنکھوں میں حیرت لئے ہمیں دیکھتی رہتیں۔
اس دن میں اماں کے لیے ایل ای ڈی خرید کر ان کے کمرے میں لے گیا تھا,'بیٹارکو.آٹھ بجنے والے ہیں.آخری قسط آنی ہے.ماہ جبیں کی شادی رستم سے ہو رہی ہے.'اماں نے دھیرے سے کہا.نجانے ان کے لہجے میں ایسا کیا تھا کہ میں چپ ہو گیا۔مجھے اماں کے جسم اور روح پرنیل کے نشان نظر آنے لگے.اماں جو چھتیس سال کی عمر میں ہی بیوہ ہو گئی تھیں اور ہم نےجوانی میں ہی ان کو ماں سے اماں بنا دیا تھا.اماں کے اندر مجھے میرے ملک کی پینتالیس فیصد کم پڑھی لکھی،dependant، ماریں کھاتی کولھو کے بیل کی طرح کام کرتی خواتین نظر آئیں جن کی پورے دن میں یہی تفریح ہے کہ کسی طرح شام تک سب کام نمٹا کر اپنے کمرے میں چھپ کر ماہ جبیں کی شادی دیکھ سکیں...
اماں آخری قسط دیکھتی رہیں.کبھی رونے لگتیں.کبھی رستم کو ہاتھ اٹھا کر دعائیں دینا شروع کر دیتیں.میں اماں کے ساتھ بیٹھا رہا.نجانے کیوں اس دن اس ڈبے نما ٹی وی پر ماہ جبیں کی شادی کے گرد گھومتا وہ آٹھ بجے والا ڈرامہ میں نے ٹکٹکی باندھ کردیکھا۔.(نداایلی)

میں چاہتا تھا کہ میری ماں اور بیوی ایک ساتھ رہیں۔ وہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے کمروں میں کیوں نہیں رہ سکتیں؟ سسر اور دیور جیٹھ کو اپنا باپ اور بھائی کیوں نہیں مان لیتی؟ یہ اک تکلف کی دیوار کیوں ہے کہ وہ اکثر مجھے کہتی ہے کہ محسوس ہوتا ہے بس اک کمرے میں رہ رہی ہوں اک گھر میں نہیں؟ کیا وہ اب تک اس گھر کو اپنا نہیں سمجھ پائی؟ایک دن میری بہن کہنے لگی۔بھائی معلوم نہیں آپ سمجھ پائیں یا نہیں لیکن دل اور دماغ سے اپنا گھر اپنا ماں باپ تسلیم کر لینے کے باوجود ایک دوسرے گھر سے آئی لڑکی اس قسم کے کمفرٹ زون میں داخل نہیں ہو سکتی جو اسے اپنے گھر ، اپنے بہن بھائیوں اپنے ماں باپ کے ساتھ میسر تھا کہ اس میں خون کے رشتوں کی بے تکلفی اور بچپن کی ریاضت شامل تھی تو اس گھر میں عزت و شرم کی دیوار حائل ہے۔۔وہ چاہ کر بھی یہاں اس طرح چار قدم اونچی چھلانگ نہیں لگا سکتی جو وہ اپنے آنگن میں اپنے بہن بھائیوں اور ماں باپ کے سامنے لگا لیا کرتی تھی۔جوائنٹ فیملی میں دل جوائنٹ ہونے چاہئیں کمرے نہیں۔۔یہ ایسے ہی ہے کہ پانچ سال کالج میں پڑھنے کے دوران ہمیشہ اچھی سلام دعا رہے لیکن ہاؤس جاب میں ایک کمرے میں اکھٹی نائٹ ڈیوٹی کرنی پڑ جائے وہیں لڑائی کے سو بہانے کھڑے ہو جاتے ہیں ۔وجہ یہی کہ ایک دوسرے کی پرسنل سپیس میں نہ چاہتے ہوئے بھی داخل ہو جاتے ہیں۔۔کون کتنے بجے اٹھا ۔ کس نے کتنی پلیٹیں دھوئیں؟ کون سب کے بیچ دن دھاڑے سونے چلا گیا ۔۔کس کے بچوں نے کمرے میں گھس کر چیزیں توڑ دیں۔۔ان سب چھوٹی چھوٹی باتوں کے حساب کے پیچھے رشتوں کی محبت کہیں چھپتی چلی جاتی ہے۔۔پرسنل سپیس کا تعلق انسان کی اپنی سہولت سے ہے اسکا یہ مطلب بالکل نہیں کہ سسرال والوں کو ناپسند کیا یا اپنا نہیں سمجھا۔لہذا گھر کا ڈھانچہ کھڑا کرنے کی سپیس بے شک ایک ہو لیکن سانس لینے کی پرسنل سپیس سب کی الگ الگ ہونی چاہیئے۔۔(ندا ایلی)

دوست

وہ کہنے لگی..جس طرح ہڈیاں بڑھنے کی ایک عمر ہوتی ہے..اسی طرح دوست بنانے کی بھی ایک عمر ہوتی ہے ..اور وہ ہوتی ہے سٹوڈنٹ لائف ..اس دوران (نوٹس مانگنے کے علاوہ) ہم بے غرض ہو کر دوست بناتے ہیں..ہم انہی کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں جن کے ساتھ ہماری کیمسٹری میچ ہوتی ہے..ہمیں صرف ہنسی مذاق اور مستی میں دلچسپی ہوتی ہے ..اس وقت فکر معاش سے بے خبر ہم بس اچھا وقت گزارنے ، اچھا محسوس کرنے پر فوکس کرتے ہیں ..اور ایسے لمحوں میں ہمارے ساتھی ہوتے ہیں ہماری یونیورسٹی کے دوست ..

زندگی کی پریکٹل دوڑ میں شامل ہو کر کالج کنٹین کی ٹیبل پر اکھٹے سموسہ کھانے والے دوستوں کو گو ہم بہت پیچھے کہیں چھوڑ آتے ہیں..لیکن سنسان راتوں کے گہرے سپنوں میں کبھی کبھی ان کے دھندلے چہرے نظر آ جاتے ہیں..اور دل چاہتا ہے کہ خواب طویل ہو جائے..(ندا ایلی)

بہو اور بیٹی

بیاہ دینے کے بعد اسے پہلا لیکچر مل چکا تھا..بیٹا آج سے تمہارا اپنے گھر والوں کو بار بار فون کرنا بند، آج سے میں آپکی امی ، یہ آپکے پاپا، شازو آپکا چھوٹا بھائی اور سکندر آپکا بڑا بھائی ہے..وہ۔ اکثر سوچا کرتی تھی..کیا منہ سے بول دینے سے کوئی بڑا بھائی ماں یا باپ بن جاتا ہے ؟ اگر ماں جیسا رتبہ چاہئے تو ماں کی طرح ہر وقت مشکل وقت میں اپنی آغوش میں چھپا لینے کی ہمت بھی چاہئے..اگر باپ کہلوانا ہے..تو باپ جیسا مضبوط سہارا بن جانے کی قوت بھی چاہیئے..اگر بھائی کہلوانا ہے تو وقت بے وقت بہن کا ناز نخرہ ، اس کے چھوٹے موٹے کام کر دینے کی طاقت بھی چاہئیے..لیکن اگر ہر مشکل موڑ جیسے حمل ، بیماری ، امتحان ، جاب کے سلسلے میں بچوں کی نگہداشت کے لئے میکے/نانا نانی کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑے تو پھر تو اسی آنگن کے باسی ہوئے نہ آپ کے ماں ، باپ ، بہن اور بھائی...اگر بہو سے بیٹی جیسے فرائض کی توقع کرنی ہے تو اسے بیٹی جیسے حقوق بھی دینے ہونگے ...
(ندا ایلی)

بادشاہ

ہم ہر سال اس میلے سے گزرتے ہیں. میں ، میری بیگم اور ہمارا بیٹا.. اب وہ چار سال کا ہو گیا ہے... میں رفتار دھیمی رکھتا ہوں کہ اگر میری بیگم کو کچھ بھا جائے تو وہ مجھے بتا سکے.. لیکن میں نے محسوس کیا ہے وہ اکثر اظہار نہیں کر پاتی... وہ بولتے بولتے چپ ہو جاتی ہے..مجھے رکنے کا کہتے کہتے خود رک جاتی ہے.. شاید وہ فرمائش کرنے سے پہلے کئی باتیں سوچتی ہے..کیا میری محدود آمدنی میری جیب اجازت دے گی..کہیں گھر کے خرچے کا بیلنس خراب نہ ہو جائے.. کیا یہ چیز لینا ضروری بھی ہے یا نہیں.. وہ خواہش اور ضرورت کا تقابل کرنے لگتی ہے..
لیکن میرا ننھا بیٹا ابھی ضرورت اور خواہش کا تقابل کرنا نہیں جانتا.. وہ میرے سامنے خواہشات کا اظہار اس طرح کرتا ہے جیسے میں کسی سلطنت کا بادشاہ ہوں.. وہ نہیں رکتا وہ نہیں سوچتا..راستے میں نظر آتی ہر چیز کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے بابا یہ چاہیئے وہ چاہیئے..اس کی ماں اس کا دل بہلانے کی کوشش کرتی رہتی ہے کہ وہ جانتی ہے میں سارا بازار خرید کر نہیں دے سکتا...
کچھ دیر کے لئے اپنے بیٹے کی معصومیت میں کھل کر فرمائش کرنے کی ادا مجھے کسی اڑنے والے قالین پر بٹھا دیتی ہے..میں تصور کرتاہوں کہ میں اس قالین میں ایک جادوگر بادشاہ ہوں جو اپنی ملکہ اور شہزادے کو شہر کی سیر کروا رہا ہے...چند لمحوں پر مشتمل میرا یہ خوبصورت تخیل کمزور، اداس اور تنہا لمحوں میں میری بہت مدد کرتا ہے...(ندا ایلی)

ماں
آج ماں کو گزرے چھ ماہ ہو چکے ہیں..وہ اپنی بیماری کی تاب نہ لا کر ہم تین شادی شدہ بھائیوں کو چھوڑ کر چلی گئی تھی۔اب تک تو مجھے بس اس کی ہاتھ کے ناشتے اور کھانے ہی یاد آتے تھے لیکن آج جب ہم تینوں بھائیوں اور ہماری بیگمات کے بیچ گھر کے خرچے اور کچن کے چولھے کو لے کر گرما گرمی ہو گئی تو مجھے سمجھ میں آیا کہ ماں آخر کیا کرتی تھی..ماں ہمیں باندھ کر رکھتی تھی..وہ دو بھائیوں کی لڑائی کے بیچ موم بن کر جم جایا کرتی تھی..اس کی موجودگی میں کچن ہمیشہ پر رونق رہتا تھا..وہ تین کی بجائے چھ روٹیاں ڈال دیا کرتی تھی..وہ ذرا سے دودھ سے ڈھیر سارا مکھن نکال لیا کرتی تھی..وہ نجانے کیسے ہم مختلف قدوقامت رکھنے والے بھائیوں کے ایسے سویٹر بنا دیا کرتی تھی جو سب ہی پہن لیا کرتے تھے..کسی کو گھر واپسی تک رات کے 12 بج جائیں تو دوسرے سب بھائیوں سے فون کروا دیا کرتی تھی..
گویا کہ ماں ہمیں ہمارے بچپن کے پیار سے جوڑ کر رکھتی تھی..وہ پیار جو ماں باپ کے جانے کے بعد نجانے کب..آہستہ آہستہ ہمارے دلوں سے ختم ہوتا چلا جاتا ہے..(ندا ایلی)

عورت اور ترازو

سب گھر والوں کو آج ہی پتہ چلا تھا کہ وہ حاملہ ہے۔ صبح ناشتے پر بہترین اہتمام تھا۔اسکا اگلا قدم رکھنے سے پہلے اس پر دم کیا جانے لگا ..دودھ گھی دیسی مرغی سب کچھ خالص ملنے لگا..اس کا میاں چوکھٹ سے لگ کر بیٹھا رہتا کہ اسے ایک آواز نہ دینی پڑ جائے ..یونہی معلوم ہی نہ چل سکا کب نو مہینے گزر گئے..اولاد پیدا ہوئی..سب نے اسکی گود سے بچہ لے کر اسے کبھی دودھ پلایا تو کبھی شہد.. لیکن مڑ کر اسکا حال نہیں پوچھا..
کہتے ہیں کہ عورت کو اپنی زندگی کے تمام مراحل میں اپنی زچگی کے دورانیہ کا ایک اک پل یاد رہتا ہے..اس دوران لوگوں کے رویے کیسے بدلے۔وہ جاننا چاہتی ہے کہ بچے کی پیدائش سے پہلے اس کے دوران یا اس کے بعد..اس کی بطور ایک انسان قدر و قیمت اس قدر بدل کیوں جاتی ہے ؟
گزارش ہے کہ عورت کو اولاد / بیٹا / بیٹی پیدا کرنے کے ترازو میں نہ تولا جائے..کیونکہ ضروری نہیں کہ اگر وہ عورت ہے تو ہمیشہ کسی ترازو میں ہی رہے..وہ ہموار مٹی پر بھی کھڑی ہو سکتی ہے..
(ندا ایلی)

ماں کا کچن

ماں کا کچن سانجھا ہوتا ہے۔ ماں کے کچن میں دودھ ختم نہیں ہوتا..چائے کی پتی کا حساب نہیں ہوتا..ماں کے کچن میں جب چاہو واش بیسن میں جھوٹے برتن رکھ دو، جب چاہو دیسی گھی کے پراٹھے کی فرمائش کر دو..جب چاہو چوکی پر بیٹھ کر لال ڈبے میں رکھا گڑ چاٹ لو..آتے جاتے مونگ پھلی منہ میں دبا لو..ماں کبھی مڑ کر نہیں پوچھے گی کہ پنیر کہاں گیا اور کیلے کس نے کھائے؟ ماں کا کچن دو چولھے کا بھی ہو تو پورے کنبے کا سالن بنا لیتا ہے ، ماں کا تندور بالشت بھر کا بھی ہو تو دس جنوں کی روٹی بن جاتی ہے..اگر تمہیں ماں کا کچن نصیب ہے تو یقین جانو تم امیر آدمی ہو..کہ رات دو بجے بھی گھر پہنچو گے تو گھڑے کا ٹھنڈا پانی اور کپڑے میں لپٹی تازی روٹی اور لذیذ نمکین سالن ملے گا..کہ ہر ماں سونے سے پہلے اپنی مسافر اولاد کا کھانا باندھ کچن میں رکھ دیتی ہے..کہ کبھی تو نادان گھر آئے گا..اور آتے ہی کچن میں داخل ہو جائے گا..اس یقین کے ساتھ کہ ماں کبھی اولاد کو بھوکا نہیں سونے دیتی...(ندا ایلی)

111

دسمبر
بچپن میں دسمبر کا مہینہ ایک فینٹسی تھی ۔ ہم لوگ سردی میں لحاف میں گھس کر چلغوزے کھایا کرتے تھے۔شام میں آنگن میں اکثر بون فائر ہوا کرتا تھا ۔ دھوئیں میں ایک دوسرے کی آنکھوں میں پانی آتا دیکھ کر خوب ہنسا کرتے تھے ۔ ہم درختوں پر چڑھ کر امرود اور شہتوت بھی توڑا کرتے تھے۔ ہم مل کر رے ماما رے ماما گایا کرتے تھے۔
سن لو، سناتا ہوں تم کو کہانی
روٹھو نہ ہم سے او گڑیوں کی رانی
رے ماما رے ماما رے
ہم کالونی کے باغ میں چھپن چھپائی کھیلا کرتے تھے چونکہ ریڈ رائڈنگ ہڈ والا بھیڑیا ایک فرضی کردار لگا کرتا تھا.. دسمبر کی بارش اور چھٹیاں جیسے پل میں گزر جاتی تھیں...
لیکن اب محسوس ہوتا ہے ہر گزرتے سال کے ساتھ دسمبر اداس ہوتا جا رہا ہے..چلغوزے بہت مہنگے ہو گئے ہیں لیکن خون اب سستا ہے اب دسمبر میں بون فائر کی جگہ آرمی پبلک سکول میں اڑتا دھواں اور بہتے آنسو یاد آتے ہیں.اب درختوں پر چڑھ کر پھل توڑنے کی بجائے دیواروں پر چڑھ کر ہسپتال توڑے جاتے ہیں..اب کوئی گیت گنگنانے کا دل نہیں کرتا.اب بچوں کے ساتھ باغ میں چھپن چھپائی کھیلنے سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں کوئی بھیڑیا انہیں ہمیشہ کے لئے کسی کنوئیں ، نالے ، کھائی میں نہ چھپا دے چونکہ بھیڑیا اب سچ مچ آ جاتا ہے.بچپن کا پل بھر میں بیت جانے والا دسمبر اب گزارے نہیں گزرتا...
دن تو وہی اکتیس ہیں ، پھر دسمبر کیوں لمبا ہوتا جا رہا ہے؟ (ندا ایلی)

183
7
20

ابا

یہ اس وقت کی بات ہے جب ابو بہت اونچا سننے لگے تھے ..میں ان کو پکارتا تو جواب نہیں دیتے تھے .. ننھی ان سے کوئی فرمائش کرتی تو وہ گم سم اخبار پڑھتے رہتے تھے ..اماں انکو بلانے کے لئے تقریباً چیخ کر بات کرتی تھیں..کان کے ڈاکٹر سے آلہ لگوانے کے باجود کوئی خاص فرق نہیں پڑا تھا ..میں اب چڑنے لگا تھا ...اس دن میں اماں سے گلہ کرنے لگا ..میں نے کہا اب ابو سے بات کم کرتا ہوں کہ انکو آواز نہیں آتی ..اماں نے مجھے ایک نظر دیکھا ..بیٹا ..تمہارے ابو کو اب چلتے نلکے کی آواز بھی نہیں آتی ..پانی بہتا رہتا ہے ..گاڑی کے ہارن کی آواز نہیں آتی ٹریفک جام ہو جاتی ہے..ڈور بیل ..بجتی رہتی ہے کوئی دروازہ نہیں کھولتا ..لیکن ان سب چیزوں سے زندگی رکتی نہیں ..ہم دونوں ہی جانتے ہیں کہ یہ چیزیں اتنی ضروری نہیں ..تم اس لئے الجھنے لگے ہیں کہ تمہارے ابا ..اب اک آواز پر بھاگے نہیں آتے ..تم اس لئے اداس ہو کہ اب تم اپنے بکھرے ، نامکمل کام انہیں نہیں کہہ پاتے .. کہ اب تمہیں لگنے لگا ہے کہ ان کی دو فٹ دور موجود کرسی اور تمہارے بیچ فاصلہ بہت بڑھ چکا ہے ..کہ اب وہ جھک کر کرسی کے نیچے سے تمہاری ننھی گاڑی کا ٹوٹا ہویا پہیہ ڈھونڈ کر نہیں لا سکتے...

یکدم مجھے محسوس ہوا۔کہ میری بچپن کی پسندیدہ گاڑی کے تین پہیے میرے ہاتھ میں ہیں..لیکن ایک پہیہ کہیں کھو گیا ہے.. جو اب کبھی مل نہیں پائے گا..اور میری وہ گاڑی بس یونہی کھڑی رہ جائے گی....(ندا ایلی)

وہ جب بھی سسرال سے میکے آتی تھی اسے لگتا تھا کچھ نہ کچھ بدل گیا ہے... سٹنگ روم کے سوئیچ بورڈ کا تیسرا بٹن اب کام نہیں کرتا...ڈرائینگ روم کی سینٹر ٹیبل تبدیل ہو گئی ہے...کچن میں چار نئے کیبنٹ بن گئے ہیں...
چھوٹو کے بیڈ روم میں اب آئرن مین کی بجائے بیٹ مین کے وال پیپر لگے ہیں .. ابو نے کیکٹس اور ٹچ می ناٹ کے گملے اوپر ٹیرس پر رکھوا دیئے ہیں اور نیچے باغ کی کیاریوں میں گل اشرفی اور پٹونیا کے پھول لگا لئے ہیں۔اک دن اس نے ماں سے گلہ کر ہی دیا ۔ اماں میرے کمرے کو مہمان خانہ سمجھ کر اسے بھی اتنا تبدیل نہ کر دینا کہ میں پہچان ہی نہ پاؤں...اماں مسکراتے ہوئے بولیں.. تجھے محسوس بھی نہیں ہو گا کب اپنے ابا کے گھر کے ہر سوئیچ بورڈ سے انجان ہو کر تو اپنے میاں کے گھر کے ہر اک خراب بٹن ، پرانے کیبنٹ اور سوکھتے پودے کی خبر رکھنے لگے گی.. اسے پانی دینے لگے گی ..پھر تجھے کہاں یاد رہے گا کہ اس گھر میں کون سی چیز کہاں پڑی تھی..جیسے ایک مہمان خانے میں ٹھہرا کوئی مہمان جب چلا جائے تو سب بھول جاتا ہے۔اماں کی آنکھیں قدرے نم ہو گئیں..لیکن پھر بھی وہ مسکراتی رہیں..
وہ دھیرے دھیرے چلتے ہوئے اپنے کمرے میں آ گئی.....امی سے ادھار لی ہوئی لپ سٹکس ، ابو کا ڈفل بیگ اور چھوٹو کی ٹوٹے سٹوری کی ڈی وی ڈیز .. سب چیزیں اپنی جگہ پر تھیں..جیسے وہ چھوڑ کر گئی تھی...اپنے کمرے میں جگہ جگہ بکھری یادوں کو اپنے ذہن میں محفوظ کرتے ہوئے وہ خود سے بولی..نہیں اماں، آپ کے مہمان خانے میں کچھ عرصہ بیتانے والی آپ کی یہ مہمان کچھ چیزیں کبھی نہیں بھولے گی...(ندا اپلی)

پکوان

ایک عورت کا کھانا پکانے کا سفر کیسا ہوتا ہے ..یہ وقت کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتا ہے۔پہلے پہل اماں کے گھر میں بس بارش میں پکوڑے اور چائے بنانے تک محیط ہوتا ہے ۔ پھر جب اپنے بچے کے لئے بنانا پڑے تو نت نئے تجربے اور جب میاں کے لئے بنانا پڑے تو آہستہ آہستہ سب گر آ جاتے ہیں..پہلے پہل یو ٹیوب اور اماں کو فون کر کے اجزاء پوچھے جاتے ہیں ..پھر وہ نوبت آ جاتی ہے کہ خود یو ٹیوب چینل کھول سکتی ہے ۔کچے مصالحے نکال لینے سے لے کر بھونا ہوا سالن بنانا آ جاتا ہے..یہ سفر لمبا ضرور ہے لیکن کٹھن نہیں..(ندا ایلی)

ابو کا نمبر

تیزی سے گزرتی ٹریفک کو دیکھتے ہوئے اب اسکی گھبراہٹ بہت بڑھ چکی تھی کیونکہ اس کی گاڑی بیچ سڑک میں خراب ہوئی تھی اور مدد کرنے کی بجائے سب ہارن پر ہارن بجا رہے تھے۔۔وہاں کوئی ٹریفک سارجنٹ بھی نظر نہیں آ رہا تھا وہ اپنا فون بھی گھر بھول آئی تھی۔۔"باجی کسی کو فون کر کے بلا لو۔۔"ایک ضعیف سبزی والے نے اس کو مشورہ دیا۔ اس نے ایک راہگیر سے فون مانگا لیکن بوکھلاہٹ میں اسے کسی کا نمبر ہی یاد نہیں آ رہا تھا۔۔شوہر کا ۔۔بھائی کا ۔۔دوست کا۔۔لیکن ایک نمبر جیسے خود بخود اسکی انگلیوں نے ڈائل پر گھما دیا۔۔یہ ابو کا نمبر تھا ۔۔جو کسی ان مٹ نقش کی طرح اسکے دل و دماغ میں محفوظ تھا۔۔ ابو کو فون ملانے کے تقریباً بیس منٹ بعد تمام مسلہ بالکل حل ہو چکا تھا۔۔اب ابو ڈرائیونگ سیٹ پر اسکی گاڑی چل رہے تھے جب اس نے کن اکھیوں سے انکو دیکھا۔۔"ابو آپ کوئی اہم کام تو نہیں کر رہے تھے جب میں نے آپکو تکلیف دی؟" "بیٹا کوئی کام آپکی فون کال سے زیادہ اہم نہیں " ابو نے رسان سے جواب دیا ۔ وہ دور آسمان پر دھوپ تلے پھیلے بادلوں کو دیکھ کر مسکرانے لگی۔۔۔(ندا ایلی)

پلیٹ

شادی کے وقت دوستوں نے بہت چھیڑا تھا کہ جناب لو اب تم اور تمہاری بیگم جب ایک پلیٹ سے کھانا کھایا کریں گے تو ہم بہت مذاق اڑائیں گے یاد رکھنا..شادی ہوئی لیکن ایسا نہ ہوا کہ ہم دونوں ایک ہی پلیٹ سے کھائیں..کیونکہ اگر مجھے سوکھا بھنا گوشت پسند تھا تو بیگم کو شوربہ..اگر مجھے مولی پسند تھی تو بیگم کو گاجر اور اگر مجھے بھنڈی پسند تھی تو بیگم کو اچار..
اس دن دعوت پر بے حد رش تھا اور عظیم صاحب نے گھر میں اہتمام کیا تھا تو جگہ بے حد کم..کھانے کا وقت ہوا تو بیگم نے ایک بڑی پلیٹ اٹھائی..ایک طرف باربی کیو رکھا تو دوسری جانب آلو گوشت کا شوربہ ..اور پلیٹ میرے سامنے رکھ دی..نجانے کیوں مجھے بہت اچھا لگا..ہم نے نوالہ نوالہ کرتے کرتے ایک ہی پلیٹ سے پیٹ بھر کر کھانا کھایا..اس نے آلو گوشت اور میں نے باربی کیو..
اور پھر اکثر ہم گھر میں ایسے ہی کھانا کھانے لگے..اس دن مجھے شریک حیات کا معنی سمجھ میں آیا..جس کے ساتھ آپ ایک ہی پلیٹ میں اپنی پسند کا اور وہ اپنی پسند کا کھانا کھا لیں ..اور آخر میں پیٹ بھی بھر جائے اور پلیٹ بھی بالکل صاف ہو..
(ندا ایلی)

بیڈ شیٹ

پہلے پہل گاڑی میں یا تو بیگم کی پسند کی غزلیں لگتی تھیں یا میری پسند کا پنجابی میوزک..لیکن اب وہ بڑا ہو رہا تھا ..اب وہ ایک جیتے جاگتے فرد کی طرح اپنی کار سیٹ پر بیٹھا کرتا تھا.. گفتگو بدلنے لگی تھی..موضوعات ترجیحات تبدیل ہو رہی تھیں.. اب میرے اور اس کے علاؤہ "وہ" بھی ہم میں موجود رہنے لگا تھا.. پہلے پہل جو لمبے سفر پر گاڑی چائے کا ڈھابہ دیکھ کر رکا کرتی تھی..اب کبھی غبارے والے اور کبھی بلبلے والے کے پاس رک جایا کرتی تھی..اب ہم بھی سردی میں ٹھنڈی ٹھنڈی آئس کریم انجوائے کرنے لگے تھے..اب ہمیں بھی دلچسپی تھی کہ ٹوئے سٹوری میں کونسا نیا کردار آنے والا ہے اور Kipo اب کیا کرنے والی ہے..گفتگو بدل گئی تھی.کھانے میں مرچی نمک کا تناسب ، گھر میں ٹی وی چلنے کے اوقات ، کسی کو مخاطب کرنے کا انداز ، الفاظ کا چناؤ، سب تبدیل ہو چکا تھا..میں نے اس روز بیڈ کی چادر کو غور سے دیکھا..بیگم اب گہرے رنگ کی چادر بچھاتی تھی کہ اب ہماری فیملی میں شامل ننھے کردار ہمارے بچے ہماری زندگی کا حصہ تھے.وہ روز چادر پر کوئی نیا رنگ گرا دیتے تھے... وہ بیڈ کی چادر کے رنگ کی طرح ہماری زندگی کی رنگ بھی تبدیل کر رہے تھے..انسان کیسے ایک سے دو اور پھر دو سے تین ہو جاتا ہے ..وہ کیسے دیکھتے ہی دیکھتے اپنی ذات کو تقسیم کرنا سیکھ لیتا ہے..وہ کیسے پنپنا سیکھ لیتا ہے....

یکا یک ابھی ابھی بچھائی گئی نئی بیڈ شیٹ پر گڑیا نے کلرنگ کرتے ہوئے گہرا نیلا رنگ گرا دیا..میں نے چونک کر الجھن کا شکار اپنی بیگم کی جانب دیکھا..ہم کچھ دیر ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے رہے..پھر دونوں ہی کچھ سوچ کر ہنس دیئے..آج ہم نے بیڈ شیٹ تبدیل نہیں کی....(ندا ایلی)

وہ گود میں بچہ اٹھائے کمرے سے باہر نکلی تھی جب اس کے کانوں سے آواز ٹکرائی.." یہ وقت ہے اٹھنے کا" ..اسنے میز پر خالی کپ دیکھے اور خاموشی سے کچن میں جا کر اپنے لئے چائے بنانے لگی.ایک جانب سے آواز آئی.." چائے کا ٹائم ہے سب کے لیے چائے بنا دو" ..اچانک بچہ گود میں بے حد الجھنے لگا چونکہ اسنے پوٹی کر دی تھی..اسنے پیمپر تبدیل کیا تو بچہ دودھ مانگنے لگا..فیڈر اور پانی بھی ابلنے تھے..وہ اپنی چائے بھول بھال کے بچے کے لیے دودھ بنانے لگی..بچہ دودھ پیتے پیتے نیند کی آغوش میں چلا گیا..وہ اسے جھولا دینے لگی..اچانک آواز ائی." چائے ابھی تک تیار نہیں ہوئی."؟ ---

ہمارے معاشرے میں بچہ پالنے کی مشقت کو کوئی نہیں سمجھتا.. ایک عورت اگر گود میں بچہ لئے گھر میں گھوم رہی ہی تو کوئی نہیں سوچتا کہ وہ بیک وقت دو لوگوں کو سنبھالے ہوئے ہے..بچے کو عورت کے سر پر موجود دوپٹے کی طرح اس کی روزمرہ روٹین کا عام سا حصہ سمجھا جاتا ہے..جسے وہ بس by the way اٹھائے پھر رہی ہے.ہاوس وائف یا ورکنگ خواتین جو سارا دن بچے کے پیچھے بھاگ کر اس کے منہ میں نوالا ڈالتی ہیں انکو دن کے اختتام پر کہا جاتا ہے."تم کرتی ہی کیا ہو؟".اس وقت درد سے اس کا انگ انگ دکھ رہا ہوتا ہے..معاشرے سے درخواست ہے کہ چھوٹے بچے پالنے والی ماؤں کو جج نہ کریں.وہ کتنے بجے سو کر اٹھ رہی ہیں گھڑی نہ دیکھیں کہ اکثر چھوٹے بچے بیچ رات میں تین بجے اٹھ کر بیٹھ جاتے ہیں.ہمارے معاشرے میں شادی شدہ عورت اور ماں کو ایک اونچے pedestal پر بٹھا دیا جاتا ہے..اسے اس بات کا ادراک ہے کہ اسنے اپنے بچے کی ذمہ داری اٹھانی ہے لیکن اسے شیر خوار بچے کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ گھر میں موجود دیگر بڑے اور بہت بڑے بچوں کی ذمہ داری بھی سونپ دی جاتی ہے..گھر میں موجود تمام افراد کی اپنی ذمہ داری خود اٹھانے کی عادت کو normalize کریں.ننھے بچے کی ماں سے دیپیکا کی سی خوبصورتی اور روبوٹ کی سی پھرتی کی توقع نہ رکھیں..

(ندا ایلی)

رومال

میں کھانا گرم کیوں نہیں کر سکتی ؟ وہ اکثر سوچتی تھی۔۔ کیا دنیا کا کوئی حلال کام ایسا ہے جسے کرنے میں شرم محسوس کی جائے ؟ اگر میرے میاں صبح سے رات میرے اور ہمارے بچوں کے لئے محنت کر کے پسینہ بہا کر آئیں گے تو کیا میں ان کے لئے ایک گرم روٹی نہیں بناؤں گی ؟ سالن کو ابال نہیں دوں گی ؟ یہ ویسے ہی ہے کہ اگر میں کام سے تھک کر گھر آؤں تو وہ مجھے ایک کپ چائے کا بنا دیں۔۔۔ کیا ہم عورت کی عزت نفس کے لئے لڑ رہے ہیں یا کچن کے کاموں کو کمتر ثابت کرنے کے لئے لڑ رہے ہیں۔۔؟
عزت نفس کھانے میں نمک ڈالنے سے مجروح نہیں ہوتی ۔۔
عزت نفس مجروح ہوتی ہے اگر وہ کھانے میں نمک کم ہونے پر پلیٹ الٹ دیں ۔۔ عزت نفس نام لے کر چائے کا کپ مانگنے سے مجروح نہیں ہوتی ۔۔وہ مجروح ہوتی ہے اگر نام لینے کی بجائے سخت لفظ یا گالی کا استعمال کیا جائے۔۔۔
دو انسانوں نے ایک چار دیواری میں ساتھ رہنے کا وعدہ کیا ہے تو گرمی میں کسی کو تو چولھا جلانا پڑے گا اور کوئی تو سورج کی تیز روشنی میں محنت کرنے گھر سے باہر نکلے گا۔۔۔پسینہ دونوں کا ہی نکلے گا ۔۔ اور جب محبت ساتھ ہو گی تو اپنے رومال سے دوسرے کا پسینہ پونچھنے میں بخدا بہت لطف آئے گا۔۔۔۔(ندا ایلی)

گڑیا کا گھر

بیل بجی تھی جب میں نے دروازہ کھولا..وہ مسکراتے ہوئے اندر داخل ہو گئی..بچے نانا نانا کرتے میری گود میں چڑھ گئے..میں نے مڑ کر اسکی طرف دیکھا..وہ ہمیشہ اسی طرح تو آتی تھی..نیلا ہنیڈ بیگ..بچوں کے کھلونوں کا گلابی بیگ..دودھ کے ڈبے .لنچ باکسز...اسکے بکھرے بال..سب کچھ ویسا ہی تو تھا پھر وہ کیوں الگ سی دکھ رہی تھی..میں نے اسکی آنکھوں میں دیکھا تو اسنے آنکھیں چرا لیں..سارا دن یونہی بچوں کے ساتھ کھیل کود میں گزر گیا..شام ہو گئی.عموما شام چڑھتے وہ چلی جاتی تھی .اسکی امی اسکے لئے کھانا رکھ رہیں تھیں..میں نے پھر اسکی طرف دیکھا تو وہ بھی مجھے دیکھنے لگی..اسکی آنکھوں کے کونے تر تھے..جیسے وہ کہہ رہی ہو کہ بابا کچھ دیر اور رکنا چاہتی ہوں..
آج یہیں رکنا چاہتی ہوں۔
رات دس بجے امجد میاں اسے لینے آ گئے..اپنے ساتھ کیک اور پھل لائے تھے..دونوں میں کچھ دیر کھسر ہوئی..جیسے وہ اسے منا رہے ہوں ..میں دور بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا جب اسنے الوادع کہنے کے لئے میری طرف دیکھا..میں نے کوئی سوال نہ کیا..آنکھوں ہی آنکھوں میں کہا کہ جب بھی تھک جاؤ ...سستانا چاہو..کچھ کہنا چاہو..رونا چاہو..تو اس گھر کے دروازے ہمیشہ کھلے ہیں..وہ مسکرا دی..اسکے جانے کے بعد میں نے دیکھا..اپنی ننھی بیٹی کی گڑیا وہ ساتھ لے گئی تھی اور گڑیا کا گھر یہیں چھوڑ گئی تھی..
میں نے وہ گھر شیشے کی الماری میں سنبھال کر رکھ دیا...
(ندا ایلی)

سنو ..وہ جس عمر میں ہم سکول میں ٹیچر کی طرف سے ہاتھ پر پھول یا ستارے کی شبیہ گھر آ کر بڑے فخر سے اماں بابا کو دکھایا کرتے تھے...اس عمر میں فلسطینی بچوں نے اپنا نام اپنی ہتھیلی پر لکھنا شروع کر دیا ہے ..کہ اگر بمباری ہمارا جسم لہو لہولہان کر دے اور کسی صورت ہاتھ بچ جائے..تو خدارا ہمیں ہمارے نام سے پکارنا..ہماری قبر پر ہمارے نام کا کتبہ لگانا..اور ہمیں اپنے اماں بابا کے پہلو میں دفن کرنا ..چاند سے کھیلنے کی خواہش رکھنے والی اس عمر میں ..ہماری بس اتنی سی ہی خواہش ہے ...(ندا ایلی)





ساتھی

میاں بیوی کو ایک دوسرے کی سب سے زیادہ ضرورت کب ہوتی ہے؟ شادی کے سٹیج پر فوٹوگرافی کراتے ہوئے؟ مہندی کے ڈانس سٹیپ ریہرسل کرتے ہوئے ؟ شیروانی اور لہنگا میچ کرتے ہوئے؟ لڑکی /لڑکے والوں کی پسند کا کھانا اور کپڑروں کے جوڑوں کا بندوبست کرتے ہوئے؟ بالکل نہیں..میاں بیوی کو ایک دوسرے کی ضرورت زندگی کے اتار چڑھاؤ کے دوران پڑتی ہے..بیوی کو حمل کے دوران اور حمل کے بعد آنے والی تبدیلیوں کے دوران اور نئے گھر میں ایڈجسٹمنٹ کے لئے شوہر کی اور شوہر کو کاروباری معاملات، بیرونی مسائل کے دوران بیوی کے ساتھ کی ضرورت ہوتی ہے ..بچوں کی پرورش..اور بچوں کے بڑے ہو جانے اور اپنی زندگی میں خودمختار ہو جانے کے بعد ، میاں اور بیوی کو، ادھیڑ عمری میں نفسیاتی و جذباتی ساتھ کی ضرورت ہوتی ہے..اس لئے اپنے بیٹے یا بیٹی کے لئے جیون ساتھی کی تلاش کے دوران رنگ نسل ذات اور سٹیٹس دیکھنے کی بجائے ذہنی ہم آہنگی دیکھیں (ندا ایلی)

اچھی عورت

وہ شیشے کے سامنے بیٹھی تھی۔ آج اسے کسی نے کہا تھا کہ تمہارے چہرے کی لکیریں نمایاں ہو رہی ہیں دھیان رکھنا۔تمہارا شوہر نہ نوٹس کر لے۔وہ سوچ رہی تھی کہ نجانے کتنے ہی بار اسے ہی نہیں ہر عورت کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ چونکہ وہ ایک عورت ہے۔تو اسے ایک انسان کے نیچرل پروسس سے گزرنے کی اجازت نہیں۔اسے گورا اور کم عمر دکھنا ہے چاہے اس کے لئے اسے اپنی سکن ٹون سے کہیں سفید بیس لگانی پڑے۔اسے فیملی گیدرنگ میں اچھا نہیں بلکہ بہت اچھا بننا ہے۔اسے سب کے لئے کھڑے ہونا ہے اور آخر میں بیٹھنا ہے۔اسے مسکرانا ہے ۔اتنا کہ دانت نظر نہ آئیں اور اتنا کہ سب خوش مزاج سمجھیں۔اسے تمام دن بچہ بھی سنبھالنا ہے لیکن بچے کو سنبھالتے سنبھالتے اگر تھک جائے اور بچہ بے حد تنگ کرے تو بھی ماتھے پر بل نہیں لانا۔اسے دیپیکا کی طرح فٹ دکھنا ہے لیکن روٹیاں گاؤں کے چچا تندور والے سے بھی تیز لگانی ہیں۔چونکہ اسے ہر مقام پر کہا جائے گا۔ وہ تو مرد ہے انسان سے غلطی ہو ہی جاتی ہے۔اور تم تو عورت ہو ۔عورت کی فطرت میں ڈھل جانا ہے۔۔یہی ڈھالتے ڈھالتے ہم نے عورت کو ایک اونچے تخت پر بٹھا دیا ہے اور اس کے نیچے آگ لگا کر سب کو کہتے ہیں۔دیکھو کتنی صابر ہے۔تخت سے نہیں اترے گی۔اف تک نہیں کرے گی۔اچھی عورت ہے۔۔۔(ندا ایلی)

نور کے بغیر ایک سال

محفل میں خاندان کی بڑی بوڑھی خواتین کی سرگوشیوں کی آواز آ رہی تھی..جمال نے ناشتے کے دوران شائستہ کا صرف ہاتھ ہی تو مڑوڑا تھا .. کپڑے ٹھیک سے استری نہ ہونے پر وسیم نے تمام شرٹس صرف زمین پر ہی تو پھینکی تھیں..رات کھانا وقت پر تیار نہ ہونے پر باسط نے صرف shouting ہی تو کی تھی..اس میں بڑی بات کیا ہے..مرد ایسا کرتا ہی ہے..
اسی دوران ٹی وی پر ایک خاتون کی جھگڑے کے دوران سر تن سے الگ کر دینے کی خبر آتی ہے..ارے یہ تو ذہنی بیمار اور سائیکو آدمی تھا..
مسئلہ اسوقت شروع نہیں ہوا جب ہمیں یہ اندازہ ہوا کہ وہ انسان ایک سائیکو تھا .مسئلہ تو اسی وقت شروع ہو گیا تھا جب ہم نے کلائی مروڑنا ، چیخنا ، تھپڑ مارنا..چیزیں پھینکے کو مرد کے غصے کی مختلف "نارمل" اقسام قرار دے کر اپنی خواتین کو کہا کہ تھا کہ " اس میں کیا بڑی بات ہے" ..کیونکہ ہمارے ہاں جلا کر مار دینے ، گلا گھونٹ دینے ، سر تن سے جدا کر دینے ، اور سر پر گولی مار دینے سے کم کسی چیز کو "بڑی بات" نہیں سمجھا جاتا..
(ندا ایلی)

وہ کچن میں تھی جب اسنے ابا کی آواز سنی۔"ابا شاید ابھی ہی پہنچے ہیں۔" اس نے سوچا۔۔باہر نانا اور نواسے کے کھیلنے اور کھلکھلانے کی آوازیں آ رہی تھیں۔" ابھی تو ابا تھوڑی دیر بیٹھیں گے ہی۔۔میں جلدی سے یہ چاول ابال لوں کہیں گیلے نہ ہو جائیں۔۔ پھر نہانا بھی ہے۔۔۔ اور درزی کے پیسے شاید میں ڈریسنگ ٹیبل پر ہی رکھ کر بھول گئی۔۔آج شام کو پوشش والے نے بھی آنا ہے۔۔منی پلانٹ کے بالکل نیچے جو گملے رکھے ہیں وہ سوکھ رہے ہیں آج مراد کو ضرور کہوں گی۔۔۔وہ سوچ کی لہروں پر تیرتی نجانے کہاں پہنچ گئی۔۔۔۔

ابا کب کے جا چکے تھے لیکن گھر کا کونا کونا بتا رہا تھا کہ ابھی یہیں تھے۔۔۔ ان کا نواسا خوشی سے جھومتا اپنے نئے سپر ہیرو سے کھیل رہا تھا۔۔ چھوٹی گڑیا مزے لے لے کر اپنی فیورٹ آئیس کریم کھا رہی تھی۔۔۔ ڈائینگ ٹیبل پر موسم کے بہترین پھل شاپر میں بند رکھے تھے۔۔اس نے کھول کر دیکھا۔۔ ابا کو اس کی پسند آج بھی یاد تھی۔۔سفید چونسا اور انور رٹول کی خوشبو سے کمرہ مہک رہا تھا۔۔۔اور ابا جا چکے تھے۔۔۔

وہ روہانسی ہو کر وہیں بیٹھ گئی جیسے تھوڑی دیر سستانا چاہتی ہو۔۔۔شاید یہی فرق ہے ۔۔ ہم سارے کام ختم کر کے اماں ابا کو فون کرنے کا سوچتے ہیں۔۔ اور وہ صبح ہمارے ماتھے پر بوسا دیئے کوئی کام شروع نہیں کر سکتے۔۔۔

ایک لمحے کے لئےاس کا دل کیا کہ کمرے کے سنگ مرمر سے بنے شفاف مضبوط فرش کی جگہ کھلے آسمان تلے ساحل سمندر پر بکھری گیلی ریت ہوتی جس پر ابا کے دور جاتے قدموں کے نقش محفوظ ہو جاتے اور وہ ان کا تعاقب کرتے کرتے بھاگ کر ان کی انگلی پکڑ لیتی۔۔۔ (ندا اپلی)

وہ جب بھی سسرال سے میکے آتی تھی اسے لگتا تھا کچھ نہ کچھ بدل گیا ہے... سٹنگ روم کے سوئیچ بورڈ کا تیسرا بٹن اب کام نہیں کرتا...ڈرائینگ روم کی سینٹر ٹیبل تبدیل ہو گئی ہے...کچن میں چار نئے کیبنٹ بن گئے ہیں...
چھوٹو کے بیڈ روم میں اب آئرن مین کی بجائے بیٹ مین کے وال پیپر لگے ہیں .. ابو نے کیکٹس اور ٹچ می ناٹ کے گملے اوپر ٹیرس پر رکھوا دیئے ہیں اور نیچے باغ کی کیاریوں میں گل اشرفی اور پٹونیا کے پھول لگا لئے ہیں۔اک دن اس نے ماں سے گلہ کر ہی دیا ۔ اماں میرے کمرے کو مہمان خانہ سمجھ کر اسے بھی اتنا تبدیل نہ کر دینا کہ میں پہچان ہی نہ پاؤں...اماں مسکراتے ہوئے بولیں.. تجھے محسوس بھی نہیں ہو گا کب اپنے ابا کے گھر کے ہر سوئیچ بورڈ سے انجان ہو کر تو اپنے میاں کے گھر کے ہر اک خراب بٹن ، پرانے کیبنٹ اور سوکھتے پودے کی خبر رکھنے لگے گی.. اسے پانی دینے لگے گی ..پھر تجھے کہاں یاد رہے گا کہ اس گھر میں کون سی چیز کہاں پڑی تھی..جیسے ایک مہمان خانے میں ٹھہرا کوئی مہمان جب چلا جائے تو سب بھول جاتا ہے۔اماں کی آنکھیں قدرے نم ہو گئیں..لیکن پھر بھی وہ مسکراتی رہیں..
وہ دھیرے دھیرے چلتے ہوئے اپنے کمرے میں آ گئی.....امی سے ادھار لی ہوئی لپ سٹکس ، ابو کا ڈفل بیگ اور چھوٹو کی ٹوئے سٹوری کی ڈی وی ڈیز .. سب چیزیں اپنی جگہ پر تھیں..جیسے وہ چھوڑ کر گئی تھی...اپنے کمرے میں جگہ جگہ بکھری یادوں کو اپنے ذہن میں محفوظ کرتے ہوئے وہ خود سے بولی..نہیں اماں، آپ کے مہمان خانے میں کچھ عرصہ بیتانے والی آپ کی یہ مہمان کچھ چیزیں کبھی نہیں بھولے گی...(ندا ایلی)

باورچی خانہ

میری بیگم کو کھانا پکانے کا بہت شوق ہے ..شاید سب کی بیگمات کو ہوتا ہے .تو جناب ایسا نہیں ہے کہ ہر کام میں میری ہی مرضی چلے..لیکن کھانا..میری بیگم کھانا ہمیشہ میری مرضی کا بناتی ہے..وہ روزانہ صبح فون کر کے پوچھتی ہے "آج کیا پکاوں؟" ..اس کے بعد قریب دس منٹ تک ہماری گفتگو ہوتی ہے..چکنائی ، فیٹ ، تیل ، سبزی ..سب کے امتزاج کا خیال رکھا جاتا ہے..پھر کوئی چیز فائنل ہوتی ہے..اس دن اس کی امی کے گھر میں نے اسے اس قدر شوق سے قورمہ کھاتے دیکھا تو پوچھا...کیا تمہیں بھی میری طرح شوربے سے زیادہ بھنا گوشت پسند نہیں ہے ..میری خوشدامن صاحبہ کہنے لگیں..نہیں..اسکو تو ہمیشہ سے تیرتا شوربا ہی پسند ہی..ہمیشہ سے...

تمام رستہ ان کے الفاظ میرے کانوں میں گونجتے رہے..گھر پہنچ کر میں دیر تک مطالعے میں مصروف رہا..کمرے میں پہنچا تو وہ سو چکی تھی..میں نے اسکی نیم وا آنکھوں میں جھانک کر دیکھا..اپنی پسند، اپنی ضد کا وال پینٹ کلر ، پردے، ڈنر سیٹ خریدنے والی میری بیگم..کھانے کے معاملے میں کیوں ہتھیار ڈال دیتی ہے؟وہ صبح سے ہی کچن کی کمانڈر بن جاتی ہے لیکن اپنی مرضی کا کچھ نہیں پکاتی..ہر عورت ..ہر ماں...صبح سے شام اپنی مرضی کا نمک اور زیرہ کیوں نہیں ڈالتی..وہ کیوں یہی پوچھتی رہتی ہے کہ کس کو کتنا تیکھا اور کتنا میٹھا پسند ہے؟ تو گویا یہ روایت یہ کہاوت شاید ٹھیک ہو کہ مرد بہتر پکوان ہوتے ہیں لیکن یہ حقیقت کوئی نہیں بدل سکتا کہ ایک عورت سے زیادہ باورچی خانے کی رکھوالی اور اس باورچی خانے سے خوراک ملنے والوں کے دسترخوان کی نگہداشت کوئی نہیں کر سکتا ..

(ندا ایلی)

ادھوری چائے

یہ پہلا موقع نہیں تھا کہ میری بیٹی نے اپنے ننھے بیٹے کا بچا ہوا جھوٹا کھانا کھایا تھا..میں نے کتنی ہی بار دیکھا تھا کہ وہ اس کے چھوڑے ہوئے پھل اور چاول..بستر پر بکھرے بسکٹ کے ٹکڑے..گلاس میں بچا پانی پی لیتی تھی..وہ قالین پر اس کے گرائے انگور کے دانے بھی چن کر کھا لیتی تھی..جیسے وہ بس اس کے پھیلائے ہوئے ہر معاملے کی ذمہ داری قبول کر رہی تھی..ننھے نے گھر میں خوب ادھم مچا رکھا تھا..میں ذرا سا جو کچھ بولی تو کہنے لگی کہ ماں فکر نہ کریں جو جو اس نے بکھیرا ہے سب سمیٹ کر جاؤں گی..

سرشام ہی وہ بچوں کا سامان باندھ چلی گئی..میں نے ادھر ادھر دیکھا .اسکا ایک سکارف ، فون کا چارجر ، ایک لنچ بکس اور ادھوری چائے..وہ وہیں ٹیبل پر ہی چھوڑ گئی تھی..پگلی سمجھتی ہے کہ ہم نے اسکا بکھیرا ہوا سامان سمیٹنا چھوڑ دیا ہے..میں نے اسکی چائے گرم کی اور پینے لگی...(ندا ایلی)

مجھے یاد ہے،آئی سی یو میں جب اللہ کی مرضی سے مریض کی آخری سانسیں دیکھنے اور دل کی سیدھی پٹی نکالنے کے بعد ہم ان کے لواحقین کو رحلت کی خبر سناتے تھے تو اپنے لہجے کا کھوکھلہ پن پوری رات ساتھ رہتا تھا۔ ڈاکٹر کی اس کشمکش کو کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ڈیتھ سرٹیفیکٹ(ڈی سی)نامی کتنے ہی کاغذ کے ٹکڑوں پر اپنا نام لکھااور لواحقین کے انگھوٹوں کے نشانات لگوائے۔ گھر واپسی کے رستے پر ایک ایک چہرہ آنکھوں کے سامنے آ جایا کرتا تھا۔"گردے فیل ہونے کے باعث فوت ہو جانے والی ننھی بچی کے ابو جی کا ہاتھ ڈی سی پر سائن کرتے ہوئے کانپ رہا تھا۔"جوان حاملہ خاتون جو چل بسی،اس کی نوزائیدہ بچی نرسری کے شیشے میں اس بات سے بے خبر آنکھیں بند کئے سو رہی تھی"۔۔"گندم کی گولی کھا کر آئے اس نوجوان کی آنکھوں سے وصال کے وقت آنسو گر رہے تھے"۔۔کتنی کہانیاں۔۔کتنی چیخیں اور کتنے آنسو لے کر ایک ایمرجنسی کرنے والا ڈاکٹر گھر پہنچتا ہے۔ایک انجانا سا guilt ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا ہے کہ اگر اس طرح سے مینیج کرتا تو یہ نتیجہ رہتا اور کیا میں نے اپنی پوری کوشش کی؟"

یہی ڈاکٹر گھر پہنچ کر دروازے پر کھڑی اپنی ننھی بیٹی کو اس کے فیورٹ کارٹون کیریکٹر کی آواز میں خوش آمدید کہتا ہے۔۔یہ اچانک رول چینجنگ۔۔ایک ڈاکٹر سے ماں/ باپ/ بیٹا/بیٹی کی فیز میں آناآسان کام نہیں ہے۔۔پنکھے کی ہوا سے اڑتے ڈیتھ سرٹیفیکیٹ پراپنے جیتے جاگتے ہاتھوں سے سائن کرنا آسان کام نہیں ہے۔۔۔(ندااپلی)

پچیس سال

آج سے پچیس سال پہلے جب میرے گھر بیٹی پیدا ہوئی تھی تو میں بہت خوش تھا۔میں نے ہر قدم پر اس کو ایک بہترین زندگی دینے کی بہت کوشش کی۔میں نے بہت محنت کی۔اسے اچھے سے اچھے سکول میں داخل کرایا۔کھانے پینے اور لباس میں اس کی پسند کو ہمیشہ مد نظر رکھا۔امتحان کے دنوں میں راتوں کو اس کے ساتھ جاگا۔میں جوانی میں بہت لڑاکا تھا لیکن اس کی خاطر میں نے لوگوں سے لڑنا چھوڑ دیا۔میں بالکل بدل گیا۔اور آج کچھ لوگ جب اسے پرکھنے آئے تو انہوں نے مجھ سے ان پچیس سالوں کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا۔انہوں نے فقط ایک سوال پوچھا،"کیا آپ کی بیٹی کو روٹی پکانا آتی ہے۔؟"
گو میں نے لڑائی جھگڑا چھوڑ دیا تھا مگر میں خود پر قابو نہ رکھ سکا۔میری آواز اونچی ہونے ہی والی تھی کہ میری بیگم نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور دھیمے لہجے میں بولی،"جی ہاں یہ سارا ناشتہ میری بیٹی نے ہی بنایا ہے۔"
ان پچیس سالوں کی محنت اور مشقت کے مقابلے میں میرے سامنے رکھے مہنگے برتن میں موجود کبابوں کی رنگت اور ذائقہ زیادہ اہم ثابت ہوا۔

ندا ایلی

میرے لوگ!

پاکستانی قوم بہت مختلف ہے...
ہم کنجوس اتنے کہ ٹوتھ پیسٹ سے لے کر شیمپو کا آخری قطرہ تک استعمال کر لیں،لیکن ہم دریا دل اتنے ہیں کہ ملک کو ڈیم کی ضرورت ہو تو اپنی ساری جمع پونجی جمع کرا دیں...
ہم غصہ ور اتنے کہ گاڑی کو ذرا سی ٹکر لگ جائے تو گریبان پکڑ لیں لیکن ہمدرد اتنے کہ کسی کی گاڑی خراب ہو جائے تو دھکا دینے کو دس آدمی جمع ہو جائیں...
ہم گرم مزاج اتنے کہ پڑوسی کے بچے کی بال ہمارے گھر آ جائے تو واپس نہ کریں لیکن ہم نرم مزاج اتنے کہ کچھ دن اس کے گھر سے آواز نہ آئے تو خیریت پوچھنے چل دیں...
ہم کمزور دل اتنے کہ اپنے بچے کو باہر گلی میں نہ نکلنے دیں، لیکن ہم بہادر اتنے کہ ضرورت پڑنے پر اپنے بچوں کو سرحد کی حفاظت کے لیے بھیج دیں..
ہمارا ڑیڑھی والا گوگل میپ سے اچھا راستہ سمجھا دیتا ہے۔
ہمارا انڈا شامی زنگر سے زیادہ لذیز ہوتا ہے اور ہماری چولھے والی چائے لپٹن سے زیادہ تیز!!
ہمارے "تو" میں پیار ہوتا ہے اور ہمارے "آپ" میں عزت

اسی لئے دنیا کے کسی بھی سیدھی سڑکوں والے ملک میں چلے جاؤ،اپنے ملک کی ٹیڑھی میڑھی گلیاں بہت یاد آتی ہیں!!

ندا اہلی



NidaEily

@EilyNida

جس دن ہم میں اتنا ظرف پیدا ہو گیا کہ ہم اپنے اوپر کوڑا پھینکنے والے کی تیمار داری کے لیے پہنچ جائیں اس دن اپنے اپنے دل کی سچائی کھول کر دکھائیں گے.. فی الحال ہم نے اس مقام پر پہنچنے کے لئے رائ کے دانے برابر بھی سفر طہ نہیں کیا...

چھوٹی بہن

وہ گھر میں سب سے چھوٹی تھی اور ہر وقت بھیا بھیا کرتی رہتی تھی۔۔
وہ نادان تھی۔
ہم اس کو کوئی اہم بات نہیں بتاتے تھے۔۔۔
کسی بڑے فیصلے میں شامل نہیں کرتے تھے۔۔۔
مگر۔۔۔
آیس کریم کا فلیور کونسا ہونا چاہیے؟۔۔
بارش میں پکوڑے کھانے چاہئیں یا چاٹ؟۔۔
سکوبی ڈو دیکھنے ہیں یا ٹوم اینڈ جیری ؟۔۔۔
ان سب کا فیصلہ ضد کر کے وہی کرتی تھی۔۔۔
اب اس کی شادی کو تین سال گزر چکے ہیں۔۔۔
بڑے بڑے فیصلے تو ہم اب بھی بڑی آ سانی سے کر لیتے ہیں مگر چھوٹی چھوٹی باتوں کے لئے ہمیں اسے ڈھونڈنا پڑتا ہے۔۔۔
اب پکوڑوں اور چاٹ کا ذائقہ ایک سا لگتا ہے۔
اب بارش برس کر خشک بھی ہو جائے تو گھر میں کسی کو پتا نہیں چلتا۔۔۔

ندا ایلی

عکس

وہ کچن میں کھانا پکاتے ہوئے سوچ رہی تھی کہ وہ کیا کیا پیچھے چھوڑ آئی؟
گھر،ماں باپ ،بہن بھائی،محلہ،کزنز،دوست احباب، جاب،اپنا ڈریسنگ سٹائل،اپنی پسند کے جوتے،اپنی مرضی،اپنی سوچ یا شاید اپنی شخصیت...
وہ سالن کے ابلتے پانی میں اپنے عکس کو حیرت سے دیکھنے لگی۔اس نے خود کو تھپکی دی اور کہا،"واہ اس کا مطلب ہے کہ انسان چاہے تو خود کو کتنا بدل سکتا ہے؟"
اس نے سالن کا پیالہ میز پر رکھا اور واپس جانے کے لئے مڑی تو ایک آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی،
"بیٹا،ایسا سالن آپ کے ہاں بنتا ہے لیکن ہمارے ہاں سالن میں اتنا پانی نہیں چھوڑا جاتا۔آیندہ احتیاط کرنا۔"
اس نے سالن کو دوبارہ چولھے پر رکھا اور بھوننا شروع کر دیا۔ رفتہ رفتہ پانی پر بنتا اس کا عکس غائب ہونے لگا...

ندا ایلی

انتقال

کل میرا انتقال ہوگیا۔۔
وہ لوگ جو دعوت دینے پر گھر نہیں آتے تھے، تعزیت کرنے کے لئے گھر آتے رہے۔
وہ لوگ جنہوں نے زندگی میں کبھی مجھ سے بات نہیں کی تھی،مجھے خوش گفتار کہتے رہے۔۔
وہ لوگ جو میرے سلام کا جواب بھی نہیں دیتے تھے،مجھے خوش اخلاق کہتے رہے۔۔۔
وہ لوگ جو اکثر میری غیبت کرتے رہتے تھے،میری تعریف میں نظم کہتے رہے۔۔
وہ جو مجھے پہچاننے سے انکار کرتے تھے،مجھے اپنا یار کہتے رہے۔۔
وہ لوگ جنھوں نے کبھی عید پر بھی گلے نہیں لگایا تھا،میری لاش سے لپٹ کر روتے رہے۔۔۔
وہ لوگ جو تحفے میں ہمیشہ کانٹے دیتے تھے،میری قبر پر پھول ڈالتے رہے۔۔
اور اتنی محبت دیکھ کر میں نے خود سے کہا،
"کاش تو بہت پہلے مر جاتا۔۔۔"

ندا ایلی

وہ جب ایک گھر سے دوسرے گھر کی دہلیز پار کر گئی تو جانے کب کیسے بچپن کا گلک بھی ساتھ ہی لے آئی ۔ اماں نے لاکھ سمجھایا کہ گلک ساتھ لے کر نہیں جاتے ..تمہیں کیا معلوم وہاں روزانہ کتنے سکے جمع کر پاؤ گی ؟ تم اداس رہو گی .. تمہاری آنکھیں گلک اور دل بابا کے گھر میں ہی لگا رہے گا... شاید ایسا ہی ہو رہا تھا .. ہر مہینے گلک ٹوٹ جاتا .. وقت سے پہلے ہی ٹوٹ جاتا اور اندر کچھ نہ پا کر وہ اکیلی بیٹھی گھنٹوں روتی رہتی....

ایک دن اماں نے کہا .. اب اپنا گلک تو تمہیں وہیں کی مٹی سے بنانا پڑے گا .. ہر آنگن کی مٹی جدا ہوتی ہے..یہاں کی مٹی وہاں کے جا کر بیج بو گی تو کبھی پیڑ نہیں بن پائے گا .. وہاں کا یقین بھی الگ ہو گا اور گمان بھی الگ..ہو سکتا ہے بابا کی طرح وہ روازنہ تمہارے لئے جلیبیاں نہ لا سکے۔ شاید دودھ کچھ پتلا چائے تھوڑی کالی بنے..کیا معلوم جب وہاں ہوا چلے تو سیدھے تماری کھڑکی سے تمہارے چہرے کو نہ چھو سکے ..جیسے یہاں چھو کر گزرتی ہے..شاید وہ تمہاری سالگرہ پر اک چھوٹے سے کیک پر ایک ہی موم بتی جلا سکے تو اس وقت تمہارے دل میں اپنے بابا کی تمہاری سالگرہ پر کی گئی آتش بازی کا خیال نہیں آنا چاہئیے بلکہ اس آتش بازی کے پیچھے مسکراتی ان کی آنکھیں یاد آنی چاہئیں جو تمہیں ہمیشہ خوش دیکھنا چاہتی ہیں۔

اور خوشی شاید اسی میں ہے کہ اب تم اس نئے آنگن کی مٹی کے کر ایک نیا گلک بنانا شروع کر دو ، اس کا بابا کے گلک سے موازنہ نہ کرنا ..پھر اپنے دل کی الماری میں دونوں گلگ کو اک توازن سے رکھنا سیکھ لو..وہ گلک اپنے آپ یکجا ہو جائیں گے..پھر چھن سے ٹوٹنے کی آواز کبھی نہیں آئے گی....(ندا ایلی)

آج میری بیٹی کا سکول میں پہلا دن تھا۔وہ ابھی بہت چھوٹی تھی۔مجھے سارا دن بہت پریشانی رہی۔پتہ نہیں اس نے لنچ ٹھیک سے کھایا ہو گا یا نہیں۔پتہ نہیں اس کی ٹیچر کا مزاج کیسا ہو گا؟ پتہ نہیں سکول کی آیا اس کو واش روم لے کے جائے گی یا نہیں؟میرے دماغ میں سارا دن یہی سوالات اٹھتے رہے۔شاید پہلی مرتبہ اسے خود سے دور کیا تھا اس لیے یہ بے چینی تھی۔آخر سکول سے چھٹی کا ٹائم ہو گیا۔میں وقت سے پہلے ہی وہاں موجود تھی۔میں نے اسے دور سے دیکھا۔وہ مجھے دیکھ رہی تھی۔اور جیسے وقت میرے لئے تھم گیا۔میں اس کا چہرا پڑھنے اور اس کے دل کا حال جاننے کی کوشش کرنے لگی۔میں جاننا چاہتی تھی کہ آج سب نے سکول میں اس کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔لیکن اس سے بھی زیادہ شاید میں اس کو یہ بتانا چاہتی تھی کہ اس دنیا میں،اس زندگی میں ،میں ہمیشہ اس کے ساتھ نہیں رہوں گی۔۔اس کی زندگی میں بہت سے لوگ آئیں گے۔اس کی طرف ہاتھ بڑھانے والا ہر شخص اس کا دوست نہیں ہو گا۔اس کی طرف مسکرا کر دیکھنے والا ہر شخص اس کا خیر خواہ نہیں ہو گا۔اس کی مدد کا دعویٰ کرنے والا ہر شخص اس سے مخلص نہیں ہو گا۔میں اسے بتانا چاہتی تھی کہ اسے کس طرح مضبوط بننا ہے اور آگے بڑھنا ہے۔

اب وہ بالکل میرے سامنے کھڑی تھی۔وہ کھلکھلا کر ہنس رہی تھی۔میں ابھی اس چھوٹی سی گڑیا سے اتنی مشکل باتیں نہیں کر سکتی تھی۔میں نے بڑھ کر اس کو گلے لگا لیا اور دعا کرنے لگی کہ زندگی کے ہر موڑ پر وہ مجھے یونہی کھلکھلاتی ہوئی ملے۔

ندا ایلی

نان نفقہ

جب میں گھر پہنچا تو اس نے میرے جوتے اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر کیوں نہیں رکھے..جب کہ میں اسے خرچہ دیتا ہوں؟ جب میں گھر پہنچا تو وہ سجی سنوری کیوں نہیں بیٹھی تھی جبکہ میں اسے نان نفقہ دیتا ہوں..اسکے پاؤں سے بنا پائل کے چھنکار کی آواز کیوں نہیں آتی جیسے انار کلی کے قدموں سے آیا کرتی تھی؟..میں کچھ دنوں سے خوش نہیں تھا کیونکہ اس قسم کی سوچیں میرا احاطہ کئے ہوئے تھیں..اس دن میں نے مولوی صاحب کو کہتے سنا کہ خدا نے مرد کو نگہبان بنایا ہے عورت کا حاکم نہیں..ان کا یہ جملہ میرے ذہن میں کہیں محفوظ ہو گیا..گویا میں اسے لال دوپٹہ خرید دیتا ہو لیکن وہ اس کو کب کیسے پہنے گی یہ زبردستی نہیں کر سکتا..وہ میرے جوتے ہاتھ سے نہیں اٹھاتی کوئی بات نہیں وہ میری بیوی ہے باندی نہیں..اپنے آپ کو اور اس کو آقا و غلام کے پیمانے پر رکھ کر میں نے اپنی زندگی کس قدر مشکل بنا ڈالی تھی..اس کو دیا گیا نان نفقے کا خرچہ آقا کی غلام کو دی گئی مزدوری نہیں بلکہ اس کا بنیادی حق ہے جو اللہ پاک نے اس کو میرے وصیلے سے دیا ہے....آج میں نے اس کو دور سے دیکھا..آج جو میری آنکھوں نے اسکے قدموں میں الجھی غلامی کی بیڑیاں غائب کر دیں تو میں نے جانا کہ اسکے پیر بے حد خوبصورت تھے..اور وہ اپنے من پسند نیلے دوپٹے میں بھی بہت حسین لگ رہی تھی..یہ میری ذمہ داری تھی کہ میں اسے کنیز بنا کر دیوار میں چنوا دوں یا ملکہ بنا کر محل میں لے جاؤں...

(ندا ایلی)

گول روٹی

الارم بج چکا تھا۔

اس نے جلدی جلدی بچوں کا لنچ پیک کیا اور سکول کے لیے تیار کیا۔سب کو ناشتہ بنا کے دیا۔

بچوں کو سکول ڈراپ کرتے ہوئے وہ اپنے آفس پہنچی۔واپسی پر بچوں کو پک کیا۔گھر پہنچ کر سب کو کھانا دیا۔پھر بچوں کو سلا دیا۔شام کو سکول کا ہوم ورک کرایا۔وہ کچھ وقت اپنے ساتھ گزارنا چاہتی تھی مگر اسے ٹائم نہیں ملا۔

پھر رات کا کھانا لگادیا۔مگرکھانے میں کچھ کمی تھی۔

"ورکنگ ویمن کا یہی مسلہ ہے۔روٹی گول نہیں پکا سکتیں۔" اس کی ساس اپنی ہنسی دباتے ہوئے بولیں۔

ڈاینگ ٹیبل پر سب کے قہقہوں کے بیچ سب سے بلند قہقہہ اس کا اپنا ہی تھا۔

ندا ایلی

میرے سکول کے ٹیچرز مجھے پسند نہیں کرتے تھے۔وہ مجھے سیدھی لائن بنانا سکھاتے تھے،اور میں دائرہ بنا دیا کرتا تھا۔وہ مجھے ایک ایک لفظ یاد کرنے کو کہتے تھے، لیکن میں شاعری بنا دیا کرتا تھا۔وہ مجھے سبق سنانے کو کہتے تھے،اور میں معنی بتا دیا کرتا تھا۔وہ90٪ سے اوپر والے بچوں کو لال سیکشن میں رکھتے تھےاور 90٪ سے کم والوں کو نیلے سیکشن میں۔میں نیلے سیکشن میں تھا۔ٹیچرز نے مجھے نالائق کہا، امی ابو نے جھڑکا، دوستوں نے مذاق اڑایا...لیکن مجھے اسی نیلے رنگ سے پیار ہو گیا..اس نیلے رنگ نے مجھے بتایا کہ میں نالائق نہیں ہوں۔میں مختلف ہوں۔ہر بچہ مختلف ہے۔کوی ایٹم کے خلیوں کے بیچ رہنا پسند کرتا ہے، کسی کو کیمیکلز پسند ہیں،کؤی نمبرز سے کھیلنا چاہتا ہے،کسی کو رنگوں سے پیار ہے،کؤی سیل کے بارے میں جاننا چاہتا ہے اور کوئی تیز بھاگ کر رسی کے اس پار جانا چاہتا ہے...مجھے اس نیلے رنگ نے یہ نہیں سمجھایا کہ کمرہ امتحان میں امتحان کیسے ہو گا،بلکہ یہ سمجھایا کہ زندگی میں کیسے امتحان آیں گے...آپ کے ساتھ ہنسنے والا آپ کا دوست نہیں ہو گا۔آپ کی کہانی سننے والا آپ کا خیر خواہ نہیں ہو گا۔آپ کو خود اپنا قلم اور دوات بننا ہوگا..
آج میری پینٹگز کی نمائش میں میرے سکول کے ایک ٹیچر بھی موجود تھے..انہوں نے بڑی محبت سے میری تصاویر دیکھیں...ان میں جا بجا نیلا رنگ موجود تھا...گہرے آسماں میں، بہتے پانی میں،آنکھوں کی پتلیوں میں..
جاتے ہوئے انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا۔ہماری غلطی یہ تھی کہ ہم تم بچوں کو لائن کے اندر کلر کرنا سکھاتے رہے۔ہمیں لائن کے باہر،اصل تصویر سے باہر،سفید کاغذ کی وسعتوں میں رنگ بھرنا سکھانا چاہیے تھا۔(ندا ایلی

برگر

آج میں پھر اس کے لئے چھپ کر برگر لایا تھا..نئی نویلی دلہن تھی اور نئے پاکستان میں گزارا کرنا تھا تو سب خرچے نکال کر بس ایک ہی برگر کا بجٹ بچتا تھا..باقی سب کی تو خیر تھی لیکن اماں..مجھے بس اماں کا خیال آ جاتا تھا..ہر سردی وہ میرے لئے صبح سویرے دیسی گھی کے پراٹھے بناتی ہے اور آج میں پھر اس سے چھپ کر بیگم کے لئے برگر لے کر جا رہا ہوں..میں انہی سوچوں میں گم تھا کہ سامنے سے اماں آ گئیں..میرے قدم انکو دیکھ کر یکدم رک گئے..میں نے بےاختیار میکڈونلڈ کا پیکٹ انکے سامنے رکھ دیا.."اماں یہ میں آپکے لئے لایا تھا"..اماں گہری نظروں سے مجھے دیکھ کر مسکرانے لگیں.."جاو جس کے لئے لائے ہو اسے اسی پیار سے کھلا دو"..میں حیران اور شرمندہ شرمندہ نگاہیں نیچے کئے چپ ہو گیا.."میں نے تو تجھے جنم دیا ہے"..ماں کہنے لگی.."سخت سردی میں اپنی گرم شال تجھے دی ہے اور سخت گرمی میں تیرے حصے کا سورج اپنے ماتھے پر لیا ہے..تیرے کورے دل میں ایثار کا جذبہ پیدا کیا ہے..اور وہ تیرے آنگن میں اپنی ماں کی چھاؤں اور اپنے باپ کا سایہ چھوڑ کر آ بسی ہے..تو اب تجھے اسکو بادل والا سورج بن کے دکھانا ہے..باقی تیرے میکڈونلڈ سے کہیں اچھا برگر میں کل تجھے بنا کر کھلاؤں گی ۔".ماں مسکراتے ہوئے یہ کہہ کر اپنے کمرے میں چل دی...میں دور تلک اس کی زمین کو چومتی گرم شال کی سلوٹیں دیکھتا رہا (ندا ایلی)

بیاہی بہن کے نام

وہ اب کچھ اجنبی سی لگنے لگی تھی۔ وہ میری بیاہی بہن جو ہر مہینے ملنے آتی تھی اب بہن کم اور رشتے دار زیادہ لگنے لگی تھی۔۔اماں اس کے آتے ہی اس کی پسندیدہ دم والی چائے چولھے پر چڑھا دیتی تھیں۔۔لیکن اماں تو اس کی شادی سےپہلے بھی ایسے ہی کرتی تھیں۔۔ابا اس کے آتے ہی اسکے غیر حل شدہ فارمز اور جاب سے متعلق پیچیدہ معاملات لے کر بیٹھ جاتے تھے۔۔لیکن ابا بھی اس کی شادی سے پہلے بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔۔مگر میں۔۔میں شاید کچھ بدل گیا تھا۔۔پہلے آتے جاتے اس کی چوٹی کھول دینے اور سر پر چپت لگا دینے کے لئے میرے بے اختیار اٹھتے ہاتھ جیسے خود ہی کچھ سوچ کر رک جایا کرتے تھے۔۔کہ جو گھر سے وداع کر دیا ہے تو اب گھر آنے پر کوئی مصنوعی شرارت بھری ضرب بھی اسکو نہ پہنچاؤں۔۔پہلے اس کے ہاتھ سے سیب کی قاشیں چھین کھانے والے یہ ہاتھ اب رات کو اس کی لاعلمی میں اس کے بیگ میں پھلوں کے پیکٹ رکھ دیتے ہیں۔۔اب اس کے چہرے پر نکلتے دانوں پر اسے چھیڑنے کی بجائے نظر انداز کر دینا تھوڑا مشکل لگتا ہے۔۔کہ پہلے کے مقابلے اب وہ ہر چھوٹی بڑی بات پر بلبلا کر روتی نہیں ہے۔۔لیکن اس کی آنکھوں کے کونے اکثر لال رہتے ہیں۔۔اور مجھے یہ لال کونے بہت دور سے نظر آ جاتے ہیں۔۔

(ندا ایلی)

ادھوری چائے

یہ پہلا موقع نہیں تھا کہ میری بیٹی نے اپنے ننھے بیٹے کا بچا ہوا جھوٹا کھانا کھایا تھا..میں نے کتنی ہی بار دیکھا تھا کہ وہ اس کے چھوڑے ہوئے پھل اور چاول..بستر پر بکھرے بسکٹ کے ٹکڑے..گلاس میں بچا پانی پی لیتی تھی..وہ قالین پر اس کے گرائے انگور کے دانے بھی چن کر کھا لیتی تھی..جیسے وہ بس اس کے پھیلائے ہوئے ہر معاملے کی ذمہ داری قبول کر رہی تھی..ننھے نے گھر میں خوب ادھم مچا رکھا تھا..میں ذرا سا جو کچھ بولی تو کہنے لگی کہ ماں فکر نہ کریں جو جو اس نے بکھیرا ہے سب سمیٹ کر جاؤں گی..

سرشام ہی وہ بچوں کا سامان باندھ چلی گئی..میں نے ادھر ادھر دیکھا .اسکا ایک سکارف ، فون کا چارجر ، ایک لنچ بکس اور ادھوری چائے..وہ وہیں ٹیبل پر ہی چھوڑ گئی تھی..پگلی سمجھتی ہے کہ ہم نے اسکا بکھیرا ہوا سامان سمیٹنا چھوڑ دیا ہے..میں نے اسکی چائے گرم کی اور پینے لگی...(ندا ایلی)

آج وہ تھک گئی ہے ..

میں گھر پہنچا تو وہ بے حد غصے میں تھی۔اس نے میری کسی بات کا بے حد الجھ کر جواب دیا تھا..مجھے بہت برا لگا تھا.. "آج تو اس نے بیگ بھی نہیں پکڑا اور چائے کا بھی نہیں پوچھا"...میں نے سوچا.."نجانے فیڈر کا ڈھکنا کہاں ہے" ..کسی کمرے سے اس کی جھلائی ہوئی آواز آئی .. میں خاموشی سے گھر کا جائزہ لینے لگا ..باورچی خانے میں زمین پر فیڈر کا ڈھکنا گرا ہوا تھا .."بیٹا تمہارا جوتا کہاں ہے.." ننھے کمال کے پیچھے بھاگتے ہوئے اس کی الجھی ہوئی آواز آئی.. جوتا کمرے کے دروازے کے پیچھے موجود تھا ..کچھ ننھے ننھے گندے کپڑے صوفے پر بکھرے ہوئے تھے ... دودھ کے ڈبے کا ڈھکن کھلا ہوا تھا..چولھے پر چائے کے لئے چڑھایا گیا پانی پک پک کے سوکھ چکا تھا...میں نے دور سے اسے دیکھا.. میں سمجھ گیا " آج وہ تھک گئی ہے.." میں نے زمین سے فیڈر کا ڈھکنا اور صوفے سے گندے کپڑے اٹھائے ..میں نے دودھ کا ڈبہ بند کیا اور چولھے پر دو کپ چائے کا پانی چڑھا دیا ..کہ ہم دونوں میں سے کوئی کتنا بھی کیوں نہ تھک جائے..اور گھر میں چیزیں کتنی ہی کیوں نہ بکھر جائیں ....شام کی چائے تو روزانہ بنے گی -- (ندا ایلی)

ساتھی

میاں بیوی کو ایک دوسرے کی سب سے زیادہ ضرورت کب ہوتی ہے؟ شادی کے سٹیج پر فوٹوگرافی کراتے ہوئے؟ مہندی کے ڈانس سٹیپ ریہرسل کرتے ہوئے ؟ شیروانی اور لہنگا میچ کرتے ہوئے؟ لڑکی /لڑکے والوں کی پسند کا کھانا اور کپڑروں کے جوڑوں کا بندوبست کرتے ہوئے؟ بالکل نہیں..میاں بیوی کو ایک دوسرے کی ضرورت زندگی کے اتار چڑھاؤ کے دوران پڑتی ہے..بیوی کو حمل کے دوران اور حمل کے بعد آنے والی تبدیلیوں کے دوران اور نئے گھر میں ایڈجسٹمنٹ کے لئے شوہر کی اور شوہر کو کاروباری معاملات، بیرونی مسائل کے دوران بیوی کے ساتھ کی ضرورت ہوتی ہے ..بچوں کی پرورش..اور بچوں کے بڑے ہو جانے اور اپنی زندگی میں خودمختار ہو جانے کے بعد ، میاں اور بیوی کو، ادھیڑ عمری میں نفسیاتی و جذباتی ساتھ کی ضرورت ہوتی ہے..اس لئے اپنے بیٹے یا بیٹی کے لئے جیون ساتھی کی تلاش کے دوران رنگ نسل ذات اور سٹیٹس دیکھنے کی بجائے ذہنی ہم آہنگی دیکھیں (ندا ایلی)

مرمت

ابا اکثر کہا کرتے تھے، بیٹے زندگی میں ہمیشہ اینڈ پراڈکٹ نہ دیکھا کرو،اس اینڈ پراڈکٹ کے لیے کی گئ کوشش بھی دیکھا کرو..امی نے جب پراٹھے بناۓ وہ گرم تھے۔ وہ تم تک پہنچتے پہنچتے ٹھنڈے ہو گۓ۔بھائ نے تمہارے لیۓ بائک رکھی۔لیکن تمہارے پہنچنے تک اس کا تیل لیک ہو گیا..بہنا نے تمہاری خاطر اپنی کلاس سے جلدی رخصت لینا چاہی لیکن ٹیچر نے اجازت نہ دی۔ ابا کہہ رہے تھے اور میں سن رہا تھا..اور أپ ابا؟ اپ نے مجھے بہتر اکیڈمی میں داخل کروایا ہوتا تو اج زیادہ نمبر لے کر ڈاکٹر انجینیر بن کر میں بھی زیادہ پیسے کما رہا ہوتا...میں ہمیشہ کی طرح شکایت کرتا ہوا اٹھ گیا اور ہمیشہ کی طرح میں نے پیچھے مڑ کر بالکل نہیں دیکھا....
اج جو میں اپنے کمرے میں موجود قیمتی فانوس کی موجودگی کے باوجود اک تاریکی دیکھتا ہوں..اور جو میں ہر دن بابا کی تصویر گھنٹوں اپنی گود میں رکھے انہیں تکتا رہتا ہوں تو میں سوچتا ہوں کہ ایک بار ، مڑ کر دیکھنا چاہیے تھا..کہ شاید اس وقت بابا کی نم انکھوں کے پیچھے بابا کی میرے لیے کی گیی ہر کوشش، اپنے ہر سوال ہر گلے کا حرف حرف جواب مل جاتا ..کہ اب میں کتنی بھی کوشش کر لوں، میری دھندلی انکھوں کو بابا کی تصویر میں موجود موٹے چشمے کی دڑاڑوں کے علاوہ کچھ نظر نہیں اتا ..وہ چشمہ جو بابا کبھی مرمت نہ کرا سکے...
(ندا ایلی)

شیف اور گٹار

مجھے یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں کہ میں کافی دنیا دار تھا ۔ مجھے لوگوں کی پرواہ رہتی تھی۔برابر والے گھر کے متین صاحب جن کی بیٹی بڑی ڈاکٹر بن گئی ہے وہ کیا سوچیں گے کہ میرا بیٹا لڑکا ہو کر بھی ڈاکٹر انجینیر نہیں بن سکا اور گٹار بجاتا ہے؟ اور کچھ لڑکوں کے ساتھ گروپ بنا کر فنکشنز پر پرفارم کرتا ہے۔۔
"بابا یہ میرا شوق ہے۔۔"۔۔لیکن لوگ تو مراثی ہی کہیں گے نا۔۔مجھے ان لوگوں کی آواز نہ آئے اس ڈر سے مجھے دروازے بند رکھنے پڑیں گے۔۔میں نے جواب دیا۔۔اور دروازے بند کر دئیے ۔۔
اس دن ماں میرے پاس آئیں ۔۔وہ کہنے لگیں۔۔بیٹا تو ہمیشہ سے شیف بننا چاہتا تھا۔۔اور ہم نے تجھے انجنیرنگ میں دھکیل دیا۔۔تو بڑا افسر تو بن گیا۔۔لیکن تو جو پہلے اپنی مرضی کی چائے اپنی خوشی کے لئے بناتا تھا۔۔وہ کہیں گم ہو گئی۔تیری ہر بات لوگوں کے خوف سے شروع ہو کر اسی خوف پر ختم ہو جاتی ہے۔۔۔اور ہم آج تک تیرے ہاتھ کی چائے اور تیری چہرے کی خوشی سے محروم ہیں۔۔"ماں اتنا کہہ کر خاموش ہو گئیں۔۔
میں نے اٹھ کر باہر کا دروازہ کھولا۔۔۔سامنے میرا بیٹا جھولے پر بیٹھا اپنی من پسند دھن بجا رہا تھا۔۔میرے کان اس مدھر موسیقی میں گم ہو گئے۔۔لوگوں نے میرے اور میرے بیٹے کے بارے کیا کہا بخدا مجھے بالکل آواز نہیں آئی ۔۔۔(ندا ایلی)

ماں بننے کے احساس سے کچھ پہلے ،بچے کی پیدائش کے فوراً بعد ، جب میں درد سے بستر پر پہلو بھی نہ بدل پاتی تھی ، میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ میری نوزائیدہ ننھی جان کو سب سے پہلے مامتا کی گود میری ماں نے ہی دی..گویا کہ اس کی پہلی ماں بھی میری ماں ہی تھی ۔
نجانے ماں کے روٹیاں تھوپتے سخت ہاتھ اس ننھی جان کو اٹھاتے ہوئے اتنے نرم کیسے ہو جاتے تھے کہ وہ گلاب کی بند کلی کی مانند میٹھی نیند سوتی رہتی تھی ۔ یہ ایک اطمینان کا عجیب احساس تھا ..کہ اگرچہ آنے والی زندگی میں مجھے اس ننھی جان کی دل و جان سے زیادہ حفاظت کرنی ہے ، لیکن یہ جو کچھ حسین لمحے کچھ خوبصورت دن ہیں..ان میں میں آنکھ بند کئے بے خبر چین کی نیند سو سکتی ہوں کہ ابھی وہ میری ماں کے مضبوط حصار میں چھپی بالکل محفوظ ہے..وہ سرک کر نیچے نہیں گرے گی ، اسے سردی نہیں ستائے گی اور گرمی نہیں رلائے گی ..کہ ابھی میری ماں اس کے پاس موجود ہے...کہ کچھ سال بعد مجھے اس کے بکھرے بالوں کی ٹینشن بھی نہیں ہو گی کہ نانی ماں اسکو کنگی چوٹی سب سکھا دے گی..نانی ماں اس کے ننھے وجود میں ایک بار پھر مجھے جیئے گی...
تو اب محسوس کر سکتی ہوں کہ اس دن میری دوست اپنی ماں کے وصال پر بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر کیوں روئی تھی .. کہ ہم بچے اور پھر ہمارے بچے تو گزرتے سالوں کے ساتھ بڑے ہو جاتے ہیں..لیکن ایک ماں ، ہمیشہ اور ہمیشہ ...ماں ہی رہتی ہے... (ندا ایلی)

جیون ساتھی

تمہاری بیگم نے ویٹ گین کر لیا ہے..میری دور کی خالہ نے دعوت میں مجھے اکیلا پاتے ہی کہا..اتنی دیر میں میری بیگم بھی چاول کھاتے ہوئے ہمارے بیج آ گئی..بیٹا ..ضروری نہیں کہ بچے کے بعد عورت اپنے آپ کو ڈھیلا ڈھالا چھوڑ دے..اپنے میاں کو دیکھو .. کس قدر مناسب جسامت ہے ابھی بھی..اور سامنے کھڑی ثمینہ کو دیکھو ..تین بچے کر لئے اس نے ..لیکن کمر دیکھو کیسی پتلی ہے.. تم بھی کچھ سیکھو...ورنہ بیٹا ہماری طرح ہو جاؤ گی پتہ بھی نہیں لگے گا..ہا ہا ہا..میری بیگم ہمارے چھ سالا بچے کو بمشکل سنبھالتے ہوئے زبردستی چہرے پر مسکراہٹ لے آئی..
میں نے بچہ اپنی بیگم کی گود سے لیتے ہوئے کہا " خالہ ..حمل کے دوران اور اس کے بعد میری بیگم جن بھی مراحل سے گزری..میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا کہ اس کی فگر کا کسی دوسری خاتون کے ساتھ موازنہ کروں..کیونکہ..پوری دنیا میں..میرے معصوم اور بے حد جان سے پیارے بچے کی پیدائش کی کسوٹی پر وہ بیٹھی ہے..اس عمل کے دوران تمام جسمانی تکالیف اس نے سہی ہیں...اور اولاد کی پرورش کے دوران ہم دونوں کے چہرے، جسم ،بالوں، رنگت ،ساخت میں جو بھی تبدیلی آئی گی۔ہم دونوں اسے ایک دوسرے کے لئے accept کریں گے ..چونکہ اس کو جیون ساتھی کہتے ہیں...(ندا ایلی)

چھپن چھپائی

میں کچھ بدل گیا ہوں۔میں اپنے دن کے مصروف ترین لمحات میں یونہی اماں کا نمبر ڈائل کر دیتا ہوں۔۔گرین سگنل کے انتظار میں چالان کی پروا نہ کرتے ہوئے ابا کو اک وائیس میسج بھیج دیتا ہوں۔یہ جانتے ہوئے بھی کہ اماں کچن میں ہیں اور برتن کھنکنے کی آواز آ رہی ہے،میں یونہی سیڑھیاں چڑھتے چڑھتے اماں ہر اک نگاہ ڈال لینے کے لیے واپس اتر آتا ہوں۔۔صبح آفس کے لئے نکلنے سے پہلے میں چند لمحے رک کر یہ اطمینان کر لیتا ہوں کہ اماں ابا کے ہنسنے باتیں کرنے کی آواز آ رہی ہے یا نہیں ؟ یہ آواز تندرست و توانا ہے؟ اماں اٹھتے ہوئے جوڑوں پر ہاتھ تو نہیں رکھنے لگیں۔۔ابا کی کھانسی لمبی تو نہیں ہوتی جا رہی۔۔

میں بیت بدل گیا ہوں۔۔شاید میں ڈر گیا ہوں۔۔میں اماں ابا کی بوڑھی ، گہری ہوتی ، شکنوں والی جلد، نظر کے چشمے اور دوائی کی الماری سے ڈر گیا ہوں۔۔اس لمحے میں وقت سے مخاطب ہو کر کہتا ہوں کہ ٹھہر جا ، رفتار آہستہ کر کے تھوڑا سانس لے لے ۔۔۔کہ میں اب بھی چاہتا ہوں کہ آواز دے کر چھپ جاؤں ، اماں ابا کو خوب ستاوں ، مجھے انکی کھانسی ، چڑھتے سانس ، تھکتے قدموں کی فکر نہ ہو ، وہ دوڑتے ہوئے مجھے ڈھونڈیں۔۔اور اپنی بانہوں میں لے لیں۔۔(ندا ایلی)

ریس

ذکیہ اور فراز تیار ہو کر باہر جانے ہی والے تھے جب ذکیہ نے مڑ کر اپنی ساس کو دیکھا تھا ..اسے ایسا لگا تھا کہ جیسے وہ اپنی ساس کی ساتھ اک نظر نہ آنے والی لیکن سانس کی طرح محسوس ہونے والی ریس میں شامل ہے .. فراز کے ساتھ وقت بتانے کی ریس ..فراز سے باتیں کرنے کی ریس ."فراز کو کس کے ہاتھ کا پلاؤ پسند ہے " ریس ..
فراز کار کی چابیاں لینے اور ماں سے ملنے اندر چلے گئے تو وہ سوچنے لگی ..ایسا کیوں ہے ؟ ماں اور بیوی کیسے ایک دوسرے کے مد مقابل ہو سکتے ہیں..ماں وہ ہے جس نے پیدا کیا پال پوس کر جوان کیا..جو اب بوڑھی ہو چکی ہے اور اسکے کمزور دل کو اک سہارا چاہئے اور بیوی وہ ہے جو اپنا گھر بار ماں باپ کی پرچھائی لئے اس نئے آنگن میں آ گئی ہے..جو سمجھنے لگی ہے کہ وہ ہمیشہ سے اسی آنگن میں پیدا ہوئی تھی۔جو ابھی جوان ہے لیکن اپنی کئی خواہشات کو پورا کئے بغیر اسکی نسل کی پرورش کر رہی ہے..
اسے یکا یک احساس ہوا کہ یہ مقابلہ خود ساختہ ہے..اصل میں اسکا کوئی وجود نہیں کہ انسان کو پنپنے کے لئے ہر رشتے کی ضرورت ہے ..ماں کی ڈانٹ ، باپ کا پیار ، بہن کا لاڈ ، بھائی کی چھیڑ چھاڑ اور جیون ساتھی کا ساتھ ۔یہ سب رشتے اپنی پہچان رکھتے ہیں..وہ خاموشی سے مسکرا دی..(ندا ایلی)

ماں کے کپڑے

آخر ایسا کیوں تھا کہ اس کی الماریوں کی تعداد مجھ سے زیادہ تھی ۔ میں بھی تو آخر اس کمرے کا فرد ہوں۔۔ اس قدر کپڑے بھلا کون رکھتا اور پہنتا ہے ۔۔میں اکثر سوچتا ۔۔ایک دن ، قدرے غیر اخلاقی حرکت کرتے ہوئے میں نے اسکی الماریوں میں جھانکنے کا سوچا ۔۔پہلی الماری کھولی۔۔اس میں کچھ روزانہ پہننے کے کپڑے اور نئے کپڑے بہت قرینے سے رکھے تھے ۔۔محظوظ ہوتے ہوئے میں نے دوسری الماری کھولی۔۔۔تو میں حیرت سے دیکھتا ہی رہ گیا۔۔ اس میں تہہ در تہہ کتنے ہی دوپٹے اور کپڑے رکھے تھے۔۔لیکن یہ کپڑے نئے نہیں تھے۔۔ان میں سے کئی سال بیت جانے کی بھینی بھینی خوشبو آ رہی تھی۔۔یہ اس کی ماں کے دوپٹے اور کپڑے تھے۔۔۔ماں کا کاسنی دوپٹہ جو وہ اکثر اپنی کھاڈی کی شرٹ سے میچ کیا کرتی تھی اور ہر بار مجھے بتاتی تھی کہ یہ اس نے ماں سے ضد کر کے لیا تھا۔۔ماں کی شادی کے غرارے اور ساڑھیاں جو اسنے کزن کی شادی پر پہننے کا پلان بنایا تھا۔۔اور۔۔۔کچھ ایک طرف ماں کے بڑے پیار سے تہہ کئے کپڑے ایسے ۔۔جن میں بہت پرانا ہو جانے کے باعث دھاگے کچھ ادھڑ سے گئے تھے۔۔ارے ۔۔میں نے چونک کر اسکو پکارا۔۔ان کپڑوں کو تو ضائع کر دو۔۔یہ پھٹ گئے ہیں۔۔

اس نے بڑھ کر میرے ہاتھ سے وہ کپڑے لے لئے۔۔۔نہیں۔۔یہ کپڑے مجھے ہمیشہ یاد دلاتے ہیں کہ جو دھاگے ان کپڑوں سے نکل گئے۔۔ انہیں ماں نے میری چولی میں چن دیا تھا۔۔کہ مجھے کبھی سرد گرم محسوس نہ ہو۔۔یہ کہتے اس کی آنکھیں بھر آئیں۔۔میں نے بڑھ کر احترام سے وہ کپڑے اس کے ہاتھ سے لے کر واپس حفاظت سے رکھ دیئے (ندا ایلی)

ساتھی
آج ہی مجھے لیبارٹری سے اس کی رپورٹس ملی تھیں اور ڈاکٹر نے مجھے اس کی آہستہ آہستہ بڑھنے والی لیکن جان لیوا بیماری کے بارے بتایا تھا اور میرے پیروں تلے سے زمین نکل گئی تھی۔۔
میں گھر آ چکا تھا۔۔وہ بچوں کے گرد گھوم رہی تھی اور میں اسکو غور سے دیکھ رہا تھا۔۔یقین مانئے کہ میری سوچ کا زاویہ ہی بدل گیا تھا۔۔اس دن مجھے احساس ہوا تھا کہ بچوں کی ماں اور اپنی بیوی کی حیثیت سے کہیں زیادہ مجھے اک ہمیشہ خوشی اور غم بانٹنے والے , چائے پر ایک پورا سموسہ نہ کھانے کی کشمکش میں میرے ساتھ آدھا سموسہ شیر کرنے والے ۔۔میرے پرانے لطیفوں پر ہنسنے والے ، میرے سفید بالوں پر خضاب لگانے والے اور میرے ساتھ دھیرے دھیرے بوڑھے ہونے والے ساتھی کی ضرورت تھی جو لمبے سفر کی تھکان میں کبھی میری مالش کر دے اور کبھی میں اسکی مالش کر دوں ۔۔
میں نے رپورٹ کو پھر غور سے پڑھا اس امید پر کہ شاید اس میں کوئی غلطی ہو ۔۔ کہ بعض اوقات دل کو سکون پہنچانے والا جھوٹ دل چیر دینے والے سچ سے بہتر ہوتا ہے ۔(ندا ایلی)

خط

آج نئی کتابوں کے بیج اک بہت پرانی کتاب نظر آئی تو میں رک گیا ..وہ لال رنگ کی وہی کتاب تھی ..میں دھیرے دھیرے ورق پلٹنے لگا تو مجھے وہ آخری خط نظر آیا ..وہ خط جو میں نے تمہارے نام لکھا تھا لیکن پوسٹ نہیں کیا تھا...میں نے اس میں لکھا تھا کہ میں تمہیں بھلا چکا ہوں..تمہاری تمام تر خوبصورتی اب مجھے نظر نہیں آتی ..اب کان تمہاری آواز کا ترنم سننے کے لئے نہیں ترستے ..اب ہاتھوں کو تمہارے لمس کی ضرورت نہیں..اب برسات کی گھٹا تمہارے بالوں سے زیادہ کالی لگتی ہے..اب خوشی و غم بانٹنے کے لئے کئی دوست مل گئے ہیں..اب تمہاری آنکھوں میں جھانکنے کی طلب نہیں کہ دنیا اب بہت حسین ہو چکی ہے .. اب تو مجھے تمہارا نام بھی یاد نہیں..لیکن خط کے آخر میں نجانے کیوں میں نے "فقط تمہارا" لکھا تھا ..

اور مجھے لگا کہ کہیں دور کسی دیوار کے اس پار سے اس پوسٹ نہ ہونے والے خط کے جواب میں تمہارا جواب آیا ہے ..

"جن کا نام بھی بھول جائے ان کے نام خط نہیں لکھا کرتے۔اور اگر لکھ ہی لیا تو پوسٹ کر دیتے ہیں۔"

اس دن کسی وقت میں نے وہ خط پوسٹ کر دیا..(ندا ایلی)

سیب

آج میں نے اسکو ڈائیننگ ٹیبل پر بیٹھے بڑے سلیقے سے اپنا snack کھاتے اور اپنی اسائنمنٹ مکمل کرتے ہوئے دیکھا تھا ..وہ بہت ذمہ دار انسان لگ رہا تھا ..اسے وقت کی قدر اور ہنر کی شناخت ہو چکی تھی ۔ میرا بیٹا طلحہ اب بڑا ہو رہا تھا ..
لیکن بطور ماں نجانے کیوں میں اس ننھے منے طلحہ کو ڈھونڈ رہی تھی جو ابھی ڈائیننگ ٹیبل کے پیچھے سے بھاگتے ہوے گزرے گا کہ اسکو میرے ہاتھ میں پلیٹ میں موجود سیب نہیں کھانے ، پھر وہ مجھ سے اپنا وہ کھلونہ مانگے جو دو ہفتے پہلے ہی کہیں کھو گیا تھا لیکن اسکو نجانے کیسے آج یاد آ گیا ..وہ اپنی ننھی گاڑی کو تیز تیز دوڑاتے ہوئے اچانک میرے قریب آ کر بریک مارے گا اور پھر بے تحاشہ ہنسے گا ۔وہ بے فکری سے مجھے سے فرمائشیں کرے گا..وہ بڑے مان سے دس لوگوں میں میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے کہیں بھی کے جائے گا..سوچتے سوچتے میں مسکرا دی..
اچانک میں نے چونک کر سامنے دیکھا..طلحہ اپنا کام ختم کر کے جا چکا تھا..وہ آج بھی پلیٹ میں سیب ویسے ہی چھوڑ کر چلا گیا تھا..میں نے چاہا کہ وہ کہیں سے ہنستا بھاگتا ہوا آئے اور میں اس کے پیچھے سیب کی پلیٹ لے کر بھاگوں ..لیکن مجھے اسکی آواز آئی ، "ماں میں جا رہا ہوں رات دیر سے آؤں گا.." (ندا ایلی)

ابو شکریہ

آج سیڑھیاں اترتے اترتے یونہی اچانک ، اپنا بیگ ٹٹولتے ہوئے میں نے جلدی میں فون نکالا تھا اور ابو کو کال ملا دی تھی ..ابو نے پانچویں بیل پر فون اٹھایا تھا ..ابو کو فون اٹھاتے اٹھاتے دیر ہو ہی جایا کرتی تھی ..پہلے ابو جیب میں اپنا قریب کی نظر کا چشمہ ٹٹولتے تھے ..اور اسی وقت ابو کو یاد آتا تھا کہ چشمہ تو جیب میں ہے ہی نہیں ..پھر ابو اپنے چشمے کے لئے امی کو آواز دیتے تھے ..فون سکرین پر ہم بہنوں میں سے کسی کا نمبر دیکھ کر ابو چوکنا ہو جاتے تھے ...شاید گاڑی خراب نہ ہو گئی ہو ..کسی ڈاکیومنٹ کا کوئی ایشو نہ ہو ..امتحان سے پہلے کی anxiety نہ ہو ..دنیا کا کونسا ایسا مسلہ تھا جس کا حل ابو کے پاس نہیں تھا ..ابو کے پاس تو گہری ناامیدی کا حل بھی ہوتا تھا ..تسلی کے وہ چند الفاظ کہ "بیٹے ، سب صحیح ہو جائے گا " ..

آج کسی پریشانی ، کسی ڈاکیومنٹ کے مسلے ، کسی گاڑی کی خرابی کے بغیر ہی ، بس یونہی ابو کو کال ملا دی تھی ..ابو نے فون اٹھا لیا تھا .." اسلام و علیکم .جی بیٹے" ابو کی ہمیشہ کی طرح تروتازہ آواز آئی .."ابو .. ہر چیز کے لئے شکریہ " میں نے بس اتنا ہی کہا تھا ..اور فون کی دوسری جانب ..میں نے ابو کی مسکراتی ہوئی صورت کو محسوس کیا ..(ندا ایلی)

بڑا بھائی

اسکا تین سالا بیٹا بڑی تیزی سے نومولود بیٹی کو سیل مارنے کے لئے بھاگا تھا جب بڑی امی نے بڑھ کر ننھی کو اٹھا لیا ۔۔"بہت بد تمیز ہو گیا ہے یہ" ۔۔ایک کونے سے آواز آئی ۔۔"یا اللہ اگر اسے سیل لگ جاتا تو ؟ " دوسرے کونے سے ایک اور غصے سے بھرپور آواز آئی۔۔سب ننھی کے گرد جمع ہوگئے ۔۔اسے پیار کرنے اور پچکارنے لگے ۔۔جبکہ اسکا بیٹا کونے میں سمٹ کر ٹکر ٹکر سب کو دیکھتا رہا ۔۔پھر زور دار چیخ ماری تاکہ سب اسکی طرف بھی متوجہ ہوں اور اس سے بھی باتیں کریں۔۔لیکن سب نے اسکی چیخ کو ایک اور بد تمیزی قرار دے کر اسے وہاں سے جانے کا کہا ۔۔"جاؤ بیٹا باہر جا کر کھیلو یہاں ننھی سو رہی ہے۔" وہ اپنے کھلونے سمیٹتا ہوا باہر آ گیا۔

اس دن وہ گھر پر اکیلی تھی جب اچانک دودھ ابلنے کی آواز پر اسے بھاگ کر کچن جانا پڑا ۔۔۔اتنے میں ننھی کی رونے کی آواز آنے لگی ۔واپس آتے آتے اسے جتنے بھی سیکنڈ لگے وہ یہی سوچتی رہے کہ کہیں بیٹے نے ننھی کو کوئی چیز نہ ماری ہو لیکن جب وہ کمرے میں داخل ہونے لگی تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اپنی روتی چھوٹی بہنا کو اسکا تین سالا بیٹا فیڈر پلانے کی کوشش کر رہا تھا اور اس ناکام کوشش میں دودھ فیڈر سے نیچے گر رہا تھا ۔۔وہ چند لمحے رک کر یہ منظر اپنی آنکھوں میں محفوظ کرتی رہی ۔۔

دوسروں کی موجودگی میں جب سب نئے مہمان کو زیادہ توجہ دینے لگے اور اسکے تین ، چار سالا بہن یا بھائی کو اگنور کیا تو بچے میں غصے کا عنصر غالب آ گیا ۔۔ایسے میں ڈانٹ ڈپٹ سے وہ اور بھی چڑچڑا ہو گیا۔۔لیکن اکیلے میں اپنی ننھی بہن کو روتا دیکھ کر ننھے بڑے بھائی کو جو سمجھ آیا اس نے کیا کہ ابھی اسکو سب کی بٹتی توجہ کا خوف نہیں تھا اور اس وقت وہ فقط ایک بڑا بھائی تھا ۔۔اس نے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا ۔۔کہ وہ بڑا بھائی تو بن گیا ہے لیکن ابھی بہت چھوٹا ہے ۔۔۔(ندا ایلی)

جوتا

تھپڑ سے ڈر نہیں لگتا صاحب ..جوتے سے ڈر لگتا ہے۔
جوتے سے ڈر نہیں لگتا صاحب،نہتی حاملہ عورت پر گولی چلانے سے ڈر لگتا ہے۔
گولی سے ڈر نہیں لگتا صاحب، اپنے بچوں کو بھوکے پیٹ لوری دینے سے ڈر لگتا ہے۔
ٹوٹی سڑکوں سے ڈر نہیں لگتا صاحب،ٹوٹے سٹریچر سے ڈر لگتا ہے۔
آپ تو جوتے سے ہی ڈر گئے صاحب،ہمیں تو جوتا پھینکنے والے کی دیوانگی سے ڈر لگتا ہے۔

ندا ایلی

کافی

دودھ ابھی ابل کر گرا ہی تھا کہ نتاشہ نے بے حد الجھی ہوئی آواز میں کہا , " منیر اگر آپ نے مجھے باتوں میں نہ لگایا ہوتا تو ابھی دودھ نہ گرتا .." یہ کہہ کر وہ چولھا صاف کرنے لگی ..اسی دوران اسے یاد آیا کہ کل منیر آفس سے لیٹ ہوگئے تھے اور انہوں نے فون کر کے نتاشہ سے یہی گلہ کیا تھا کہ اگر تم نے مجھے موٹر دیکھنے کے لئے نہ کہا ہوتا تو میں ٹائم سے آفس کے لئے نکل جاتا اور لیٹ نہ ہوتا ..وہ سوچ میں پڑ گئی..آخر ایسا کیوں ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے پر بلیم ڈال کر اطمینان محسوس کرتے ہیں..اس نے اماں سے یہ بات کہی ..کیا یہ ایک نارمل رسپانس ہے ؟ اماں مسکرا دیں..کہنے لگیں ..آجکل جس قدر افراتفری کا دور ہے ..اگر من ہلکا کرنے کے لئے ایک دوسرے پر چھوٹا موٹا بلیم ڈال ہی دیا تو کیا حرج ہے ..لیکن بس دھیان رکھنا کہ کہیں اپنے ساتھی پر اتنا بوجھ نہ ڈال دینا کہ وہ اٹھا ہی نہ سکے ..اور اگر بوجھ ڈالنا آتا ہے تو کبھی کبھی بوجھ اتار دینے میں بھی کوئی حرج نہیں..

اس دن منیر لیٹ گھر آئے تو گھبرائے ہوئے تھے کہ آج تو کافی پینے باہر جانا تھا اور میں لیٹ ہو گیا ..نتاشہ نے کافی پھینٹ کر بہترین دو مگ تیار کیے اور کہنے لگی "کافی کا اصل مقصد تو باتیں کر کے ایک دوسرے کا catharsis کرنا ہے ..اس روز انہوں نے اپنے گھر کے آنگن میں ، پرانے مگوں میں ، اپنی زندگی کی بہترین کافی پی

(ندا ایلی)

پاکستان زندہ باد

جشن آزادی کی پررونق تقریب جاری تھی۔پورے احاطے کو سرسبز جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔ملی نغمے گائے جا رہے تھے۔مقابلہ جاری تھا کہ کس نے سب سے خوبصورت سبز رنگ پہن رکھا ھے۔اس گہما گہمی کے دوران معمولی لباس میں ملبوس ایک شخص کو سٹیج کی جانب بڑھتا دیکھ کرسکیورٹی اہلکار نے اس کو جھڑکا مگر اس نےتیزی سےنیچے جھک کر قدموں میں گری جھنڈیاں اٹھائیں اور اونچی جگہ پر رکھ دیں۔اسی دوران مقابلے میں اول آنے والے 'خوش نصیب' کا نام پکارا گیا اورپورا ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔سٹیج پر جگہ کم ہونے کےباعث اچانک اس کوزور سے دھکا دےکر نیچے گرا دیا گیا۔اس نےمڑکر اطمینان کیا کہ جھنڈیاں اپنی جگہ پرموجود ہیں اور کہا،'پاکستان زندہ باد'۔مقابلہ جیتنےوالےتو مصنوعی پھولوں کا ہار پہنے کھڑے تھے لیکن زمین پرگرے اس شخص کے دامن میں تازہ پھولوں کی پتیاں نجانے کہاں سے آگریں۔

ندا ایلی

پرورش

آج اس نے پھر اپنے چار سالا بیٹے کو موبائل پر کارٹون دیکھتے ، غصے میں چیزیں پھینکتے اور اکیلے میں باتیں کرتے دیکھا تھا .. وہ دور سے ہی یہ سب دیکھ کر سوچتی کہ ابھی کر کے اگلی بار اس کے سامنے بیٹھ کر اس سے باتیں کروں گی اسے سمجھاؤں گی..چونکہ ہمیشہ اس کے ہاتھ میں کبھی فیڈر ، کبھی دودھ کی دیگچی ، کبھی سبزی تو کبھی پیمپر ہوتے تھے .ایسے میں وہ اکثر اپنے میاں کو سامنے کبھی اخبار پڑھتے ، کبھی ٹی وی دیکھتے تو کبھی انٹر نیٹ سکرولنگ کرتے ہوئے دیکھتی ..وہ کچھ کہتے کہتے رک جاتی کہ آگے سے یہی جواب ملے گا کہ گھر کا انتظام تم دیکھو چونکہ میں گھر سے باہر کا انتظام دیکھ کر تھکا ہارا گھر آتا ہوں --Parenting
یعنی بچوں کی پرورش ماں اور باپ دونوں کی ذمہ داری ہے .. چونکہ جب آپ والد یا والدہ بن گئے تو آپ پر لازم ہے کہ آپ بچوں کی خوراک سے لے کر ان کی سائیکالوجی تک ہر چیز پر توجہ دیں ..یہ کام صرف ماں یا صرف باپ کا نہیں بلکہ دونوں کے ٹیم ورک کا ہے ..(ندا ایلی)

باتیں

آج بھائی ہمیشہ کی طرح گھر آتے ہی کھانا کھانا کا شور مچا کر بھابھی کو تنگ کر رہے تھے ..بھابھی نے کھانا چن دیا تھا اور بھائی کے سامنے والی کرسی پر بیٹھی تھی جب بھائی نے فون دیکھتے دیکھتے کھانا ختم کیا ..پھر کسی دوست کو کال ملا کر باہر لان میں چک دئیے ...پھر کچھ دیر ہمارے بیج بیٹھے ..کچھ دیر اخبار پڑھا ..اور پھر بھابھی کو دودھ کے گلاس کا کہہ کر لان میں کرکٹ کھیلنے چلے گئے..میری نظریں اس دوران غیر ارادی طور پر بھابھی کے گرد گردش کر رہی تھیں..بھابھی اداس تھی ... ایسا محسوس ہوتا تھا اسے کچھ باتیں کرنی ہیں..کوئی خاص باتیں نہیں ..بس یہی کہ آج پیاز چھیلتے ہوئے انگلی میں کٹ لگ گیا ...آج منے نے اتنا اونچا بال پھینکا کہ پنکھے کے پروں کو چھو کر واپس آیا ..آج اخبار آیا تو اس میں کالم والا صفحہ مسنگ تھا.. آج دودھ والا نہیں آیا.."

میں رفتہ رفتہ چلتے ہوئے بھائی کے پاس آئی اور فقط اتنا کہا .."بھائی..تمہارے گھر کو اپنا گھر کہنے والی کو کبھی اتنا اکیلا نہ کر دینا کہ دل کی باتیں کرنے کے لئے اسے اپنے گھر جانے کی ضرورت پڑے۔" بھائی نے چونک کر میری نم آنکھوں میں دیکھا .. اور ایک گلاب کا پھول توڑ کر اندر چل دئیے (ندا ایلی)

پہلی اولاد

پہلی اولاد سے ایک خاص لگاؤ کیوں ہوتا ہے ..وہ کہنے لگی ..یہ سب ہے کہ خدا نے مہربانی کی اور میرا گلشن تین پھولوں سے آباد کیا ..لیکن میری پہلی اولاد ..میرا بڑا بیٹا ..گو اب سات سال کا ہو گیا ہے ..لیکن مجھے اب بھی وہی جھولے میں سونے اور نیند میں رونے والا کاکا لگتا ہے ... جس کی ایک جنبش پر میں بوکھلا کر اٹھ جایا کرتی تھی ..گو اب میں ویسی وہمی نہیں رہی..بچوں کی طبیعت و عادات کا بخوبی اندازہ ہو گیا ہے ..mood swings اور tantrums کو مینج کرنا آ گیا ہے ..لیکن میں اب بھی ، اپنے بڑے بیٹے کے لئے ..نیند میں چونک جاتی ہے ..اس کی سانس لینے کا انداز کتنی ہی دیر دیکھتی رہتی ہوں ..اس کی ایک چھینک پر اسے کئی قمیضیں پہنا دیتی ہوں..چونکہ ..پہلی اولاد ..پہلی بار ماں بننے کے احساس سے روشناس کراتی ہے ..ایک ایسا بے مثال احساس جس کا دنیا میں کوئی نعم البدل نہیں ہے ...(ندا ایلی)

سفر

وہ ہماری بارات کی رات تھی جب وہ سجی سنوری میرا انتظار کر رہی تھی۔مجھے یاروں دوستوں نے خوب ستایا تھا اور اب میں بیگم کا گفٹ لے کر اندر جانے ہی والا تھا جب میرا جگری ماجد میرے کان میں بولا۔۔سسرال والوں کی عزت کرنے والا بھاری ڈائیلاگ آج ضرور بولنا۔۔آج نہیں بولا تو پھر کبھی نہیں بول پاؤ گے۔۔
میں مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوا۔۔وہ سر جھکائے بیٹھی تھی اپنا فون کھنگال رہی تھی۔مجھے دیکھتے ہی اس نے فون رکھ دیا۔۔ میں نے اسکا وال پیپر دیکھا۔۔اس میں اس کی اسکی فیملی کے ساتھ اپنی فائنل ڈگری لیتے ہوئے گروپ فوٹو تھی۔۔سبھی کتنا خوش تھے۔۔اسکی والدہ کی آنکھوں میں چمک اور والد کی آنکھوں میں فخر تھا۔۔اسکے ہاتھوں کی تھرتھراہٹ سے لگا جیسے وہ یہ سمجھے بیٹھی ہے کہ یہ سب آج سے اس سے چھوٹ گیا۔۔ اسکا میکہ اس سے چھوٹ گیا!!
میں نے اپنی تقریر ۔۔جو کہیں نہ کہیں شاید بچپن سے ہی ہم مردوں کے دماغ میں محفوظ کر دی جاتی ہے ہے۔اپ ڈیٹ کی۔۔اور اس کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دے کر کہا۔۔" آو وعدہ کریں کہ ہم ہمیشہ ایک دوسرے کے گھر والوں کی عزت کریں گے۔۔لیکن اس سے زیادہ ہم ایک دوسرے کی عزت کریں گے۔۔" وہ میری بات سن کر بے حد مسکرائی۔۔اس نے اپنے فون کے وال پیپر سمیت اپنے فون اپنے بچپن کی تمام تصاویر اور ان کے پیچھے چھپی کہانیاں مجھے سنانی شروع کیں۔۔کہ کسی بھی سفر کا آغاز اک کہانی سے ہی ہوتا ہے۔۔(ندا ایلی)

نام

اس کا کیا نام رکھا جائے سبھی اپنا اپنا خیال ظاہر کر رہے تھے ... ایسے میں شائستہ نام سب نے متفقہ رائے سے فائنل کر لیا تھا .. لیکن وہ اسکو کبھی گڑیا کبھی چڑیا کبھی مانو کہہ کر ہی بلا رہی تھی .. اس دن اسنے ابا سے پوچھا .." ابا ، کتنا ہی اچھا ہوتا ، جو ہم بچوں کے نام اس طرز پر رکھ سکتے ..گڑیا ، پری ، پیاری ، سنہری ، لاڈو .. کسی نسبت ، کسی سابقے لاحقے کے بغیر ، بس دو لفظ ، جو ہماری محبت کا بھرپور اظہار کر دیں ...میرا نام بھی آپ لوگوں نے دردانہ رکھ دیا ...نام پکارتے پکارتے ہی اگلا تھک جائے .." ابا مسکرا دئیے ... اور اندر سے اپنی ڈائری اٹھا لائے ..چند ورق گزار کر ایک صفحے پر ٹائیٹل تھا .." آج میری گڑ کی چینی کی پیدائش ہوئی.." ابا نے وہ صفحہ اس کے سامنے رکھ دیا .. اف ابا ..میرا پیار کا نام بھی اتنا لمبا .." لیکن اس نام کی سادگی پر کمال یہ ہے کہ ایک اک لفظ میں محبت چھلکتی ہے .." اس نے چونک کر ابا کی طرف دیکھا..اور دونوں ہی اپنی آنکھوں میں امڈتے آنسو چھپانے کے لئے کھلکھلا کر ہنس دئیے (ندا ایلی)

مرد کبھی بوڑھا نہیں ہوتا

ہمیشہ سنتا آیا تھا کہ مرد کبھی بوڑھا نہیں ہوتا.. واہ جناب ..مزے ہیں مرد ہونے کے کبھی بوڑھا نہیں ہوں گا..شکر ہے عورت پیدا نہیں ہو گیا ورنہ پچیس کے بعد سے ہی گنتی شروع ہو جاتی..جب ستائیس پھلانگی تو اماں نے رشتے دیکھنےشروع کر دیئے آخرتیس سال کی عمر میں ایک بیس سالا لڑکی کا رشتہ مل گیا..میں ہمیشہ اسی نشے میں رہا کہ بیوی بھی نوجوان ہے اور میں تو ہوں ہی مرد کہ مرد کبھی بوڑھا نہیں ہوتا..لیکن پھر بچے ہوئے اور بچوں کے دسویں پاس کرنے کے ساتھ ساتھ جب بیگم بھی چالیس کو اور اس کی کمر پینتیس کو کراس کرنے کے قریب ہو گئی تو میں insecure رہنے لگا.."لیکن مرد تو کبھی بوڑھا نہیں ہوتا" یہ جملہ مجھے بار بار تنگ کرنے لگا..اور اپنے ساتھ چلتی "not in shape " بیگم اب مجھے کھٹکنے لگی..اور میں نے اپنا دائمی دوسری شادی کا حق استعمال کرتے ہوئے ایک بائیس سالا لڑکی سے بیاہ کرلیا ---- اس دوران جب میں اپنے بال بچوں کی بڑھتی عمر سے فرار ڈھونڈ رہا تھا میں یہ بالکل بھول گیا کہ میں بھی اسی لائف سائیکل کا حصہ ہوں..میں بھی ڈھلتی عمر کا شکار ہوں..لیکن دماغ میں وہی جملہ اٹکا ہوا ہے کہ مرد کبھی بوڑھا نہیں ہوتا .. آج اتنے سالوں کی مسافت کے بعد بھی میں کہیں نہیں پہنچا..آج جب میں پچیس قدم واک کر کے تھک کر سستانے کے لئے بیٹھتا ہوں تو خواہش ہوتی ہے کہ میرا ہمسفر بھی میرے ساتھ بیٹھا ہو.. اس کی سانسیں بھی میرے ساتھ بے ترتیب ہوں..ہم دونوں ایک دوسرے کو بڈھا بڈھی کہہ کر کھلکھلا کر ہنس دیں..اور پھر سے اٹھ کھڑے ہوں..کہ زندگی کا اصل مزہ میراتھان جیتنے میں نہیں بلکہ خوش گپیاں کرتے ہوئے ہلکی پھلکی جاگنگ میں ہے اور جہاں دوسرا تھک جائے وہاں رک کر ..اس کے ساتھ کچھ پل بیٹھ جانے میں ہے (ندا ایلی)

چھپن چھپائی

میں جلدی جلدی چھوٹے کا فیڈر بنا رہی تھی .. ابھی اسکو دھوپ بھی دکھانی ہے ڈاکٹر نے کہا ہے .. اسکا فیڈر روم درجہ حرارت کے ارد گرد ہی رکھنا ہے..اسکے موشن کا کلر بھی دیکھتے رہنا ہے..میرا دماغ بس اسی کے گرد گھوم رہا تھا جب میری نظر اپنی تین سالہ ننھی بیٹی پر پڑی .. وہ متلاشی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہی تھی..اسکا سویمنگ پول ابھی کسی نے سیٹ نہیں کیا تھا ..اس کی گڑیا کا نیا ڈریس کل سے مسنگ تھا کسی نے نہیں ڈھونڈ کے دیا تھا .. اس کی ننھی گاڑی کے سیل ختم ہو گئے تھے ، کسی نے نہیں لا کر دئیے تھے ..گو اس کے مسائل سب کی نظر میں بہت معمولی اور غیر اہم تھے ..لیکن وہ میری آنکھوں میں آنکھیں ڈالے جیسے مجھ سے سوال کر رہی تھی..کہ کیا اب ہمیشہ کہ طرح میری گڑیا کا ڈریس جھوٹ موٹ استری کرنے کی ایکٹنگ کوئی نہیں کرے گا ؟ کیا کوئی میرے ساتھ چھپن چھپائی نہیں کھیلے گا ..کیا کوئی میرے مونسٹر ماسک پہننے پر ڈرنے کی ایکٹنگ نہیں کرے گا ؟ وہ دیوار کے پیچھے چھپ کر کھڑی تھی کہ میں اس کے ساتھ چھپن چھپائی کھیلوں گی جب میں نے اچانک بڑھ کر اسے بانہوں میں لے لیا ۔ کہ خدا نہ کرے میں کبھی کسی ایسی جگہ چھپوں کہ تمہیں مجھے ڈھونڈنے کی ضرورت پڑے (ندا ایلی)

سفر

وہ آج میرے پاس چلی آئی تھی .. وہ کچھ اداس تھی .. داماد میاں بھی ساتھ ہی تھے ..وہ کمرے میں گئی تو میں نے شراراتا داماد صاحب سے پوچھا ..سب خیریت ہے ؟ کہنے لگے " گاڑی میں میرے خریدے سیب کی رنگت سے بحث شروع ہوئی جو ہوتے ہوتے جوتے کے نیچے لگی مٹی اور بیڈ پر پھیلے گیلے تولیے پر جا کر ختم ہوئی.." یہ کہہ کر داماد میاں تو ہنستے ہوئے چائے پینے لگے ..لیکن میں جانتی تھی کہ اسکا دل بھاری ہو گا..چاہے چھوٹی سی بات ہی کیوں نہ ہو..وہ میرا ہاتھ تھام کر بیٹھ جائے گی..نم آنکھوں سے مجھ سے دن بھر کا حال پوچھے گی..بہت سی باتیں کرے گی کہ بہت سا وقت گزر جائے..لیکن اصل بات نہیں بتلائے گی..رفتہ رفتہ میاں پر غصہ بالکل ختم ہو جائے گا ..اور وہ بیگ ہاتھ میں پکڑے .ہوا کے گھوڑے پر سوار جلد آنے کا کہہ کر پھر سے چلی جائے گی..

اور میں فقط یہ الفاظ سننے کا انتظار لئے دروازہ بند کر لوں گی کہ "ماں ، کبھی کبھی ، سب کچھ چھوڑ کر ، تھوڑی دیر سستانے کا دل کرتا ہے" (ندا ایلی)

قلم دیوار اور کاغذ

وہ چھوٹا سا تھا جب میں نے اسے پہلی بار ہاتھ میں قلم پکڑے چپکے سے دیوار پر لکیریں بناتے دیکھا تھا ۔آخر اس چھوٹی سی عمر میں اسکو چھپ کر لکیریں بنانے کی کیا ضرورت تھی ۔ یہ تو اس کی من موجی کے دن تھے۔۔میں نے حیرت سے سوچا۔۔لیکن جب میں نے اسکی ماں یعنی اپنی بیٹی کو اس سے زبردستی قلم چھینتے اور صرف کاغذ پر لکیریں بنانے کی ہدایت کرتے دیکھا تو میں سمجھ گئی۔۔" بیٹا ، تم ابھی سے چاہتی ہو کہ وہ قلم کی سیاہی صرف کاغذ پر بکھیرے ، کہ در و دیوار سیاہی سے متاثر نہ ہوں۔۔اسے یہ بات سمجھانے کے لیے تو ساری عمر اور سارا زمانہ موجود ہے۔کم سے کم تم تو اسے یہ اعتماد دو کہ وہ اپنے ہاتھوں سے جس مرضی زاوئیے کو چاہے ، رنگین کر سکتا ہے، وہ کسی بھی سمت جا سکتا ہے ، وہ کچھ بھی بدل سکتا ہے۔۔تاکہ بڑا ہو کر وہ دو جمع دو چار سے آگے بھی کچھ سوچ سکے ۔۔وہ اپنی دماغ کی وسعت اور دل کی گہرائی کو سمجھے۔۔وہ اپنے ہاتھ میں تھامے قلم اور اپنی انگلیوں کی طاقت کو جانے۔۔۔"
میری بیٹی نے خاموشی سے میری باتیں سنیں اور بڑی چاہت سے اٹھ کر ننھے کو قلم واپس پکڑا دیا ۔۔(ندا ایلی)

محبت میں تکرار

آج میں نے اس کو غور سے دیکھا تھا ۔ وہ بڑے محتاط انداز میں سب سے بات کر رہی تھی ۔ وہ رک بھی رہی تھی ۔ ٹھہر کر بات بھی سن رہی تھی ۔ اس میں ایک تحمل تھا ۔۔ میں حیران تھا کہ وہ کچھ ایسی گفتگو بھی خاموشی سے سن رہی تھی جس پر اس کو شدید اختلاف ہو سکتا تھا۔۔
واپسی پر منا اسکی گود میں سو گیا تھا جب میں نے اس سے پوچھا۔ ان خواتین و حضرات کے بیج تو تم بالکل الگ تھیں۔۔میرے ساتھ تو تمہارا بہت بحث و مباحثہ چلتا ہے ۔۔اسی لمحے ایف ایم پر آر جے کی آواز بلند ہوئی۔۔عورت اسی مرد سے تکرار کرتی ہے جس سے بات کرنا چاہتی ہے ۔۔جس سے دل کا حال کہنا چاہتی ہے ۔۔جس پر اعتماد کرتی ہے ۔۔اور جس سے محبت کرتی ہے۔۔۔ورنہ وہ خاموش رہتی ہے۔۔" میں نے کن اکھیوں سے اس کی طرف دیکھا ۔۔وہ نظریں نیچے کئے مسکرا رہی تھی۔۔(ندا ایلی)

بھوت

میں دیر رات گئے تک امتحان کی تیاری کے لئے جاگ رہا تھا جب ابو کی خراماں خراماں چلنے کی آواز آئی ۔۔"بیٹا لائٹ جلتی دیکھی تو چلا آیا ۔۔اب سو جاؤ ۔اللہ بہتری کرے گا"۔۔ ,ابو ابھی تو بہت سے سوالات پر نظر ڈالنی ہے۔۔آپ سو جائیں" ۔۔ابو آہستگی سے واپس چلے گئے لیکن میں جانتا تھا جب تک سب گھر والے سکون سے سو نہیں جائیں گے ابو کو نیند نہیں آئے گی۔۔

ایسا ہمیشہ سے ہی تھا ۔۔ابو ہمیشہ ہمیں سلا کر ۔۔گھر میں سب حفاظتی لاک لگا کر ہی سوتے تھے۔۔لیکن یہ تو اس وقت کی بات ہے جب ہم چھوٹے تھے ۔۔ہماری ضد پر ابو میری ننھی گاڑیوں اور چھوٹی کی گڑیا کو بھی سلا کر جایا کرتے تھے۔۔یہ ان دنوں کی بات ہے جب ابو کی ایک تھپکی پر دنیا کی تمام بلائیں اور چڑیلیں کوسوں دور چلی جاتی تھیں۔۔لیکن ابو کو کیسے سمجھائیں کہ اب کہانیوں کی بلائیں اور چڑیلوں سے نکل کر اصل جنوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے کہ زندگی اب بچپن سے نکل چکی ہے۔۔

لیکن۔۔۔ہمیشہ کی طرح ، رات کے نجانے کس پہر مجھے لگنے لگا ۔۔ جیسے کہانیوں کے بھوت اور اصل زندگی کے جن ایک ہی تو ہیں۔۔ مجھے یکایک خوف سا محسوس ہوا۔۔میں نے کتاب بند کی اور خاموشی سے امی ابو کے ساتھ جا کر لیٹ گیا۔۔پھر ابو نے اک عجب اطمینان کے ساتھ اپنے کمرے کا آخری جلتا ٹیبل لیمپ بھی بجھا دیا ۔۔کہ اب گھر کے سب افراد سکون سے سو گئے تھے۔۔

(ندا ایلی)

چڑیا

میں نے بہت مرتبہ جانے انجانے میں نوٹس کیا ہے ..وہ سب سے آخر میں کھانا کھاتی ہے ..اس کی کیا وجہ ہے ؟ میں تو ان ساس بہو کے ڈراموں کے بھی سخت خلاف ہوں جن میں بہو ڈائیونگ ٹیبل سے لگ کے کھڑی ہوتی ہے کہ سب گرم روٹی تناول کر لیں تو وہ آخر میں ٹھنڈی بچی ہوئی روٹی کھا لے ..میں ہی نہیں ، وہ بھی ایسے سین دیکھ کر ہنس دیتی ہے ..پھر ..آخر پھر کیا وجہ ہے کہ میرے آفس سے واپسی پر مجھے کھانا کھلا دینے ..اور بچے کو سلانے سے پہلے والا فیڈر دیئے بغیر وہ اپنا کھانا نہیں چنتی ؟؟
میں نے اس سے سوال پوچھا ..
"معلوم نہیں کیوں..لیکن ایسا لگتا ہے کہ مجھ سے پہلے میری فیملی میں سے کوئی بھوکے پیٹ سو گیا تو نوالے حلق سے نہیں اتریں گے..میں بچوں کو سلا کر جب ان کے چہرے پر اطمینان سے بھرپور نیند دیکھتی ہوں تو پھر آلتی پالتی مار کر ایک اک نوالہ کھانے کا اپنا ہی لطف اور ذائقہ آتا ہے ..وہ معصومیت سے ہنستے ہوئے بولی..
اس لمحے مجھے بے اختیار بچپن کی کتاب میں اپنے پورے گھونسلے کو اپنے پروں میں چھپائے آنکھیں موندے بیٹھی چڑیا کی تصویر یاد آ گئی...(ندا ایلی)

ماں اور روٹی

تمہیں گھر سے دور آ کر سب سے زیادہ کس چیز کا احساس ہوتا ہے؟؟۔ "ماں کی یاد آتی ہے ۔۔"
" کس لمحے سب سے زیادہ یاد آتی ہے ؟؟ "
"ماں کے گھر چاہے کچھ بھی ہو جائے ۔۔کبھی کوئی بھوکا نہیں سو سکتا۔۔کبھی گھر جاتے ہوئے یہ پریشانی نہیں ہوتی کہ کچھ آرڈر کرنا پڑے گا ۔۔یا خود کچھ پکانا پڑے گا یا میگی ابالنا پڑے گا ۔۔چاہے دو کمروں کے غربت سے بھرے گھر میں رہنے والی ماں ہو جو اپنی روٹی بچوں کے لئے چھوڑ دے یا بڑے بنگلے میں رہنے والی ماں ہو جو نوکر چاکر کے باوجود اپنے بچے کے لئے گرم روٹی اپنے ہاتھ سے ڈالے ۔۔ماں کبھی اولاد کو بھوکا نہیں دیکھ سکتی۔۔ اور اسی لئے جاب سے واپسی پر اپنے لئے میگی ابالتے ہوئے مجھے ماں کی سب سے زیادہ یاد آتی ہے ۔۔
گو میں یہاں کبھی بھوکا نہیں سویا ۔۔لیکن یہاں کبھی دو بندوں کا کھانا اکیلے کھا کر بھی ماں کے ہاتھ کا روٹی سالن کھا کر سونے کے بعد جیسی نیند نہیں آئی ۔۔(ندا ایلی)

اسکی پہلی ڈکشنری

وہ اس دن صوفے سے کپڑے اٹھا رہی تھی جب یونہی چلتے چلتے اس نے نوٹس کیا کہ اس کا ننھا بیٹا بالکل اپنے بابا کی طرح ہیلمٹ پہننے کی کوشش کر رہا ہے ..کبھی وہ دادی کی طرح تسبیح پڑھنے کی کوشش کرتا ہے..کبھی نانا کی طرح سجدہ کرنے کی جستجو کرتا ہے ..اور میں ؟ اس نے سوچا ..وہ میری طرح جملے بنانے کی کوشش کرتا ہے ..وہ میرے بولے ہوئے الفاظ دہرانے کی کوشش کرتا ہے ..کیونکہ شاید میں سب سے زیادہ اس سے باتیں کرتی ہوں..."
اس کا دل دھک سے رہ گیا ..مجھے کس قدر سوچ سمجھ کر اپنے منہ سے کوئی بھی لفظ ادا کرنا چاہیئے ..کہ وہ تو میرے بولے گئے الفاظ ذہن نشین کرتا ہے..گویا میں اس کی پہلی ڈکشنری ہوں..
اسی دوران اس کے ننھے بیٹے نے اس کو ماں کہتے ہوئے بس یونہی گلے لگا لیا..وہ مسکراتے ہوئے سوچنے لگی...."ماں" یہ شاید وہ واحد لفظ ہے جو اس نے کسی کے سکھائے بغیر ہی ذہن نشین کر لیا تھا..(ندا ایلی)

بچت

مجھے اکثر ایسا لگتا تھا کہ وہ مہینے کی آمدنی سے کچھ نہ کچھ پیسے نکال کر کہیں رکھ لیتی ہے ۔ میں اس کا مذاق اڑایا کرتا تھا کہ اتنے ذرا سے پیسے بچا کر کیا کر لو گی..وہ چڑ جایا کرتی تھی..
ہماری شادی شدہ زندگی کا ایک بڑا حصہ اک دوسرے کا ساتھ دیتے لیکن ایک دوسرے کے ساتھ چھیڑ چھاڑ میں گزر گیا ..میں اک دکاندار ہی رہا اور اپنے خواب کے مطابق بہت بڑا بزنس مین نہ بن سکا اور وہ بھی بس ایک سکول ٹیچر ہی رہی کبھی پروفیسر نہ بن سکی ..
لیکن ہماری زندگی میں کچھ غیر معمولی نہ ہونے کے باوجود کبھی کوئی کمی نہ آئی ..ہم نے ہمیشہ اچھا کھایا پہنا اور تقریباً ہر سال مری گئے..
کبھی کسی بھی اونچی نیچ ، کسی بھی کچے مقام پر میں ذرا سا جو ڈگمگاتا تو وہ نجانے کہاں سے اپنی بچت کئے گئے پیسے نکال لاتی..جو اکثر محظ چند ہزار روپے ہی ہوتے لیکن نجانے کیسے ہمیں اس پریشانی سے نکال لیا کرتے تھے...
اور میں نے زندگی سے یہی سبق سیکھا کہ بہت بڑا مکان ضروری نہیں ..بس مکان کے پاس اک بڑا سا درخت ضروری ہے ..جس کی چھاؤں تلے سب اک چارپائی پر بیٹھ کر گرمی کی شدت کاٹ لیں...(ندا ایلی)

بوڑھی
میرے سفید بالوں اور بوڑھی جھریوں والی جلد پر لگانے کے لئے مجھے تیل دے کر جانے والی اپنی بیٹی کو میں دور سے دیکھ رہی تھی..جوان تو اب وہ بھی نہیں رہی تھی ..میں نے اپنی دھندلی ہوتی آنکھوں سے اس کو پچاس کے پار جاتے دیکھا تھا..گویا میں نے اس میں اپنا ماضی دیکھا تھا..شاید مجھے آدھا ادھورا آج بھی یاد ہے کہ اس نے کب بالوں میں کلر لگانا شروع کر دیا تھا کہ مانگ کے نزدیک کے بالوں کی سرمئی رنگت چھپ سکے..شوہر بچوں کے لئے روٹیاں ڈالتے ڈالتے اس کی ہاتھوں کی ساخت کو تبدیل ہوتے میں نے دیکھا تھا..اب شادی میں اس کے پاس سے گزرتے لڑکے لڑکیاں بڑے رسان سے اسے "آنٹی رستہ دیجیئے گا" کہہ کر گزر جایا کرتے تھے..وہ بھی اٹھتے بیٹھتے گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے لگی تھی.. مرد ہمیشہ جوان رہتا ہے اور عورت ؟ عورت کے بارے ایسی کہاوت نہیں چونکہ عورت عمر سے پہلے ہی بوڑھی ہو جاتی ہے..
میری کنگھی چوٹی کرنے کو وہ ایک شیشہ لے آئی اور میرے پیچھے بیٹھ گئی..میں نے شیشے میں اپنا اور اسکا چہرہ دیکھا.. اور اک پل کو لگا کہ زندگی کے مختلف مراحل پر موجود یہ دو چہرے ایک ہی ہیں..جو نجانے کیسے ایک دوسرے سے اکثر ہمکلام ہو جاتے ہیں ..(ندا ایلی)

ماں کے دوپٹے

ماں نے اپنی پرانی اٹیچی کھول رکھی تھی جب میں وہاں پہنچی۔ ماں شادی کے لئے دوپٹے نکال رہی تھی ۔ میچنگ کر کے سوٹ بنا بنا کر رکھ رہی تھی۔میں نے ماں کی اٹیچی میں بڑے قرینے سے طہ کر کے رکھے کپڑوں کو چھو کر دیکھا۔وہ آج بھی ویسے ہی ملائم تھے۔۔ماں یہ اب تک اتنے اجلے کیسے ہیں؟ میں نے پوچھا؟ ارے یہ تو ہمارا رکھنے کا سلیقہ تھا۔۔تمہاری طرح تھوڑی کہ جہاں پایا وہیں چھوڑ دیا۔۔اس دن ماں کتنی ہی دیر دوپٹے اور سوٹ جوڑے بنا بنا کر رکھتی رہی۔۔۔
میں کتنی ہی اٹیچیاں سسرال ساتھ لائی تھی۔سب کھول کر سیٹ بھی کر لی تھیں۔سب سوٹ ہینگر میں لٹکا دئیے تھے۔لیکن آج کئی سالوں بعد بھی، ماں کے کپڑوں کی وہ اٹیچی میں نے ایسے ہی رہنے دی تھی۔۔جانتے ہیں کیوں؟ کیونکہ کہیں کسی پھیکی پڑتی قمیض کا دوپٹہ بھی اتنا ہی بد رنگ ہو جائے یا اس میں سوراخ بن جائیں تو ماں کی اٹیچی میں اس کی میچنگ کا کھنکھتا جھلملاتا دوپٹہ نجانے کیسے نکل آتا ہے۔۔پھر میں پوری محفل میں وہ دوپٹہ اوڑھتی پھرتی ہوں۔۔وہ دوپٹہ سب کچھ چھپا لیتا ہے۔۔میری قمیض کے پھیکے رنگ اور ادھڑتی کڑھائی۔اسکا نچلا ٹوٹا بٹن۔۔اور دامن سے لٹکا نیلا دھاگا۔۔سب کچھ۔۔یہاں تک کہ میں پھر سے نئی نویلی دلہن کی طرح لگنے لگتی ہوں۔ (ندا ایلی)

آج چھٹی تھی اور میں صبح سے ہی گھر پر تھا۔ظہر کی نماز پڑھ کر کچن میں امی کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ امی بڑی توجہ سے سموسے بنا رہی تھیں۔ سموسے کے اندر ڈالنے کے لئے قیمہ غالباً امی نے صبح ہی تیار کر لیا تھا۔ اب وہ بڑی نزاکت سے ایک ایک پٹی کھول کر اس میں اتنی مقدار میں قیمہ ڈال رہی تھیں کہ وہ آسانی سے بند ہو جائے۔قیمہ ڈالنے کے بعد وہ کسی فنکار کی طرح اس کو لپیٹتی تھیں تاکہ وہ ایک خوبصورت تکون کی شکل اختیار کر لے۔ان کے ماتھے پر ننھے ننھے پسینے کے قطرے نمودار ہو چکے تھے۔۔۔"بہت ہی صبر آزما کام ہے ، آخر جو بھی شکل بن رہی بنا دیں۔اتنی محنت کی کیا ضرورت ہے"۔۔میں نے سوچا۔۔۔۔ افطاری کا وقت ہو چکا تھا۔ میرے سامنے رکھے خستہ،تکونی خوشبودار سموسےمیری بھوک مزید بڑھا رہے تھے۔ ان سب کا رنگ اور شکل بالکل کسی مصور کی تصویر کی طرح مساوی تھے۔ ابو کی آواز آئی کہ بیٹا پہلے امی کو شربت کا گلاس دے آؤ وہ ابھی تک کچن میں ہیں۔۔۔
میں نادم ہو کرتقریباً بھاگتا ہوا شربت کا گلاس لے کر کچن میں پہنچا۔۔ امی چاولوں کو ابال دے رہی تھیں۔۔ میں نے گلاس رکھتے ہوئے امی کی پلیٹ کی طرف دیکھا۔۔ کچھ گہرے سیاہی مائل بھورے اور وہ تمام سموسے جو کسی وجہ سے تلتے ہوئے کھل گئے یا چپٹے اور کم شکل رہ گئے ،امی کی پلیٹ میں موجود تھے۔۔۔
"شاید مجھے آج تک نظر نہیں آیا ۔۔ ہر گھر میں خوشی کے ساتھ جو دکھ اور پھول کے ساتھ جو کانٹے آتے ہیں ۔۔ وہ ماں باپ اپنے اندر چھپا لیتے ہیں۔۔۔ میں امی کا ہاتھ پکڑ کر انہیں ٹیبل پر لے آیا۔(ندا ایلی)

ساتھی

میاں بیوی کو ایک دوسرے کی سب سے زیادہ ضرورت کب ہوتی ہے؟ شادی کے سٹیج پر فوٹوگرافی کراتے ہوئے؟ مہندی کے ڈانس سٹیپ ریہرسل کرتے ہوئے ؟ شیروانی اور لہنگا میچ کرتے ہوئے؟ لڑکی /لڑکے والوں کی پسند کا کھانا اور کپڑروں کے جوڑوں کا بندوبست کرتے ہوئے؟ بالکل نہیں..میاں بیوی کو ایک دوسرے کی ضرورت زندگی کے اتار چڑھاؤ کے دوران پڑتی ہے..بیوی کو حمل کے دوران اور حمل کے بعد آنے والی تبدیلیوں کے دوران اور نئے گھر میں ایڈجسٹمنٹ کے لئے شوہر کی اور شوہر کو کاروباری معاملات، بیرونی مسائل کے دوران بیوی کے ساتھ کی ضرورت ہوتی ہے ..بچوں کی پرورش..اور بچوں کے بڑے ہو جانے اور اپنی زندگی میں خودمختار ہو جانے کے بعد ، میاں اور بیوی کو، ادھیڑ عمری میں نفسیاتی و جذباتی ساتھ کی ضرورت ہوتی ہے..اس لئے اپنے بیٹے یا بیٹی کے لئے جیون ساتھی کی تلاش کے دوران رنگ نسل ذات اور سٹیٹس دیکھنے کی بجائے ذہنی ہم آہنگی دیکھیں (ندا ایلی)

بس ہاؤس وائف

آپکی وائف کیا کرتی ہیں۔لوگوں کی گہما گہمی میں ایک تیز رنگ کی ساڑھی پہنے خاتون نے اس سے سوال کیا تھا۔۔جی یہ بس ہاؤس وائف ہیں۔۔اچھا اتنا پڑھ لکھ کر بھی جسٹ ہاؤس وائف؟ خاتون نے استفسار سے پوچھا۔۔جی بس کچھ ہی ماہ پہلے بچوں کی وجہ سے جاب چھوڑی ہے ۔۔اس کے میاں نے مایوس کن دبے ہوئے لہجے میں جواب دیا تھا۔۔۔
ایک ہاؤس وائف کیا ہوتی ہے ؟ وہ اکثر سوچا کرتی تھی ۔۔کیا گھر میں رہ کر بچوں اور گھر کی دیکھ بھال کرنے والی خاتون کو "جسٹ" ہاؤس وائف کہنا انصاف تھا؟ وہ نلکے کے نیچے بہتے تیز پانی میں فیڈر دھوتے ہوئے گہری سوچ میں گم تھی جب اسے ایسا محسوس ہوا کہ تیز پانی جیسے آہستہ آہستہ اس کی جلد کا سنہری رنگ و رونگن بھی بہا لے جائے گا۔۔یکدم اسے دودھ کا ابال آ جانے کی آواز آئی وہ تیزی سے گرم دودھ اٹھانے کو جو مڑی تو نجانے کدھر سے بھاگ کر آتا شریر منا اس کی ٹانگوں سے لپٹ گیا۔۔ اس سے پہلے کے چھلکتا گرم دودھ ننھے کے نازک گالوں کو زخمی کرتا اس نے اپنے ہاتھ سے دودھ کے وہ تمام گرم قطرے اپنے ہاتھوں میں لپیٹ لئے۔۔ درد کی شدت سے اس کی آنکھیں نم اور ہاتھ سرخ ہو گئے۔۔
رات ڈائینگ ٹیبل پر تیزی سے کھانا چنتے انہی لال ہاتھوں اور سب کی ضرورت پر نظر رکھتی انہی نم آنکھوں میں اس ایک دن میں آئی تبدیلی پر کسی نے غور نہیں کیا۔۔۔اسے لگا کہ صرف وہی جانتی ہے اور رفتہ رفتہ سب بھول جائیں گے کہ اس کے ہاتھ کبھی بے حد سنہری اور آنکھیں بے حد رنگین تھیں۔۔۔(ندا ایلی)

جس دن میں نے پہلی بار خود پٹرول ڈلوایا میری نظریں میٹر سے ہٹی ہی نہیں تھیں۔ایک پیسہ بھی اوپر اور ایک قطرہ بھی ضائع نہیں ہونا چاہیئے ۔ جس دن پہلی بار خود پھل خریدے اس دن ایک ایک پھل جانچا ، سونگھ کر پرکھا۔ اس دن یہ احساس ہوا کہ جب تک ابا اپنی جیب سے ہمارے لئے پیسے نکالتے رہے ..میں نے خود کبھی میٹر نہیں دیکھا اور گاڑی چلتی رہی ... پھل آنکھیں بند کر کے کھا لئے ہمیشہ شیریں نکلے۔اس وقت ایسا لگتا تھا کہ یہ دنیا بس اپنے آپ چل رہی ہے۔صبح ہو گی .. اماں بہترین لینچ بیگ میں ڈال دیں گی اور ہم سکول پہنچ جائیں گے۔ لگتا تھا شاید ابا کہیں کے بادشاہ ہیں اور ہم شہزادے...

اس دن میں نے اس پھل فروش کی پسینے سے بھیگی کمر دیکھی جو کچھ پیسے اپنےننھے بچے کو آئیس کریم کھانے کے لئے نکال کر دے رہا تھا تو احساس ہوا کہ بابا بننا اتنا آسان نہیں ہوتا..یہ جو بابا ہوتے ہیں۔یہ سبھی پسینہ بہا کر گھر آتے ہیں۔لیکن ہم کبھی ان کی بھیگی کمر دیکھ ہی نہیں پاتے۔

آج سکول کے باہر اپنے بیٹے کا انتظار کرتے ہوئے میرے ماتھے پر ننھی ننھی پسینے کی بوندیں نمودار ہونے لگیں..یکدم دور سے میرا ننھا پھول بھاگتا ہوا آ کر مجھ سے لپٹ گیا .. پھر اس نے نان سٹاپ اپنے سکول کی کہانیاں سنانا شروع کر دیں۔میں نے چپکے سے اپنے ہاتھوں سے اپنا پسینہ صاف کیا اور اس کی طرف متوجہ ہو گیا. آج مجھے سمجھ آیا کہ بابا کے ہاتھ اکثر نم کیوں رہتے تھے۔میرا دل کیا کہ کاش ایک بار صرف ایک بار میں مڑ کر بابا کی بھیگی کمر بھیگا ماتھا دیکھتا اور اپنی ننھی انگلیوں سے ان کا پسینہ پونچھ دیتا.. کاش کبھی تو میں ان کے لیے اپنے ہاتھ نم کرتا۔(ندا ایلی)

عادت

سارہ کافی دنوں بعد بچوں کو لے کر میرے پاس آئی تھی۔ تھکی ہوئی لگ رہی تھی اس لئے میں نے فوراً اسکی پسندیدہ دودھ والی چائے بنا دی ..چائے بچے کو کھانا کھلانے کے انتظار میں ٹھنڈی ہو گئی اور اسکے بعد چھوٹی کا ہاتھ لگنے سے کچھ چائے نیچے بھی گر گئی .. میں نے اسکی طرف دیکھا ..وہی سارہ جو ٹھنڈی چائے دینے پر سارا گھر سر پر اٹھا لیتی تھی ..ماتھے پر کچھ بل ڈالتے ہوئے اٹھی اور چائے گرم کر کے میرے پاس آ کر بیٹھ گئی..وہ مجھے اپنے دن بھر کی روداد سناتی رہی اور میں ایک ٹک اسکا چہرہ دیکھتی رہی---
اسکے چہرے پر تھکاوٹ کے باوجود اک سکون تھا کہ بڑے بچے نے پراٹھا کھا لیا ہے ..اسکی آنکھوں میں نیند کے باوجود تشکر تھا کہ شکر ہے چائے ٹھنڈی تھی اور چھوٹی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا..اسکے اندر صبر کا خوبصورت عنصر پیدا ہو چکا تھا..آج اسکے وجود میں مجھے اپنا اولاد کی پرورش کے ساتھ پیدا ہونے والے تحمل کا سفر نظر آیا ..کہ اسکی سینڈل کے ساتھ آئی مٹی جسے دیکھ کر مجھے ہمیشہ غصہ اور اسکو ڈانٹ پڑ جایا کرتا تھا..اب جیسے میری عادت بن چکی تھی..اک ایسی عادت جو محبت کے سانچے میں ڈھل کر پختہ ہوتی چلی جاتی ہے ..
(ندا ایلی)

تبدیلی

سلمی نے پوچھا..کیا شادی کے بعد کچھ بدلا..وہ کہنے لگی کچھ زیادہ نہیں..بس اتنا کہ کانٹے سے کھانا کھاتے کھاتے اب چمچ سے کھانے لگی ہوں..دھیمی موسیقی کی بجائے اب بھنگڑا میوزک سن لیتی ہوں..اب ہلکے رنگوں کے ساتھ ساتھ شوخ رنگ بھی پہن لیتی ہوں..میٹھی چائے کے ساتھ اب نمکین سبز چائے بھی پی لیتی ہوں.."ارے تو کیا تمہیں یکسر بدلنا پڑا خود کو شادی کے بعد؟" .."نہیں" وہ کہنے لگی.." یہ تبدیلی یکسر تو نہیں ..یہ تبدیلی لطیف اور خوشگوار ہے .جیسے ایک صحن کی مٹی ..جو ایک قسم کی بارش کی عادی ہے..پھر اس پر کسی دور دراز سے آئے بادل کی پھوار پڑے..تو شاید وہ اور زرخیز ہو جاتی ہے..اپنے آپ ہی کوئی نیا پھول بوٹا اگانے لگتی ہے ...جسکی انوکھی خوشبو سارے آنگن کو مہکا دیتی ہے..(ندا ایلی)

منافق

آپ کے ارد گرد کئی طرح کے لوگ موجود ہوتے ہیں.. ان میں ایک قسم ایسی ہے جو آپ سے لڑ پڑتے ہیں، جو کچھ دل میں ہوتا ہے وہیں بول دیتے ہیں،کبھی آواز اونچی بھی ہو جاتی ہے ان کی، گلہ شکوہ آپ کی خطا آپ کے منہ پر ہی آپ کو بتا دیتے ہیں.ان پر غصہ تو بہت آتا ہے لیکن ان سے ڈر نہیں لگتا..
اور لوگوں کی ایک دوسری قسم ایسی ہے جو آپ کے سامنے آپ کی تعریف کرتے ہیں، کبھی آپ کو غصہ نہیں دلاتے، یہ لوگ آپ کے سامنے خاموشی سے مسکراتے ہیں لیکن آپ کے پیٹ پیچھے آپ پر چلاتے ہیں اورآپ کی خامیاں بیان کرتے ہیں
مجھے اس دوسری قسم کے لوگوں سے ڈر لگتا ہے...

ندا ایلی

گڑیا کا گھر

بیل بجی تھی جب میں نے دروازہ کھولا..وہ مسکراتے ہوئے اندر داخل ہو گئی..بچے نانا نانا کرتے میری گود میں چڑھ گئے..میں نے مڑ کر اسکی طرف دیکھا..وہ ہمیشہ اسی طرح تو آتی تھی..نیلا ہنیڈ بیگ..بچوں کے کھلونوں کا گلابی بیگ..دودھ کے ڈبے .لنچ باکسز...اسکے بکھرے بال..سب کچھ ویسا ہی تو تھا پھر وہ کیوں الگ سی دکھ رہی تھی..میں نے اسکی آنکھوں میں دیکھا تو اسنے آنکھیں چرا لیں..سارا دن یونہی بچوں کے ساتھ کھیل کود میں گزر گیا..شام ہو گئی.عموما شام چڑھتے وہ چلی جاتی تھی .اسکی امی اسکے لئے کھانا رکھ رہیں تھیں..میں نے پھر اسکی طرف دیکھا تو وہ بھی مجھے دیکھنے لگی..اسکی آنکھوں کے کونے تر تھے..جیسے وہ کہہ رہی ہو کہ بابا کچھ دیر اور رکنا چاہتی ہوں..
آج یہیں رکنا چاہتی ہوں۔
رات دس بجے امجد میاں اسے لینے آ گئے..اپنے ساتھ کیک اور پھل لائے تھے..دونوں میں کچھ دیر کھسر ہوئی..جیسے وہ اسے منا رہے ہوں ..میں دور بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا جب اسنے الوادع کہنے کے لئے میری طرف دیکھا..میں نے کوئی سوال نہ کیا..آنکھوں ہی آنکھوں میں کہا کہ جب بھی تھک جاؤ ...سستانا چاہو..کچھ کہنا چاہو..رونا چاہو..تو اس گھر کے دروازے ہمیشہ کھلے ہیں..وہ مسکرا دی..اسکے جانے کے بعد میں نے دیکھا..اپنی ننھی بیٹی کی گڑیا وہ ساتھ لے گئی تھی اور گڑیا کا گھر یہیں چھوڑ گئی تھی..
میں نے وہ گھر شیشے کی الماری میں سنبھال کر رکھ دیا...
(ندا ایلی)

شلجم

آج اس نے شلجم بنایا تھا اور میں نے ہمیشہ کی طرح اس سے پوچھا تھا کہ شلجم میں چینی تو نہیں ڈالی اور اس نے کہا تھا کہ نہیں ڈالی ..میں نے ہمیشہ کی طرح بہت مزے لے کر وہ شلجم کھایا تھا..
نجانے کیسے میرا دل ہمیشہ سے یہ جانتا تھا کہ شلجم کی کڑواہٹ مٹانے کے لئے اسے چینی ڈالنی ہی پڑتی ہے ..وہ چینی ڈال کر بھی اسے کچھ ایسا ذائقہ دے ڈالتی ہے کہ معلوم ہی نہ پڑے چینی ڈالی گئی ہے اور شلجم کی کڑواہٹ بھی ختم ہو جائے ...
میں اسے سالن ڈبے میں نکال کر فریج میں رکھتے ہوئے روزانہ دور سے دیکھتا ہوں..ایسے میں مجھے اکثر محسوس ہوتا ہے جیسے وہ روزانہ گزرتی زندگی کے کتنے ہی کڑوے مراحل میں تھوڑی تھوڑی شکر ملا کر ..چپکے سے ان کی کڑواہٹ ختم کر دیتی ہے..اور ہم انجانے میں ہی لذیذ شلجم کھا کر سو جاتے ہیں..(ندا ایلی)

افطاری

آج ہماری صبح ہی کسی چھوٹی سی بات پر بحث ہو گئی تھی ۔ میں خدا حافظ کہے بغیر ہی گھر سے نکل آیا تھا۔ اس نے جاتے جاتے یہ بھی کہا تھا کہ آج افطار نہیں ملے گی ..میں نے سنی ان سنی کر دی تھی ۔ سارا دن عجب بے چینی سی رہی تھی ۔ کئی بار سوچا کہ فون کر لوں "لیکن اس نے بھی تو نہیں کیا " یہ سوچ کر ارادہ ترک کر دیا ..افطار میں کچھ ٹائم تھا جب میں گھر روانہ ہوا..ہمیشہ کی طرح اذان گھر پہچنے سے دو تین منٹ پہلے ہی ہو گئی..میں ایک ٹریفک سگنل پر تھا جب میں نے پانی کے گھونٹ اندر اتارے ..کیا کروں؟ راستے میں بھرپور افطار کر لوں یا گھر جا کر بیگم کے ہاتھ کی مزیدار افطار کروں..نہیں معلوم گھر میں افطار ملے گی یا نہیں..یہی سوچتے سوچتے میں نے اک انجانے لیکن مضبوط بھروسے کے تحت گاڑی گھر کی طرف موڑ دی..میں دھیرے سے گھر داخل ہوا تو گھر میں افطار کے لوازمات کی مزیدار خوشبو پھیلی ہوئی تھی..میں نے چپکے سے باورچی خانے میں دیکھا تو صبح کی بحث اور اپنی افطار نہ دینے والی بھولی بھالی دھمکی کو یکسر بھولے وہ بکھرے بالوں کے ساتھ افطار بنانے میں مصروف تھی..

زندگی کے سفر میں ملنے والے دھوپ کو بانٹنے والا ساتھی بس ایسا ہی چاہئیے جو تیز گرمی میں بھی آپکے لئے ٹھنڈا پانی بچا کر رکھے..میں نے مسکراتے ہوئے افطاری ترتیب دینے میں اسکی مدد شروع کر دی..(ندا ایلی)



کتنے آدمی تھے؟

جب سے خان صاحب کے جانے کی باتیں ہو رہی تھیں..دل میں اک خوف سا تھا کہ میرے علاؤہ سب لوگ اب خان صاحب کے خلاف ہو چکے ہیں..کیونکہ پچھلے مہینے ہی پڑوسی کمال صاحب ، آفس کے جمال صاحب، بیگم کے پھوپھا شمال صاحب اور میرے خالو جلال صاحب خان صاحب کی حکومت سے کوئی نہ کوئی شکایت کرتے نظر آتے تھے..لیکن جس دن خان صاحب کو ڈی الیکٹ کر کے کرائم منسٹر کو ری سیلکٹ کیا گیا..میں نے دیکھا کہ یہی تمام حضرات رات کے ایک بجے میرے گھر کے باہر پہنچ گئے..نم آنکھوں اور ٹوٹے دل کے ساتھ ہم لبرٹی چوک پہنچے تو وہاں بے شمار لوگوں کو جمع پایا..ایک نوجوان کو کہتے سنا کہ خان صاحب سے گلے شکوے تھے تو ایسے ہی جیسے بچوں کو اپنے ابا جان سے ہوتے ہیں..لیکن کوئی ہمارے ابا کو ہاتھ لگائے تو ہم تمام دوستوں یاروں کو فون کر کے کہتے ہیں کہ فوراً بندے لے کر پہنچو ..جھگڑا ہو گیا ہے .اس کے بعد کسی کی یہ پوچھنے کی ہمت نہیں ہوتی کہ کتنے آدمی تھے..(ندا ایلی)

دوست

وہ کہنے لگی..جس طرح ہڈیاں بڑھنے کی ایک عمر ہوتی ہے..اسی طرح دوست بنانے کی بھی ایک عمر ہوتی ہے ..اور وہ ہوتی ہے سٹوڈنٹ لائف ..اس دوران (نوٹس مانگنے کے علاؤہ) ہم بے غرض ہو کر دوست بناتے ہیں..ہم انہی کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں جن کے ساتھ ہماری کیمسٹری میچ ہوتی ہے..ہمیں صرف ہنسی مذاق اور مستی میں دلچسپی ہوتی ہے ..اس وقت فکر معاش سے بے خبر ہم بس اچھا وقت گزارنے ، اچھا محسوس کرنے پر فوکس کرتے ہیں ..اور ایسے لمحوں میں ہمارے ساتھی ہوتے ہیں ہماری یونیورسٹی کے دوست ..
زندگی کی پریکٹل دوڑ میں شامل ہو کر کالج کنٹین کی ٹیبل پر اکھٹے سموسہ کھانے والے دوستوں کو گو ہم بہت پیچھے کہیں چھوڑ آتے ہیں..لیکن سنسان راتوں کے گہرے سپنوں میں کبھی کبھی ان کے دھندلے چہرے نظر آ جاتے ہیں..اور دل چاہتا ہے کہ خواب طویل ہو جائے..(ندا ایلی)

روٹی

ایسا پہلی مرتبہ نہیں ہوا تھا کہ اس نے بچت کی خاطر پھر سے ہلکی جلی ہوئی روٹی کھا لی تھی ..اور میں بہت ناراض ہوا تھا.. میں کھا لیتا ہوں یہ روٹی ..میں نے اس کے ہاتھ سے نوالہ لیا لیکن چاہ کر بھی نہیں کھا سکا..تم ایسا کیوں کرتی ہو؟ کیا میں اس لئے اتنی محنت کرتا ہوں کہ تمہیں سخت روٹی کھاتا ہوا دیکھنا پڑے ..میں جھلا کر باہر چلا گیا...
اس دن دفتر واپسی پر کیلے دو سو روپے درجن ، پیاز ، ٹماٹر ، مالٹے..سب کے ریٹس سن سن کر میرا سر پھٹ رہا تھا جب میں گھر میں داخل ہوا..گھر داخل ہو کر مجھے محسوس ہی نہیں ہوا کہ باہر ایک نوکری پیشہ آدمی کے لئے زندگی کتنی مشکل ہو چکی ہے..میری گرم چائے ..میرے لئے گھر کا بنا سادہ لیکن مزیدار کھانا ..میرا انتظار کر رہا تھا..میں نے اپنی تنخواہ اپنی بیگم کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے سوچا..باہر چاہے جتنی بھی کڑی دھوپ اور سختی ہو ..درجن بھر پھل بھی آپ کی پہنچ سے باہر ہو جائیں لیکن گھر کی ٹھنڈی چھاؤں مجھے ہمیشہ میسر رہے گی..اور میں نے اپنے سامنے رکھی روٹیوں میں سے سب سے نرم اور گرم روٹی کا نوالہ توڑ کر بیگم کو کھلا دیا (ندا ایلی)



NidaEily

@EilyNida

جی اللّٰہ کا بڑا کرم ہے..بچوں کو بھوکا بھی سلانا پڑا ، بل زیادہ آنے کے باعث گھر کی بجلی بھی کٹوانی پڑی ، پٹرول اور مہنگائی کے باعث موٹر سائیکل تو کیا سائیکل بھی بیچنی پڑی.. سبزی دال تک گھر میں پکانا چھوڑ دیا لیکن شکر ہے کبھی فرائی پین سے استری کرنے کی نوبت نہیں آئی !!

بہن بھائی اور بچپن
بچپن سے بہن بھائیوں کا مل جل کر رہنا ایک بے حد حسین احساس تھا..کبھی چھوٹو کو اکیڈمی جلدی پہنچنا ہے تو بڑے بھیا گاڑی کی بجائے بس سے چلے جاتے تھے..کبھی ماجد بھائی کی صبح سات بجے والی کلاس کی خاطر ہم تینوں بھائی صبح صبح اٹھ کے بیٹھ جاتے تھے..یہ تھا بھائی چارہ..یہ اس وقت کی بات ہے جب ابا ہم سب میں جیب خرچ بانٹا کرتے تھے..
آج ہم سب بھائیوں کی اپنی اپنی زندگی ہے..بچے ہیں بیگم ہے..کسی کی بیرون ملک نوکری ہے تو سگے بہن بھائی یا ان کے بچوں کی شادیاں بھی چھٹی نہ ملنے کی وجہ سے مس ہو جاتی ہیں..بچوں کے سکول، parent teacher meeting کی خاطر چھوٹے بھائی کی گریجوئیشن سیرمنی مس ہو جاتی ہے..اماں ابا کے گھر سب اپنی اپنی چھٹیوں کی سہولت کے حساب سے جاتے ہیں..زندگی مصروف ہے ، پٹرول مہنگا ہے اور ضرورت کی اشیا مہنگی ترین..دن رات محنت کرتے ہیں بچوں کی اچھی تعلیم بہترین تربیت کے لئے...یہاں تک کہ بعض اوقات رابطہ بس اک کامن وٹس ایپ گروپ کے صبح بخیر تک رہ جاتا ہے..
لیکن آج بھی دل کرتا ہے کہ ماجد بھیا کی صبح سات بجے والی کلاس کے لئے ابا کا الارم صبح چھ بجے ہی بجنا شروع ہو جائے.ہم سب بھائی نخرے سے اٹھیں، ماں کے ہاتھ کے بنے ہوئے پراٹھے کھا کر ابا کی پرانی سوزوکی میں بیٹھیں..اترنے سے پہلے اپنا اپنا جیب خرچ مانگیں..اور اپنی اپنی کلاسز کی طرف روانہ ہو جائیں..اس خوشگوار احساس کے ساتھ کہ چھ سات گھنٹے بعد سب گھر والوں سے امی کے ہاتھ کے بنے کھانے کی ٹیبل پر ملاقات ہو گی (ندا ایلی)

بولی

آج اس نے شاید پہلی بار خود سے ہی اک جملہ بنایا تھا ..اس نے کیا کہا تھا کوئی نہیں سمجھ پایا تھا ..اس کی زبان توتل اور الفاظ ٹوٹے پھوٹے تھے ...وہ بہت سے چیزوں کے ایسے نام بھی لیا کرتا تھا جن سے ان چیزوں کو نہیں پکارا جاتا..سب لوگ ہنس رہے تھے ..اس کے جملے کی بناوٹ پر ..اس کی نا سمجھ آنے والی بولی پر .وہ سمجھ رہے تھے وہ بس یونہی کوئی بے تکی بے مطلب سی بات کر رہا ہے..وہ خاموشی سے سب کو اپنے اوپر ہنستے ہوئے دیکھ رہا تھا..لیکن میں سمجھ چکی تھی کہ اسے اپنی ایک خاص کھلونہ گاڑی چاہئے ..وہ اپنے چاروں طرف نظر آنے والے دانتوں کو حیرت سے دیکھ رہا تھا جب میں اسکی گاڑی لے کر آ گئی .وہ بھاگ کر میری طرف آ گیا ..اور گاڑی کو دیکھ کر کھلکھلا کر ہنسنے لگا ..میں چیزیں سمیٹنے کے لئے مڑی تو وہ بڑھ کر مجھ سے لپٹ گیا .میں نے اسکی آنکھوں میں دیکھا اور ایسا محسوس ہوا جیسے وہ کہہ رہا ہو.."صرف تم مجھے سمجھ پائی ماں-" .. میں نے اسے بانہوں میں بھر لیا ...(ندا ایلی)

چائے

چائے میرے لئے کیا تھی میں بتا نہیں سکتا..مجھے یاد ہے بانو نے کہا چائے چھوڑ دو یا مجھے چھوڑ دو..اور میں نے استخارے میں "نہ" نکلوا دی تھی۔ماں نے کہا تھا چائے چھوڑ دو نیند اڑ جائے گی.. اور میں نے نیند کی گولیاں خرید لی تھیں...میرے برگر دوست نے کہا جانی آجکل قہوہ پینا فیشن ہے ..لیکن ہمیں تو وہی بیس منٹ تک چولھے پر کھولتی دودھ پتی پسند تھی..چائے میرا ہر وقت کا بہترین دوست ہے..دوست سے لڑائی ہو جائے تو چائے..دوست سے دوستی گہری ہو جائے تو چائے..ایگزام سے پہلے چائے ایگزام پاس ہونے کا celebration چائے..ایگزام پاس نہ ہونے کا دکھ تو بھی چائے....کچی سڑک کے چھوٹے ڈھابے کی چائے اور مہنگے ریستوران کی نازک پیالی کی چائے..ماں کے ہاتھ کی چائے، بیگم کے ہاتھ کی چائے..اپنے ہاتھ کی چائے..

میں اکثر سوچتا ہوں..چائے کے اجزاء تو ایک ہی ہیں..پھر ہر چائے کا ذائقہ کیوں جدا ہوتا ہے؟ اور پھر مجھے احساس ہوتا ہے کہ چائے بھی فنگر پرنٹس کی طرح ہوتی ہے۔ایک جیسی دکھنے والی لیکن بالکل منفرد..آپ اس سے ایک شخص کی پہچان کر سکتے ہیں..(ندا ایلی)

گرم روٹی

ماں اکثر مجھے کہتی تھی کہ کھانا گرم گرم ہی کھانا چاہئیے ۔ مجھے آج بھی یاد ہے جب بھی وہ سبزی بناتی تھی ۔مجھے کچن میں اپنے پاس ہی بٹھا لیتی تھی ۔ وہ کہتی تھی توے سے روٹی اترتے ہی نوالے بنا بنا کر پیٹ میں ڈال لو ۔۔میں چڑ کر کہتا تھا کہ آپ ایسا اس لئے کہتی ہیں کہ میں خوشی خوشی سبزی کھا لوں ۔۔لیکن اگلی بار میں بریانی ہی کھاؤں گا۔۔
ماں بریانی بھی گرم گرم دم لگی ہوئی ہی دیتی تھی پھر بھی نجانے کیوں میں ہر مرتبہ ان کی کوشش کو رد کر دیتا تھا۔۔
کئی سال بیت گئے ہیں۔ماں کو فالج ہوا ہے۔۔وہ بستر سے اتر نہیں سکتی۔وہ بات نہیں کر سکتی۔۔مجھے آواز دے کر نہیں بلا سکتی۔ نرس روزانہ انکی فزیوتھراپی کرتی ہے لیکن گرم گرم سوپ ماں کے لئے ہمیشہ میں ہی لے کر جاتا ہوں۔۔اور جب میں ان کو سوپ پلانے کے لئے اٹھاتا ہوں انکی نیم وا آنکھوں میں ایک ہی سوال نظر آتا ہے۔۔"آج توے سے اتری گرم روٹی کھائی تھی؟" اور میں خاموشی سے سر ہلا دیتا ہوں۔۔۔ (ندا ایلی)

گھر

اس کی ماں نے اسے " اب وہی تمہارا گھر ہے " کہہ کر رخصت کر دیا تھا۔ ودائی کے وقت گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے اس نے مڑ کر میری طرف دیکھا تھا اور بابا کہہ کر مجھ سے لپٹ گئی تھی۔۔۔
آج وہ اچانک ہی ہم سے ملنے چلی آئی تھی ۔ اسکے بیگ میں سامان ادھورا ، اسکے کپڑے شکن آلود اور بال بکھرے ہوئے تھے۔۔
کھانا کھاتے ہوئے بھی وہ چپ چاپ سی تھی اور بنا پوچھے ہی کہے جارہی تھی میں ایک دو دن میں چلی جاؤں گی۔۔میں بغور اسکے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔اسکی آنکھیں نیند یا رت جگے سے بوجھل محسوس ہو رہی تھیں۔۔
کھانا کھا کر میں اسکا ہاتھ پکڑے اسکے کمرے میں لے آیا ۔۔کمرے میں داخل ہو کر وہ حیرت سے مجھے دیکھنے لگی۔۔چونکہ کمرے کو دیکھ کر ایسا لگتا ہی نہیں تھا کہ وہ کبھی وہاں سے گئی تھی۔۔وہ سوالیہ نظروں سے مجھے دیکھنے لگی۔۔تمہارے جانے کے بعد میں نے تمہاری ماں سے کہہ دیا تھا کہ یہ گھر ہمیشہ تمہارا رہے گا۔۔اور تم جب بھی زندگی کی دوڑ میں رک کر سانس لینا چاہو۔۔یہ دروازہ تمہیں ہمیشہ کھلا ملے گا ۔ ورنہ ہمارے معاشرے میں لڑکیاں صرف اس ڈر سے کہ میکے کا دروازہ کھٹکھٹانے پر کھلے گا یا نہیں۔۔پرائے گھر میں صعوبتیں سہہ سہہ کر جان بھی دے دیتی ہیں۔۔تمہارا تکیہ ، دروازے پر تمہاری چپل، الماری میں تمہارے کپڑے۔۔سب اسی طرح موجود ہیں۔۔" اب تم مجھ سے اپنے دل کا حال کہہ سکتی ہو ۔۔
اسنے میرا ہاتھ پکڑا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی (ندا ایلی)

امی کی خواہش پوری کرنے کے لئے میں اس سے دوسری شادی کی اجازت طلب کر چکا تھا۔۔ " اس کا نام شیریں ہے۔" میں نے اس سے نظریں ملائے بغیر کہا۔۔۔وہ مسکرأی اور چپ ہو گئی۔۔۔میں نے اس کی چپ کو اجازت کا مطلب دیا اور شیریں کو دلھن بنا کر لے آیا۔۔۔
اس نے خود کو بچوں تک محدود کر لیا اور اپنے کمرے میں قید ہو گئی۔۔مجھے نہیں یاد کہ زندگی حسین گزری یا کٹھن۔۔
آج وہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئی تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔۔شیریں بھی وہیں تھی۔۔۔ پوچھنے لگی رو کیوں رہے ہو؟ "
"میں اس سے محبت کرتا تھا"۔۔ میں نے نظریں چراتے ہوئے جواب دیا۔۔" اگرچہ اس نے مجھے اجازت دے دی تھی لیکن میں نے ہمیشہ اس کے چہرے پر اک تکلیف محسوس کی۔۔"
شیریں میری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔۔" عورت کبھی اجازت نہیں دیتی۔۔۔وہ محبت میں سادہ لوح ہوتی ہے۔ وہ چپ ہو جاتی ہے۔۔اور ہر مقام پر اس کی چپ کو ہی اقرار سمجھ لیا جاتا ہے۔وہ دیکھا ان دیکھا کر دیتی ہے۔۔ وہ بغیر خوشی کے مسکرانا بھی سیکھ لیتی ہے۔۔ لیکن کبھی محبت بانٹنے کی اجازت نہیں دیتی۔"شیریں اٹھ کر جانے لگی۔۔میں نے کہا، "تم اس کا دکھ سمجھتے ہوئے بھی سوتن بن کر آ گئی؟"
وہ مسکرائی اور کہنے لگی"اور تم اس سے محبت کرتے ہوئے بھی اس کا دکھ نہ سمجھ سکے۔۔"
محبت میں نا آگاہی۔۔ عشق میں بے خبری۔۔۔میرا گناہ زیادہ سنگین تھا۔۔میں چپ ہو گیا۔۔
ندا ایلی

Crowd

عورت اکیلی ہی کافی ہے۔اچھی جاب ہے ۔۔گھر ہے ۔۔پیسہ ہے۔۔خود مختار ہوں۔۔اور کیا چاہئیے۔۔وہ اکثر خود سے کہتی تھی۔حال ہی میں نصرت آپا کی شادی ہوئی تھی۔۔نصرت آپا جو بینک میں مینیجر تھیں۔۔بے حد مکمل شخصیت کی مالک تھیں۔وہ شادی کے بعد بالکل نہیں بدلی تھیں۔۔وہی روٹین ، وہی ڈریسنگ سٹائل۔۔ہاں اب وہ گلابی کی بجائے لال لپ سٹک لگانے لگی تھیں۔۔نصرت آپا۔ اپ کو اتنی جلد شادی کی کیا ضرورت تھی۔۔اپ کے میاں آپ سے زیادہ تو نہیں کماتے ہونگے۔۔اسنے شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا تھا۔۔نصرت آپا کہنے لگی "زندگی میں معاشی استحکام کے ساتھ ساتھ چاہے جانے کا احساس بھی بہت ضروری ہوتا ہے۔۔میاں صرف ہماری اے ٹی ایم مشین نہیں ہے۔۔وہ ہمارا ساتھی ہے۔۔اس دوڑ کے دوران جس میں دوڑتے دوڑتے گر تھک جائیں تو بیٹھ جانے کی اجازت ہے۔۔ایسا ساتھی جو ہماری ٹھوکر پر باقی زمانے کی طرح ہنس کر آگے نہ بڑھ جائے ۔بلکہ ہمارے ساتھ بیٹھ جائے۔۔ زندگی کی دوڑ ایسی دوڑ ہے کہ جس میں آپ جتنے بھی مہنگے امپورٹڈ جوتے پہن کر بھاگ لیں۔۔جیت کے لئے crowd میں بیٹھا ۔۔ آپ کا نام لے کر تالیاں بجاتا۔۔اپنی کرسی سے اچھلتا۔۔اپ کو دیکھ کر ہاتھ ہلاتا آپ کا جیون ساتھی۔۔بہت ضروری ہے۔۔اسنے نصرت آپا کو دیکھا۔۔دن بھر کی مسافت کے باوجود بھی وہ بالکل تروتازہ تھیں(ندا ایلی)

تحفہ

میں اس کے لئے کبھی تحفہ نہیں لایا تھا ۔کھلاتا پلاتا ہوں گھر کا خرچ دیتا ہوں۔۔پھر تحفے کی کیا ضرورت ہے ۔۔میں اکثر سوچتا ۔۔۔
ماں نے ایک دن مجھے ویڈنگ اینورسری پر خالی ہاتھ آتے دیکھا تو پوچھا کہ کیا کوئی تحفہ نہیں لائے بہو کے لئے ؟
"کیوں ماں؟ میں خود ہی ایک تحفہ ہوں۔۔" میں نے بھونڈا مذاق کر کے خود ہی ہنستے ہوئے کہا ۔۔
ماں کہنے لگی ۔۔تم جو اس کو خرچہ دیتے ہو وہ احسان نہیں ۔۔وہ رب کی طرف سے تم پر فرض اور فرض کی بروقت ادائیگی پر تمارا زمہ دار ہونا تو ضرور ظاہر کرتا ہے لیکن کسی صورت احسان نہیں۔۔اور جہاں تک تحفے کی بات ہے ۔۔ضروری نہیں وہ کوئی مہنگا تحفہ ہی ہو۔۔ضروری نہیں وہ سونے کا سیٹ یا ہیرے کی انگوٹھی ہی ہو۔۔۔وہ باہر کیاری میں کھلا گلاب کا پھول بھی ہوسکتا ہے بشرطیکہ دینے والے کی نیت میں فقط محبت اور ہمیشہ کا ساتھ ہو۔۔۔
میں نے ایک پھول بڑی حفاظت سے توڑا اور برآمدے میں جا کر بیگم کے ہاتھ میں بڑی عزت سے تھمایا۔۔۔
اور جب میں کھانا کھا کر کمرے میں آیا ،تو وہ ایک! فقط ایک گلاب کا پھول ۔۔کمرے کے وسط میں موجود ایک گلدان کی زینت بنا پورے کمرے کو مہکا رہا تھا ۔۔(ندا ایلی)

نیا سال

نیا سال میرے والدین کے نام جنہوں نے اپنی زندگی کا ایک اور سال میری فکر میں تمام کیا..نیا سال اس گمنام دوست کے نام جس نے میری ماں کے آپریشن کے بعد سب سے پہلے ان کا حال پوچھا..نیا سال ان اساتذہ کے نام جنہوں نے مجھے میرا نام لکھنا سکھایا ..نیا سال اس خیر خواہ کے نام جو روزانہ دعائیہ الفاظ وٹس ایپ کرتا ہے جس کا جواب دینے کا میرےل پاس ٹائم نہیں.. نیا سال اس چوکیدار کے نام جو ہر آنے والے اور جانے والے کو سلام کرتا ہے..نیا سال میری ننھی اولاد ، میری ہمسفر ، میری فیملی کے نام جو روزانہ میرے آفس سے گھر آنے کا انتظار کرتی ہے..نیا سال اس خاکروب کے نام جو روزانہ میرے گھر کے آگے سے میرے ہی قدموں کی دھول صاف کرتا ہے..نیا سال میرے خدا کی تمام مخلوق کے نام جو سورج کے طلوع و غروب کے ساتھ مسلسل سفر کر رہی ہے...(ندااایلی)

سالن

وہ سالن کے پتلے شوربے کو غور سے دیکھ رہی تھی جب میں نے اسے دیکھا..کیا ہوا مزے دار نہیں ہے ؟ تم نے خود ہی تو بنایا ہے .. میں نے کہا ..."ہاں ، میں نے ہی بہو کو کہا تھا ایسا نمک مرچ اور پتلا شوربہ رکھنے کے لئے" ..ماں کی آواز آئی ..اس نے چند نوالے لئے اور بچے کو دیکھنے کا بہانہ کر کے اٹھ آئی..
میں اپنی پلیٹ ہاتھ میں لئے اس کے پیچھے پیچھے گیا..وہ فریج سے اپنی امی کا بھیجا ہوا سالن نکال کر پلیٹ میں ڈال رہی تھی.. وہ شاید کچھ الگ تھا.اس کا شوربہ گاڑھا اور ذائقہ تیکھا تھا..اس میں بوٹی کا سائز چھوٹا اور اردک کے ٹکڑے باریک تھے..اچانک منے کی آواز آئی تو وہ فوراً اسکے پیچھے گئی...
میں نے دونوں پلیٹیں ایک ساتھ رکھ دیں..مجھے بچپن سے اپنی پلیٹ میں موجود سالن کی عادت تھی تو اسے بھی بچپن سے اس پلیٹ میں موجود سالن کی عادت تھی..اسوقت مجھے ان دونوں بے جان پلیٹوں نے زندگی کی بہت بڑی حقیقت سمجھائی..کہ وہ جو اپنی پلیٹ سے میری پلیٹ کی طرف چل کر آ گئی ہے تو میں بھی اپنی پلیٹ کچھ اسکی پلیٹ جیسی کر لوں..تاکہ وہ کھانے کی ٹیبل سے بھوکے پیٹ نہ اٹھے..
میں نے اسکی پلیٹ میں موجود سالن گرم کیا اور اسکے کمرے کی طرف چل دیا (ندا ایلی)

بارش

آج میں نے دور سے انہیں دیکھا تھا..بیٹی کو ہوا میں اچھالتے ہوئے انکے خدوخال بہت نمایاں ہو رہے تھے۔وہ انکے کانوں کے ارد گرد بال کچھ کچھ سفید کب ہوئے تھے؟ چہرے کی رنگت گہری -- نجانے کب ہوئی تھی؟ ہاتھوں کی نسیں اتنی نمایاں ، کب ہوئی تھیں..میں تو روزانہ انہیں چائے کا کپ اسی ہاتھ میں پکڑاتی ہوں..مجھے یہ تبدیلی، جو شاید کسی طوفان کی مانند طلاتم خیز تھی..اسکی جنبش بھی محسوس کیوں نہیں ہوئی تھی..؟ بیٹی کے ساتھ کھیلتے کھیلتے یکدم بارش شروع ہوگئی تھی جب انہوں نے یکدم اسے بانہوں میں بھر لیا..اور جلدی جلدی اندر آگئے..ایسے میں وہ بالکل بھیگ گئے...انکے چہرے, ماتھے اور سر پر کچھ بوندیں بیٹھ گئیں..اور جب خشک ہوئیں تو جیسے ہلکا سا اک نشان چھوڑ گئیں..وہ نشان جو اک باپ کی خوبصورت گرم ٹوپی کے اندرونی سطح پر ہمیشہ موجود ہوتے ہیں..جنہیں وہ ساری زندگی بڑی مہارت کے ساتھ اپنی اولاد سے چھپا کر رکھتا ہے (ندا ایلی)

ابو کی عیدی

آج ابو نے میرے گھر عیدی بھیجی۔۔یہ میری شادی کے بعد پہلی عید اور عیدی تھی۔چھوٹے چھوٹے خوبصورت ڈبے تھے۔۔سب نے فوراً اپنے اپنے ڈبے کھولے۔میرے بیٹے کے لئے کپڑوں کے علاوہ ایک ہوائی جہاز بھی بھیجا تھا۔۔ان کے لئے کپڑے اور جوتے بھیجے تھے۔سب اپنی اپنی عیدی دیکھ کر بہت جذباتی اور خوش ہو گئے۔جب سب اپنی اپنی عیدی میں مگن تھے،میں اپنے کمرے میں گئی اور کتنی ہی دیر اس کی خوبصورت پیکنگ دیکھتی رہی۔پھر میں نے اپنا ڈبہ کھولا۔اس میں ایک چھوٹی سی بچی کی عیدی تھی۔ایک چھوٹا سا گڑیا کا گھر،ایک پیاری سی گڑیا،رنگ برنگی چوڑیاں،میرے پسندیدہ چاکلیٹ ،کچھ نئے نوٹ اور ایک عید کارڈ جس پر لکھا تھا۔۔"یہ اس بچی کے لئے جو سب کی نظر میں اب بہت بڑی ہو گئی ہے،مگر میری نظر میں اب بھی اک چھوٹی سی گڑیا ہے ،جو آج سب کو سنبھالتی ہے مگر کبھی کبھی چاہتی ہے کہ کوئی اس کو سنبھال لے۔۔تو میری بیٹی۔۔ جب تم بہت تھک جاؤ تو میرا ہاتھ پکڑ لینا۔۔"
میں نے اپنی الماری میں وہ گڑیا اور گڑیا کا گھر سجا کر رکھ دیا۔۔۔۔

ندا ایلی



Husband Wife - میاں بیوی

1 d ·

ہماری شادی کو ابھی ایک ہی ہفتہ ہوا تھا۔ میں نے اُس سے کہا کہ میں چاہتا ہوں تم میرے ماں باپ کو امّی اور ابّو کہو... اُس نے کئی مرتبہ کوشش کی لیکن اکثر بے دھیانی میں اس کے مُنہ سے انکل اور آنٹی نکل آتا تھا۔ وہ ڈری ڈری اور سہمی سہمی رہتی تھی۔ وہ کمرے سے باہر نکلنے سے پہلے اپنی چال ڈھال، بال، آواز، لباس سب کچھ کئی بار چیک کرتی تھی. وہ خود ہی اپنی ناقد تھی...

اُس دن اُسے اٹھنے میں کچھ دیر ہوگئی امّی آنگن میں پھیلے کپڑے اتار رہی تھیں۔ اس نے کھڑکی کھولی... اس کا دوپٹہ رنگ چھوڑ رہا تھا امّی مجھے ڈانٹ رہی تھیں کہ کہاں سے رنگ کروا کر لے آئے ہو.. پھر امی اندر گئیں اور اپنا ایک اُسی رنگ کا بہت نفیس دوپٹہ لے آئیں اور کہنے لگیں:"اِس عمر کی لڑکیاں شلوار قمیض چاہے ہلکے رنگ کی ہی پہنیں، لیکن اِن کو اپنے دوپٹے کے رنگ سے بہت پیار ہوتا ہے۔ آئندہ کبھی کچا رنگ نہ رنگوانا..."

میں دوپٹہ لیے کمرے میں واپس آگیا۔ اُس نے میری طرف دیکھا اور کہا: "میری امّی کے دوپٹے بھی کبھی رنگ نہیں چھوڑتے تھے" وہ مسکرا رہی تھی اُس شام اُس نے وہی دوپٹہ اوڑھا۔اس کے خوف کی جگہ خوشی اور شرارت نے لے لی۔اس نے میرے ہر رشتے کو اپنا بنا لیا...

امّی ایک دن مجھے کہنے لگیں: "جب نئی دُلہن گھر میں آئے تو پہلے ہی دن اُس کو یہ نہ کہو کہ میرے آنگن کے اونچے پیڑ کا سب سے میٹھا پھل توڑ کر لاؤ... بلکہ تھوڑا انتظار کرو... وہ خود ہی تمہارے آنگن میں بیج بوئے گی، اُسے روز پانی دے گی اُس کی دیکھ بھال کرے گی، یہاں تک کہ اُس کو اُس پیڑ سے محبّت ہو جائے گی اور اُس پیڑ کا ہر پھل میٹھا ہوگا...!!!"

سہیلی

جب بھی ہماری لڑائی ہوتی تھی،وہ فوراً اپنی امی ، بہن یا پھر اپنی قریبی دوست کو فون کر کے سب کچھ بتا دیتی تھی۔ہم کئی دن ایک دوسرے سے ناراض رہتے تھے۔
اس دن بھی ہماری لڑائی ہوئی۔مگر اتفاق سے فون خراب تھا۔وہ کسی کو فون نہ کر سکی۔نہ امی ،نہ بہن ،نہ سہیلی۔۔
وہ سارا دن بے چین رہی۔۔چاۓ بنائی مگر چینی نہیں ڈالی۔۔
کھانا بنایا مگر پریشر ککر کھولنے کے لئے مجھے نہیں بلایا۔۔
نہ مجھ سے ڈبے کھلوائے،نہ اوپر والے خانے سے برتن نکلوائے۔۔کن اکھیوں سے مجھے دیکھتی رہی مگر بلایا نہیں۔۔
آخر میں نے اسے مخاطب کیا۔۔
'آج اگر کسی سہیلی سے بات نہیں ہوئی تو مجھے ہی اپنا دوست سمجھ لو۔۔تم مجھ سے بھی میری شکایت لگا سکتی ہو۔"
وہ ہنسنے لگی۔۔میں نے اسے برتن نکال کر دیے۔۔کھانے کی ٹیبل پر اس نے مجھ سے میری بہت ساری شکایتیں کیں،جو کہ سچی تھیں یا جھوٹی،مجھے بری نہیں لگیں۔۔اس لئے کہ آج ہمارے بیچ صرف ہم دونوں ہی تھے۔آج ہم میاں بیوی سے دوست بن گئے تھے۔۔۔

ندا ایلی

مزاج

میں گھر میں سب سے چھوٹا تھا جب سب بہن بھائیوں کی شادی ہو گئی تھی۔اب ہمارے گھر میں ہر سائز کے بچے موجود تھے۔۔بڑی بہن اور بجیا سے لے کر جمال بھائی اور کمال بھائی کے بچوں تک۔۔ میں نے بچپن سے ان بچوں کی نانی/ دادی کو ہر بچے کے مزاج کو سمجھتے ہوئے اسکی ضرورتوں کا خیال رکھتے دیکھا تھا ۔ ننھا سلمان صبح اٹھتے ہی انڈا مانگتا ہے۔۔عاشو کو کیلا چاہئے ہوتا ہے ، گڈو سب سے پہلے دودھ پیتا ہے اور ہر وقت ناراض کامی کو اپنی سائیکل ۔۔ایسے میں نانی/دادی۔۔ نانا /دادا کی مدد سے ہر بچے کو صبح اٹھتے ہی سنبھال لیتی ہیں۔۔یہ منظر بہت دلفریب ہوتا ہے۔۔ گویا ۔۔سارے دن کے سفر میں کچھ گھنٹے سستانے والا مسافر یہاں سے ہنستا کھیلتا اپنے گھر کو لوٹ جاتا ہے(ندا ایلی)

ساتھی

میاں بیوی کو ایک دوسرے کی سب سے زیادہ ضرورت کب ہوتی ہے؟ شادی کے سٹیج پر فوٹوگرافی کراتے ہوئے؟ مہندی کے ڈانس سٹیپ ریہرسل کرتے ہوئے ؟ شیروانی اور لہنگا میچ کرتے ہوئے؟ لڑکی /لڑکے والوں کی پسند کا کھانا اور کپڑروں کے جوڑوں کا بندوبست کرتے ہوئے؟ بالکل نہیں..میاں بیوی کو ایک دوسرے کی ضرورت زندگی کے اتار چڑھاؤ کے دوران پڑتی ہے..بیوی کو حمل کے دوران اور حمل کے بعد آنے والی تبدیلیوں کے دوران اور نئے گھر میں ایڈجسٹمنٹ کے لئے شوہر کی اور شوہر کو کاروباری معاملات، بیرونی مسائل کے دوران بیوی کے ساتھ کی ضرورت ہوتی ہے ..بچوں کی پرورش..اور بچوں کے بڑے ہو جانے اور اپنی زندگی میں خودمختار ہو جانے کے بعد ، میاں اور بیوی کو، ادھیڑ عمری میں نفسیاتی و جذباتی ساتھ کی ضرورت ہوتی ہے..اس لئے اپنے بیٹے یا بیٹی کے لئے جیون ساتھی کی تلاش کے دوران رنگ نسل ذات اور سٹیٹس دیکھنے کی بجائے ذہنی ہم آہنگی دیکھیں

(ندا ایلی)

دوستی

ہم آج کتنے برس بعد ملے تھے۔ وہ اور میں ..دس سال تک سکول میں ساتھ رہے تھے۔ اس کے بعد زندگی کی مصروفیت کہہ لیں یا کچھ اور..ہماری ملاقات نہیں ہو پائی..شادی بیوی بچے ملازمت .. یہ سب ہی زندگی کا محور بن گئے..آج ایک ریستوران میں ملاقات ہوئی..ہماری خوبی دیکھیے کہ دونوں نے ہی ایک دوسرے کو فوراً پہچان لیا..ایک ایک کرسی کھینچی اور بیٹھ گئے باتیں کرنے..لیکن سب سے زیادہ حیرت اس بات کی ہے کہ ہم نے کچھ یوں اپنی باتوں کا سلسلہ شروع کیا جیسا کل ہی تو ہماری ملاقات ہوئی تھی..وہی پرانے قصے .وہی ہمارے common jokes اور وہی ایک ساتھ ہنسنے کی frequency ..گویا کسی کو کچھ یاد دلانے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی ..

پکے یار دوستوں کی یہی بات حسین ہے..روزانہ نہ بھی ملیں تو کہیں نہ کہیں دلوں کا رابطہ رہتا ہے...یہ دوستی کا گھر ایسا ہے کہ پتہ بدل بھی جائے تو بار بار رستہ سمجھانے کی ضرورت نہیں رہتی ...(ندا ایلی)

سفر

وہ ہماری بارات کی رات تھی جب وہ سجی سنوری میرا انتظار کر رہی تھی۔مجھے یاروں دوستوں نے خوب ستایا تھا اور اب میں بیگم کا گفٹ لے کر اندر جانے ہی والا تھا جب میرا جگری ماجد میرے کان میں بولا۔۔سسرال والوں کی عزت کرنے والا بھاری ڈائیلاگ آج ضرور بولنا۔۔آج نہیں بولا تو پھر کبھی نہیں بول پاؤ گے۔۔
میں مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوا۔۔وہ سر جھکائے بیٹھی تھی اپنا فون کھنگال رہی تھی۔مجھے دیکھتے ہی اس نے فون رکھ دیا۔۔ میں نے اسکا وال پیپر دیکھا۔۔اس میں اس کی اسکی فیملی کے ساتھ اپنی فائنل ڈگری لیتے ہوئے گروپ فوٹو تھی۔۔سبھی کتنا خوش تھے۔۔اسکی والدہ کی آنکھوں میں چمک اور والد کی آنکھوں میں فخر تھا۔۔۔اسکے ہاتھوں کی تھرتھراہٹ سے لگا جیسے وہ یہ سمجھے بیٹھی ہے کہ یہ سب آج سے اس سے چھوٹ گیا۔۔ اسکا میکہ اس سے چھوٹ گیا!!
میں نے اپنی تقریر ۔۔جو کہیں نہ کہیں شاید بچپن سے ہی ہم مردوں کے دماغ میں محفوظ کر دی جاتی ہے ہے۔اپ ڈیٹ کی۔۔اور اس کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دے کر کہا۔۔" آو وعدہ کریں کہ ہم ہمیشہ ایک دوسرے کے گھر والوں کی عزت کریں گے۔۔لیکن اس سے زیادہ ہم ایک دوسرے کی عزت کریں گے۔۔" وہ میری بات سن کر بے حد مسکرائی۔۔اس نے اپنے فون کے وال پیپر سمیت اپنے فون اپنے بچپن کی تمام تصاویر اور ان کے پیچھے چھپی کہانیاں مجھے سنانی شروع کیں۔۔کہ کسی بھی سفر کا آغاز اک کہانی سے ہی ہوتا ہے۔۔(ندا ایلی)

Crowd

عورت اکیلی ہی کافی ہے۔اچھی جاب ہے ۔۔گھر ہے ۔۔پیسہ ہے۔۔خود مختار ہوں۔۔اور کیا چاہئیے۔۔وہ اکثر خود سے کہتی تھی۔حال ہی میں نصرت آپا کی شادی ہوئی تھی۔۔نصرت آپا جو بینک میں مینیجر تھیں۔۔بے حد مکمل شخصیت کی مالک تھیں۔وہ شادی کے بعد بالکل نہیں بدلی تھیں۔۔وہی روٹین ، وہی ڈریسنگ سٹائل۔۔ہاں اب وہ گلابی کی بجائے لال لپ سٹک لگانے لگی تھیں۔۔نصرت آپا۔ اپ کو اتنی جلد شادی کی کیا ضرورت تھی۔۔اپ کے میاں آپ سے زیادہ تو نہیں کماتے ہونگے۔۔اسنے شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا تھا۔۔نصرت آپا کہنے لگی "زندگی میں معاشی استحکام کے ساتھ ساتھ چاہے جانے کا احساس بھی بہت ضروری ہوتا ہے۔۔میاں صرف ہماری اے ٹی ایم مشین نہیں ہے۔۔وہ ہمارا ساتھی ہے۔۔اس دوڑ کے دوران جس میں دوڑتے دوڑتے گر تھک جائیں تو بیٹھ جانے کی اجازت ہے۔۔ایسا ساتھی جو ہماری ٹھوکر پر باقی زمانے کی طرح ہنس کر آگے نہ بڑھ جائے ۔بلکہ ہمارے ساتھ بیٹھ جائے۔۔ زندگی کی دوڑ ایسی دوڑ ہے کہ جس میں آپ جتنے بھی مہنگے امپورٹڈ جوتے پہن کر بھاگ لیں۔۔جیت کے لئے crowd میں بیٹھا ۔۔ آپ کا نام لے کر تالیاں بجاتا۔۔اپنی کرسی سے اچھلتا۔۔اپ کو دیکھ کر ہاتھ ہلاتا آپ کا جیون ساتھی۔۔بہت ضروری ہے۔۔اسنے نصرت آپا کو دیکھا۔۔دن بھر کی مسافت کے باوجود بھی وہ بالکل تروتازہ تھیں(ندا ایلی)

ہم سے ایک غلطی ہو گئی ۔ غربت کو بیماری،ہمدردی کی وجہ بنا دیا اور غریب کو معزور۔ اگر کوئی غریب ہے تو بھیک دینا ہی اس کا حل نہیں بلکہ اس کو اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کا ہنر سکھانا چاہئیے ۔ہسپتالوں میں چلے جائیں۔۔پیسے لئے بغیر جمعدار ڈاکٹر روم کی صفائی نہیں کرے گا , کیوں ؟ اس لئے کہ ہم نے پیسے دے کر صفائی کروانے کی عادت ڈال دی ۔ جبکہ یہ تو اس کی حلال روٹی کا وسیلہ ہے جو اللہ نے اسے عطا کیا ۔خوددار لوگ تو معزور اور نابینا ہونے کے باوجود روزی کمانے کے حل سوچ لیتے ہیں ۔۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ کسی ضرورت مند ، بیمار ، سفید پوش کی مشکل میں مدد نہ کی جائے ۔۔وہ تو بہت افضل کام ہے ۔۔

لیکن غریب کو خود ترس نہیں ہونا چاہیئے ۔ یہ امید نہیں رکھنی چاہیئے کہ گاڑی میں آنے والا افسر اسے آتے جاتے سو روپیہ دینے کا پابند ہے ۔ ہاتھ کا ہنر حاصل کرنے کے لئے تو کسی آکسفورڈ یونیورسٹی کی ضرورت نہیں...

یہ سوچ کہ غریب اچھے اور قابل ترس اور امیر برے اور قابل نفرت ہوتے ہیں ، غریب کو مزید خود ترس اور امیر کو مزید پیسہ کمانے کی مشین بنا دیتی ہے ، دونوں کے بیچ فاصلہ بڑھتا جاتا ہے۔ غریب سوچتا ہے کہ امیر کے والٹ میں موجود سینکڑوں نوٹوں میں سے ایک مجھے مل جائے تو اس کا کیا بگڑ جائے گا ؟ اور امیر سوچتا ہے کہ اگر میں نہ ہوتا تو اس بیچارے غریب کا کیا ہوتا ...

پھر غریب مانگنے والا غریب ہی رہ جاتا ہے اور امیر ساری عمر نوٹ گنتا امیر ہی رہ جاتا ہے...(ندا ایلی)

ماں بننے کے احساس سے کچھ پہلے ،بچے کی پیدائش کے فوراً بعد ، جب میں درد سے بستر پر پہلو بھی نہ بدل پاتی تھی ، میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ میری نوزائیدہ ننھی جان کو سب سے پہلے مامتا کی گود میری ماں نے ہی دی..گویا کہ اس کی پہلی ماں بھی میری ماں ہی تھی ۔
نجانے ماں کے روٹیاں تھوپتے سخت ہاتھ اس ننھی جان کو اٹھاتے ہوئے اتنے نرم کیسے ہو جاتے تھے کہ وہ گلاب کی بند کلی کی مانند میٹھی نیند سوتی رہتی تھی ۔ یہ ایک اطمینان کا عجیب احساس تھا ..کہ اگرچہ آنے والی زندگی میں مجھے اس ننھی جان کی دل و جان سے زیادہ حفاظت کرنی ہے ، لیکن یہ جو کچھ حسین لمحے کچھ خوبصورت دن ہیں..ان میں میں آنکھ بند کئے بے خبر چین کی نیند سو سکتی ہوں کہ ابھی وہ میری ماں کے مضبوط حصار میں چھپی بالکل محفوظ ہے..وہ سرک کر نیچے نہیں گرے گی ، اسے سردی نہیں ستائے گی اور گرمی نہیں رلائے گی ..کہ ابھی میری ماں اس کے پاس موجود ہے...کہ کچھ سال بعد مجھے اس کے بکھرے بالوں کی ٹینشن بھی نہیں ہو گی کہ نانی ماں اسکو کنگی چوٹی سب سکھا دے گی..نانی ماں اس کے ننھے وجود میں ایک بار پھر مجھے جیئے گی...
تو اب محسوس کر سکتی ہوں کہ اس دن میری دوست اپنی ماں کے وصال پر بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر کیوں روئی تھی .. کہ ہم بچے اور پھر ہمارے بچے تو گزرتے سالوں کے ساتھ بڑے ہو جاتے ہیں..لیکن ایک ماں ، ہمیشہ اور ہمیشہ ...ماں ہی رہتی ہے... (ندا ایلی)



NidaEily

@EilyNida

ٹھنڈ بہت ہے. راہ چلتے مانگنے والے یا بے گھر افراد / چھوٹے بچوں کو اگر ہم اپنی چھت کے نیچے جگہ نہیں دے سکتے تو گاڑی سے اتر کر کوئی موٹی چادر یا کمبل حسب استطاعت ضرور دے دیں..اس سردی میں چاہے ہر چیز جم جائے لیکن دلوں کو نہ جمنے دیں ...

ماں کی پرانی تصویر

آج ہم دونوں سہیلیاں خوب اچھی طرح تیار ہوئے تھے..کلاس فنکشن جو تھا..واپسی پر شائنہ میرے ساتھ میرے گھر ہی آگئی.. کہنے لگی..میرے پاس ایک سرپرائز ہے..میں اپنی امی کی کالج لائف البم لائی ہوں..میں نے یہ سنا تو میں بھی چپکے سے اپنی امی کا کالج لائف البم اٹھا لائی.ہم دونوں بے حد جذباتی انداز میں وہ البمز دیکھنے لگے..آخر ایسا کیوں تھا کہ اس وقت کے بلیک اینڈ وائٹ دور کی تصاویر میں محفوظ ہماری ماؤں کی تصویریں ہماری تصویروں سے بے حد حسین تھیں..وہ سادہ کھلے پاجامے، ایک رنگ کی قمیضیں..بغیر میک کے سادہ پیارے چہرے اور خوبصورتی سے گندھے بال..اسقدر دلفریب کیوں تھے..شاید ہر عورت کو لگتا ہے کہ اس کی بیٹی اس سے زیادہ خوبصورت ہے .. اسے خبر ہی نہیں کہ ایک لمحہ ایسا ضرور آتا ہے جب ہر بیٹی اپنی ماں کا کالج البم اور جوانی کی تصاویر بہت رشک سے دیکھتی ہے..آئنیے میں اسے کاپی کرنے کی کوشش کرتی ہے ..وہ سوچتی ہے کہ ماں ان پرانی تصویروں میں اتنی خوبصورت کیسے دکھتی ہے..یہاں تک کہ وہ خود ایک پرانی فوٹو البم کا حصہ بن جاتی ہے ..(ندا ایلی)

جیون ساتھی

تمہاری بیگم نے ویٹ گین کر لیا ہے..میری دور کی خالہ نے دعوت میں مجھے اکیلا پاتے ہی کہا..اتنی دیر میں میری بیگم بھی چاول کھاتے ہوئے ہمارے بیج آ گئی..بیٹا ..ضروری نہیں کہ بچے کے بعد عورت اپنے آپ کو ڈھیلا ڈھالا چھوڑ دے..اپنے میاں کو دیکھو .. کس قدر مناسب جسامت ہے ابھی بھی..اور سامنے کھڑی ثمینہ کو دیکھو ..تین بچے کر لئے اس نے ..لیکن کمر دیکھو کیسی پتلی ہے.. تم بھی کچھ سیکھو...ورنہ بیٹا ہماری طرح ہو جاؤ گی پتہ بھی نہیں لگے گا..ہا ہا ہا..میری بیگم ہمارے چھ سالا بچے کو بمشکل سنبھالتے ہوئے زبردستی چہرے پر مسکراہٹ لے آئی..
میں نے بچہ اپنی بیگم کی گود سے لیتے ہوئے کہا " خالہ ..حمل کے دوران اور اس کے بعد میری بیگم جن بھی مراحل سے گزری..میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا کہ اس کی فگر کا کسی دوسری خاتون کے ساتھ موازنہ کروں..کیونکہ..پوری دنیا میں..میرے معصوم اور بے حد جان سے پیارے بچے کی پیدائش کی کسوٹی پر وہ بیٹھی ہے..اس عمل کے دوران تمام جسمانی تکالیف اس نے سہی ہیں...اور اولاد کی پرورش کے دوران ہم دونوں کے چہرے، جسم ،بالوں، رنگت ،ساخت میں جو بھی تبدیلی آئی گی۔ہم دونوں اسے ایک دوسرے کے لئے accept کریں گے ..چونکہ اس کو جیون ساتھی کہتے ہیں...(ندا ایلی)

ہاتھ

پارلر میں چنچل لڑکی کے پاؤں کے گرد جمی میل صاف کرتے ہوئے اس نے سوچا،نہیں معلوم آج علی یونیفارم کتنا میلا کر کے واپس آئے گا۔وہ کام سے فارغ ہو کر اپنے ہاتھوں پر جما ہوا لوشن دھونے لگی۔کسٹمر نے جاتے ہوئے اس کے ہاتھ میں چپکے سے پچاس روپے پکڑا دیئے۔"مساج اچھا کرتی ہو تم"اس نے پھرتی سے وہ روپے اپنے بٹوے میں چھپا لئے۔کل اس کے میاں شوکت نے پیسے چھینتے ہوئے اس کا ہاتھ بہت زور سے موڑا تھا۔ابھی تک لال نشان نمایاں تھا لیکن پیڈیکیور کی کریموں سے بننے والی جھاگ میں جیسے چھپ سا گیا تھا۔
اسنے حیرت سے اپنے ہاتھوں کو دیکھا،اے میرے رب یہ تیری قدرت ہےکہ ضرب انہی ہاتھوں پر لگتی ہے لیکن روٹی بھی یہی ہاتھ کما کر دیتے ہیں۔وہ گھر پہنچی توعلی کل کے چاول کھا کر سو چکا تھا۔تنگ حالات میں بچوں کا دماغ الٹے سیدھے سوالات سےپھٹ رہا ہو،پھر بھی گہری نیند آ جاتی ہے۔خواہش اور ضرورت کا فرق بچپن میں ہی معلوم ہو جاتا ہے۔
اس نے علی کے جوتے اور پرانا یونیفارم رگڑ رگڑ کر صاف کر دیا۔ انعام میں ملے چند روپوں سے خریدی گئی جلیبی علی کے لئے لنچ بکس میں محفوظ کر لی۔
شوکت ابھی گھر نہیں لوٹا تھا۔پیسے چھیننے کے لئے گالم گلوچ،مار پیٹ میں ابھی کچھ وقت باقی تھا۔اس نے برآمدے میں جا کر اک لمحے کے لئے اپنے ارد گرد نظر دوڑائی۔اسے محسوس ہوا کہ جیسے وہ پارلر میں کسی کی پھٹی ایڑھیوں اور میلے ناخنوں والا پاؤں اپنی گود میں رکھ کر صاف کرتی ہے ویسے ہی کچھ دیر کے لئے وہ روزانہ اپنے انہی ہاتھوں سے اپنی زندگی میں آنے والے طوفان سے اڑنے والی دھول مٹی صاف کر دیتی ہے۔طوفان روزانہ آتا ہے،آ کر چلا جاتا ہےاور وہ زندہ رہتی ہے۔
اچانک اسنے اپنے ہاتھوں کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔یہ ہاتھ معمولی نہیں ہیں ۔انکھیں رو دیتی ہیں ، دل بھی ٹوٹ جاتا ہے۔لیکن ان ہاتھوں کی انگلیاں حرکت میں رہتی ہیں۔آج تک ان ہاتھوں کو کسی نے بوسہ کیوں نہیں دیا ؟؟
شاید یہ شاعر کی غزل کی طرح نرم و نازک نہیں رہے اسی لئے... وہ بڑھ کر خود اپنے ہاتھوں کو بے تحاشہ چوم لیتی ہے....(ندا ایلی)

دسمبر

بچپن میں دسمبر کا مہینہ ایک فینٹسی تھی ۔ ہم لوگ سردی میں لحاف میں گھس کر چلغوزے کھایا کرتے تھے۔شام میں آنگن میں اکثر بون فائر ہوا کرتا تھا ۔ دھوئیں میں ایک دوسرے کی آنکھوں میں پانی آتا دیکھ کر خوب ہنسا کرتے تھے ۔ ہم درختوں پر چڑھ کر امرود اور شہتوت بھی توڑا کرتے تھے۔ ہم مل کر رے ماما رے ماما گایا کرتے تھے۔

سن لو، سناتا ہوں تم کو کہانی
روٹھو نہ ہم سے او گڑیوں کی رانی
رے ماما رے ماما رے

ہم کالونی کے باغ میں چھپن چھپائی کھیلا کرتے تھے چونکہ ریڈ رائڈنگ ہڈ والا بھیڑیا ایک فرضی کردار لگا کرتا تھا.. دسمبر کی بارش اور چھٹیاں جیسے پل میں گزر جاتی تھیں...

لیکن اب محسوس ہوتا ہے ہر گزرتے سال کے ساتھ دسمبر اداس ہوتا جا رہا ہے..چلغوزے بہت مہنگے ہو گئے ہیں لیکن خون اب سستا ہے اب دسمبر میں بون فائر کی جگہ آرمی پبلک سکول میں اڑتا دھواں اور بہتے آنسو یاد آتے ہیں۔اب درختوں پر چڑھ کر پھل توڑنے کی بجائے دیواروں پر چڑھ کر ہسپتال توڑے جاتے ہیں..اب کوئی گیت گنگنانے کا دل نہیں کرتا۔اب بچوں کے ساتھ باغ میں چھپن چھپائی کھیلنے سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں کوئی بھیڑیا انہیں ہمیشہ کے لئے کسی کنوئیں ، نالے ، کھائی میں نہ چھپا دے چونکہ بھیڑیا اب سچ مچ آ جاتا ہے۔بچپن کا پل بھر میں بیت جانے والا دسمبر اب گزارے نہیں گزرتا...

دن تو وہی اکتیس ہیں ، پھر دسمبر کیوں لمبا ہوتا جا رہا ہے ؟ (ندا ایلی)

کلپ

اس کی ایک عجیب عادت تھی .. بال کھول کر کلپ کہیں بھی رکھ دینا..پھر سارے گھر میں وہ کلپ ڈھونڈنا..کبھی گڑیا وہ کلپ منہ میں دبائے بھاگ جاتی تھی ..کبھی وہ بستر سے نیچے گر کر بچوں کے کپڑوں میں کہیں کھو جاتا تھا..
آج نانی کے گھر بھی تو ایسا ہی ہوا تھا..اسکا کلپ بالوں سے اتر کر کہیں کھو گیا تھا..لیکن وہ بالکل پریشان نہیں ہوئی..وہ امی ابا کے کمرے میں چلی آئی .ہمیشہ کی طرح..ابو کی سائیڈ ٹیبل پر ایک خالی رنگ کے چھوٹے سے لفافے میں..کچھ کلپ ..ہیر بینڈ .. ہیئر پنز رکھی ہوئی تھیں..اس نے ہمیشہ کی طرح اطمینان کی ٹھنڈی سانس بھری..اور کلپ سے اپنے بالوں کو سمیٹ لیا..وہ کتنی ہی دیر بے حد غور سے اس خاکی لفافے کو دیکھتی رہی..یہ خاکی لفافہ ابو شاید اسوقت سے یہیں رکھتے ہیں جب ہماری عمریں..لگ بھگ پانچ سات آٹھ یا دس سال تھیں..تب ہم بکھرے بال لئے ہمیشہ ابو سے کلپ مانگنے آ جایا کرتے تھے.. آج ہمیں بال سمیٹنے کے نت نئے طریقے آ چکے ہیں..لیکن ابو جانتے ہیں کہ بکھرے بال لئے ان کی بیٹی آج بھی انکی سائیڈ ٹیبل پر ایک کلپ ڈھونڈتی رہتی ہے...(ندا ایلی)

مرمت

ابا اکثر کہا کرتے تھے، بیٹے زندگی میں ہمیشہ اینڈ پراڈکٹ نہ دیکھا کرو،اس اینڈ پراڈکٹ کے لیے کی گئ کوشش بھی دیکھا کرو..امی نے جب پراٹھے بناۓ وہ گرم تھے۔ وہ تم تک پہنچتے پہنچتے ٹھنڈے ہو گۓ۔بھائ نے تمہارے لیۓ بائک رکھی۔لیکن تمہارے پہنچنے تک اس کا تیل لیک ہو گیا..بہنا نے تمہاری خاطر اپنی کلاس سے جلدی رخصت لینا چاہی لیکن ٹیچر نے اجازت نہ دی۔ ابا کہہ رہے تھے اور میں سن رہا تھا..اور أپ ابا؟ اپ نے مجھے بہتر اکیڈمی میں داخل کروایا ہوتا تو اج زیادہ نمبر لے کر ڈاکٹر انجینیر بن کر میں بھی زیادہ پیسے کما رہا ہوتا...میں ہمیشہ کی طرح شکایت کرتا ہوا اٹھ گیا اور ہمیشہ کی طرح میں نے پیچھے مڑ کر بالکل نہیں دیکھا....

اج جو میں اپنے کمرے میں موجود قیمتی فانوس کی موجودگی کے باوجود اک تاریکی دیکھتا ہوں..اور جو میں ہر دن بابا کی تصویر گھنٹوں اپنی گود میں رکھے انہیں تکتا رہتا ہوں تو میں سوچتا ہوں کہ ایک بار ، مڑ کر دیکھنا چاہیے تھا..کہ شاید اس وقت بابا کی نم انکھوں کے پیچھے بابا کی میرے لیے کی گیی ہر کوشش، اپنے ہر سوال ہر گلے کا حرف حرف جواب مل جاتا ..کہ اب میں کتنی بھی کوشش کر لوں، میری دھندلی انکھوں کو بابا کی تصویر میں موجود موٹے چشمے کی دڑاڑوں کے علاوہ کچھ نظر نہیں اتا ..وہ چشمہ جو بابا کبھی مرمت نہ کرا سکے...

(ندا ایلی)

ماں کے ہاتھ کی روٹی

نہ جانے امی نے ایسا کیوں کیا تھا۔مجھے اتنا پڑھا لکھا تو دیا تھا۔ میں اپنے پاوں پر کھڑا تھا۔پھر روٹی پکانا کیوں نہیں سکھایا تھا؟ اجنبی ملک میں میرا پہلا دن تھا جب مجھے پراٹھے کی سخت طلب ہو رہی تھی اور کچھ کوشش کے بعد میں تنگ ا کر برگر لے ایا تھا۔بس میں نے بھی ٹھان لی۔اور ایک دیسی ہوٹل سے جا کر پراٹھا روٹی بنانا سیکھ لیا۔اب امی کو سرپرائز دوں گا۔میں نے سوچا۔
میں نے امی کو چھٹیوں کا نہیں بتایا تھا جب میں واپس پہنچا۔ میں نے دھیرے سے کچن میں جا کر چپکے سے توا چڑھا دیا۔اخر ہمیشہ امی ہی کیوں۔اج میں امی کو روٹی بنا کر کھلاوں گا۔میں نے شدت بھوک سے تلملاتے ہوے سوچا۔۔
لیکن وہ کہتے ہیں نہ کہ اولاد بھوکی ہو تو ماں کو فورا پتہ چل جاتا ہے۔ماں نجانے کہاں سے ائی اور جھٹ سے میرے لۓ گرم گرم دو روٹیاں ڈال دیں۔میرے ہاتھ خودبخود رک گے ۔کہ کوئی پردیس یا دیس میں کیسی ہی خستہ روٹی بنانا سیکھ لے , ماں کے ہاتھ کی روٹی کی بھوک ہمیشہ رہتی ہے۔۔ندا ایلی

وہ ہوسٹل میں بھی رہی تھی ۔ کبھی خالہ کے گھر بھی رکنا ہوا تھا ۔ لیکن اماں کے گھر کے علاؤہ ہر جگہ اک مسافر کی طرح ہی محسوس ہوا تھا ۔ لیکن اب کیا ماجرا تھا ؟ کہ ڈولی اٹھنے کے بعد جب اسے گمان ہوا تھا کہ وہ نئے گھر میں بھی ایک مسافر کی طرح محسوس کرے گی ، اب یقین تھا کہ وہ تو کب سے یہیں کی مکیں تھی ۔ یہ کیسے ممکن تھا ؟ کہ یہاں کی دیواروں کے جالے بہت مانوس معلوم ہوتے تھے ۔۔ یہاں بھی چلتے چلتے رک کر فریج میں رکھے ٹھنڈے پانی کے گھونٹ پینے سے وہی راحت ملتی تھی ۔۔ یہاں کی بھوری بلی بھی اماں کی سفید بلی جیسی ہی معلوم ہوتی تھی ۔۔۔کرکٹ کھیلتا گڈو بھی تو بالکل چھوٹے بھیا کی طرح لگنے لگا تھا۔۔۔

شاید یہ سب اس شخص کی وجہ سے ہے۔۔وہ شخص جو پہلے اجنبی تھا۔۔لیکن اب جانتا ہے کہ مجھے ادرک کی مہک اور تیز روشنی نہیں پسند۔۔۔ جب نکاح کے بول اور خدا کی آیتیں پڑھی جا رہی تھیں خدا نے ہم دونوں کو ایک دوسرے سے مانوس کر دیا ۔۔ بس پھر ایک دوسرے سے جڑی ہر چیز سے مانوس کردیا۔۔

وہ سوچنے لگی ۔ مسافر کو سفر میں نیند نہیں آتی ۔ مہمان کو سرائے میں نیند نہیں آتی ۔۔پیاسے کو صحرا میں نیند نہیں آتی ۔۔ لیکن مکان کے پرانے مکین کو بہت میٹھی نیند آتی ہے ۔۔۔اس نے رب تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اسے نئے مکان میں پرانے مکین کی لذت عطا ہو گئی ۔۔وہ پرانی کہانیاں سنانے والی اک نئی گڑیا سے باتیں کرتے کرتے سو گئی۔۔۔۔

(ندا ایلی)

بچپن

میں اس دن ڈیوٹی سے سیدھی امی کے گھر آ گئی تھی ۔ امی نے چاول بگھو دیئے تھے ۔ اور یخنی ابل رہی تھی ۔ پلاؤ پکے گا ۔۔ میری بھوک بڑھ گئی جبکہ میں کھانا کھا چکی تھی۔ میں چوکڑی مار کر بیٹھ گئی۔۔منا ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی سویا تھا۔۔امی کی دیگچی سے دھواں اٹھ رہا تھا ۔۔یہ دھواں ہمیشہ کچھ مختلف ، کچھ انوکھا سا کیوں لگتا تھا ۔۔میں سوچنے لگی۔۔چاول بھی وہی ہیں ۔۔مصالحے بھی وہی ۔۔لیکن یہ جو اس چوکھٹ پر آ کر یونہی بھوک بڑھ جاتی ہے۔۔اسکی کیا وجہ ہے؟ ماں کا بھی وہی تیز پتہ ہے اور وہی بادیان کا پھول ۔۔پھر خوشبو الگ سی کیوں ہے ؟ ماں کا بھی وہی زیرہ ہے اور وہی سفید الائچی۔۔پھر ذائقہ جدا سا کیوں ہے؟ میرے سامنے فریم پر بچپن کی فیملی فوٹو آ گئی۔۔ہم سب بہن بھائی مسکرا رہے تھے۔اور سامنے وہی چاول رکھے تھے۔۔ ماں کے ہاتھ کے بنے ہمارے بچپن کے چاول ۔۔۔ تو شاید یہ خوشبو بچپن کی خوشبو تھی اسی لئے معصوم تھی۔۔تو شاید یہ ذائقہ بچپن کا ذائقہ تھا اسی لئے انمول تھا۔۔بچپن ۔۔وہی بچپن جب ہم صبح آنگن میں بیٹھی پہلی چڑیا کا انتظار کرتے تھے۔۔وہ بچن جو آج بھی امی کے ہاتھ کے بنے گرم چاولوں سے اٹھتے سنہری دھوئیں میں محفوظ ہے ۔۔ (ندا ایلی)

آج چھٹی تھی اور میں صبح سے ہی گھر پر تھا۔۔ظہر کی نماز پڑھ کر کچن میں امی کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔۔ امی بڑی توجہ سے سموسے بنا رہی تھیں۔۔ سموسے کے اندر ڈالنے کے لئے قیمہ غالباً امی نے صبح ہی تیار کر لیا تھا۔۔ اب وہ بڑی نزاکت سے ایک ایک پٹی کھول کر اس میں اتنی مقدار میں قیمہ ڈال رہی تھیں کہ وہ آسانی سے بند ہو جائے۔۔قیمہ ڈالنے کے بعد وہ کسی فنکار کی طرح اس کو لپیٹتی تھیں تاکہ وہ ایک خوبصورت تکون کی شکل اختیار کر لے۔۔ان کے ماتھے پر ننھے ننھے پسینے کے قطرے نمودار ہو چکے تھے۔۔۔"بہت ہی صبر آزما کام ہے ، آخر جو بھی شکل بن رہی بنا دیں۔۔اتنی محنت کی کیا ضرورت ہے"۔۔میں نے سوچا۔۔۔۔ افطاری کا وقت ہو چکا تھا۔ میرے سامنے رکھے خستہ،تکونی خوشبودار سموسے میری بھوک مزید بڑھا رہے تھے۔ ان سب کا رنگ اور شکل بالکل کسی مصور کی تصویر کی طرح مساوی تھے۔ ابو کی آواز آئی کہ بیٹا پہلے امی کو شربت کا گلاس دے آؤ وہ ابھی تک کچن میں ہیں۔۔۔
میں نادم ہو کرتقریباً بھاگتا ہوا شربت کا گلاس لے کر کچن میں پہنچا۔۔ امی چاولوں کو ابال دے رہی تھیں۔۔ میں نے گلاس رکھتے ہوئے امی کی پلیٹ کی طرف دیکھا۔۔ کچھ گہرے سیاہی مائل بھورے اور وہ تمام سموسے جو کسی وجہ سے تلتے ہوئے کھل گئے یا چپٹے اور کم شکل رہ گئے ،امی کی پلیٹ میں موجود تھے۔۔۔
"شاید مجھے آج تک نظر نہیں آیا ۔۔ ہر گھر میں خوشی کے ساتھ جو دکھ اور پھول کے ساتھ جو کانٹے آتے ہیں ۔۔ وہ ماں باپ اپنے اندر چھپا لیتے ہیں۔۔۔ میں امی کا ہاتھ پکڑ کر انہیں ٹیبل پر لے آیا۔(ندا ایلی)

بل

ابو اب دیر سے گھر آتے تھے۔سب کو لگتا تھا کہ میں چھوٹی ہوں اور ابھی ابھی تو سکول جانا شروع کیا ہے تو مجھے ابو کا میرے پاس نہ ہونا محسوس نہیں ہوتا ہو گا مگر ایسا نہیں تھا۔۔میں سب جانتی تھی۔۔سب محسوس کرتی تھی۔۔اسی لئے جب امی مجھے دس بجے تھپک تھپک کر سلانا شروع کرتی تھیں ، تو میں جانتے بوجھتے جاگنے کی کوشش کیا کرتی تھی اور ابو کے آتے ہی اچھل کر ان کی گود میں چلی جاتی تھی۔۔لیکن رفتہ رفتہ میں نے ایسا کرنا چھوڑ دیا۔۔میں امی کے سلانے پر چپ چاپ سونے لگی۔میں نے ابو کا انتظار کرنا چھوڑ دیا کہ اگر انہیں میری پرواہ نہیں تو مجھے بھی ان کا خیال نہیں ۔۔
اس دن ابو جب بارہ بجے گھر آئے۔۔تو نجانے کیسے میری آنکھ کھل گئی۔۔میں چپکے سے لاونج میں چلی آئی۔امی ابو باتیں کر رہے تھے۔۔بلز کی۔۔فیس کی۔۔دودھ پھلوں کے راشن کی۔۔ابو امی کو بتا رہے تھے کہ پارٹ ٹائم کے بعد اب میری سکول بکس اور فیس کا مسئلہ نہیں ہوگا۔۔میں خاموشی سے واپس آ کر لیٹ گئی۔۔کبھی کبھی لگتا ہے کہ احساس محبت وقت لمس فیملی ٹائم۔۔ان سب سے زیادہ اہم بلز ہیں۔۔ہر جگہ ، ہر مقام زندگی کے ہر دروازے میں داخل ہونے سے پہلے ایک بل ادا کرنا ہے۔شدید محنت سے سخت اور کھردرے ہوتے میرے ابو کے ہاتھوں کی تھپکی کا انتظار کرتے کرتے نجانے کب میری آنکھ لگ گئی۔۔(ندا ایلی)

ماں کے دوپٹے

ماں نے اپنی پرانی اٹیچی کھول رکھی تھی جب میں وہاں پہنچی۔ ماں شادی کے لئے دوپٹے نکال رہی تھی ۔ میچنگ کر کے سوٹ بنا بنا کر رکھ رہی تھی۔میں نے ماں کی اٹیچی میں بڑے قرینے سے طہ کر کے رکھے کپڑوں کو چھو کر دیکھا۔وہ آج بھی ویسے ہی ملائم تھے۔۔ماں یہ اب تک اتنے اجلے کیسے ہیں؟ میں نے پوچھا؟ ارے یہ تو ہمارا رکھنے کا سلیقہ تھا۔۔تمہاری طرح تھوڑی کہ جہاں پایا وہیں چھوڑ دیا۔۔اس دن ماں کتنی ہی دیر دوپٹے اور سوٹ جوڑے بنا بنا کر رکھتی رہی۔۔۔
میں کتنی ہی اٹیچیاں سسرال ساتھ لائی تھی۔سب کھول کر سیٹ بھی کر لی تھیں۔سب سوٹ ہینگر میں لٹکا دئیے تھے۔لیکن آج کئی سالوں بعد بھی، ماں کے کپڑوں کی وہ اٹیچی میں نے ایسے ہی رہنے دی تھی۔۔جانتے ہیں کیوں؟ کیونکہ کہیں کسی پھیکی پڑتی قمیض کا دوپٹہ بھی اتنا ہی بد رنگ ہو جائے یا اس میں سوراخ بن جائیں تو ماں کی اٹیچی میں اس کی میچنگ کا کھنکھتا جھلملاتا دوپٹہ نجانے کیسے نکل آتا ہے۔۔پھر میں پوری محفل میں وہ دوپٹہ اوڑھتی پھرتی ہوں۔۔وہ دوپٹہ سب کچھ چھپا لیتا ہے۔۔میری قمیض کے پھیکے رنگ اور ادھڑتی کڑھائی۔اسکا نچلا ٹوٹا بٹن۔۔اور دامن سے لٹکا نیلا دھاگا۔۔سب کچھ۔۔یہاں تک کہ میں پھر سے نئی نویلی دلہن کی طرح لگنے لگتی ہوں۔ (ندا ایلی)

شیف اور گٹار

مجھے یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں کہ میں کافی دنیا دار تھا ۔ مجھے لوگوں کی پرواہ رہتی تھی۔برابر والے گھر کے متین صاحب جن کی بیٹی بڑی ڈاکٹر بن گئی ہے وہ کیا سوچیں گے کہ میرا بیٹا لڑکا ہو کر بھی ڈاکٹر انجینیر نہیں بن سکا اور گٹار بجاتا ہے؟ اور کچھ لڑکوں کے ساتھ گروپ بنا کر فنکشنز پر پرفارم کرتا ہے۔۔
"بابا یہ میرا شوق ہے۔۔"۔۔لیکن لوگ تو مراثی ہی کہیں گے نا۔۔مجھے ان لوگوں کی آواز نہ آئے اس ڈر سے مجھے دروازے بند رکھنے پڑیں گے۔۔میں نے جواب دیا۔۔اور دروازے بند کر دئیے ۔۔
اس دن ماں میرے پاس آئیں ۔۔وہ کہنے لگیں۔۔بیٹا تو ہمیشہ سے شیف بننا چاہتا تھا۔۔اور ہم نے تجھے انجنیرنگ میں دھکیل دیا۔۔تو بڑا افسر تو بن گیا۔۔لیکن تو جو پہلے اپنی مرضی کی چائے اپنی خوشی کے لئے بناتا تھا۔۔وہ کہیں گم ہو گئی۔تیری ہر بات لوگوں کے خوف سے شروع ہو کر اسی خوف پر ختم ہو جاتی ہے۔۔۔اور ہم آج تک تیرے ہاتھ کی چائے اور تیری چہرے کی خوشی سے محروم ہیں۔۔"ماں اتنا کہہ کر خاموش ہو گئیں۔۔
میں نے اٹھ کر باہر کا دروازہ کھولا۔۔۔سامنے میرا بیٹا جھولے پر بیٹھا اپنی من پسند دھن بجا رہا تھا۔۔میرے کان اس مدھر موسیقی میں گم ہو گئے۔۔لوگوں نے میرے اور میرے بیٹے کے بارے کیا کہا بخدا مجھے بالکل آواز نہیں آئی ۔۔۔(ندا ایلی)

فیملی

جوائنٹ فیملی کو کوئی میری نظر سے کیوں نہیں دیکھتا..صبح میری آنکھ کھلی تو میں نے سوچا..میری بیگم کے کمرے اور لاونج کے آگے ہم نے شیشے کی دیوار حائل کی تھی تاکہ پردہ قائم رہے.. وہ صبح اٹھ کے سکون سے اپنے باتھ روم اور باورچی خانے کا استعمال کرتی تھی...اسکا اپنا الگ پورشن ہے
.خوبصورت پارٹ یہ ہے کہ جب میرا ننھا بچہ اٹھتا ہے تو بھاگ کر سامنے والے پورشن میں جاتا ہے وہ الگ الگ دادی، تایا، چاچا اور پھوپھو سے ملتا ہے ..وہ چاچا سے شرارت کرتا ہے تو تایا سے فرمائش..وہ دادی سے تسبیح لے کر بھاگتا ہے تو پھوپھو سے چاکلیٹ..گویا وہ اتنی سے عمر میں ہی رشتے نبھانا سیکھ جاتا ہے..صبح می بیگم کے لئے چائے بناتا ہوں اور وہ میرے لئے ٹفن .. اور دادی ننھے کے لئے پراٹھے بناتی ہے .جوائنٹ فیملی میں ایک دوسرے کے کمرے کے باہر لگ کر ان کی آپس کی باتیں سننے کی بجائے اگر دن میں ایک ٹائم نکال کر سب مل بیٹھ کر باتیں کریں تو زندگی کافی آسان ہو جاتی ہے.جوائنٹ فیملی کی اصطلاح غلط ہے..فیملی فیملی ہوتی ہے..اس میں نانا نانی دادا دادی چاچا تایا خالہ ماموں پھوپھو سبھی شامل ہوتے ہیں..تبھی ایک مضبوط اور محبت سے بھرپور خاندان جنم لیتا ہے

(ندا ایلی)

رات کے ساڑھے نو بجے کا ٹائم تھا جب اکبر چوک پر ٹریفک بلاک ہوئی۔لائنوں پر لائینیں لگ گئیں۔ " اس ٹرک والے نے غلط ٹرن لیا ، یہ رکشہ والا اپنی لین سے ہٹا تھا ، تبھی جام ہوا" ، اس سفید گاڑی نے یہ مسلہ پیدا کیا ہے" میں نے گاڑی بند کر دی. جیپ ، لینڈ کروزر ، پندرہ سو سی سی ، ہزار سی سی ،موٹر سائیکل سوار ، پیدل۔ ہر شخص اپنا دن گزار کر گھر جانے کے رستے پر تھا۔ کچھ لوگ فون پر اپنی الجھن بیان کر رہے تھے ۔" لیٹ کیوں ہو گیا، ، گوشت نہیں لے سکا" مجھے بہت سی آوازیں آ رہی تھیں ۔۔وعدوں کی آوازیں، کل پکا آپکا کام ہو جائے گا ، آج بائیولوجی کی کتاب نہیں لا سکوں گی ، جیولر کے پاس کل جائیں گے ،بیٹا کل سائیکل ضرور لاؤں گا"

ٹریفک کو کوستے کوستے آدھا گھنٹہ گزر چکا تھا ۔ ایک بھلے مانس نے باہر نکل کر اپنی مدد آپ کے تحت گاڑیوں کی لین سیدھی کرنا شروع کی ۔ کچھ اور لوگ بھی شامل ہو گئے۔۔ آخر کار ٹریفک چالو ہو گئی۔میں نے اپنے ارد گرددیکھا.مجھے کچھ دیر پہلے کی گھبراہٹ اورالزام تراشی کی جگہ صرف ایک چیز نظر آئی ۔ دن بھر کی محنت کے بعد اکڑے ہوئے کپڑے اتار کر ہلکی پھلکی کاٹن شرٹ پہننے کی خوشی ، دروازہ کھلتے ہی بچوں کا لاڈ دیکھنے کی لذت ، کچن سے آتی کھانے کی خوشبو کی راحت، اور سب سے بڑھ کر گھر پہنچنے ، صرف گھر پہنچنے کا اطمینان !!ایک طرف کوئی چھابڑی والا غریب اپنے دو ننھے بچوں کو چادر میں چھپائے کسی دکان کے شٹر تلے منہ کھولے بے نیاز سو رہا تھا ،شاید اس نے اس بے نام چند فٹ زمین کو ہی ایک رات کے لئے اپنا گھر مان لیا تھا۔۔ریڈیو کی آواز آ رہی تھی۔۔۔" پار چنا دے ، دسے کلی یار دی ، گھڑیا گھڑیا ہاں وے گھڑیا۔۔۔۔"(ندا ایلی)

گرم چائے

چھوٹے بچے سکول جا چکے تھے اور بڑے بچے آفس ..جب ہم بڈھا بڈھی کا چائے پینے کا من ہوا..پتیلی میں پانی چڑھا کر وہ دودھ ابالنے لگی ..میں نے کپوں میں چینی ڈالی ..چائے کے دو کپ بنا کر ہم نے صحن میں بیٹھنے کا سوچا لیکن وہ ہمیشہ کی طرح پھر سے اندر چلی گئی..اپنے کچھ بکھرے دوپٹے سمیٹنے ..اخبار پر امبی کا اچار پھیلانے...خانساماں کو ہانڈی کی ہدایات دینے..اور نجانے کون کون سے میری نظر میں غیر ضروری کام نمٹانے کے بعد بالآخر وہ صحن میں آ ہی گئی..ہمیشہ کی طرح آپ نے بلاوجہ ہی چائے ٹھنڈی کروا دی..میں نے چڑ کر کہا...وہ مسکرانے لگی...ایک دوسرے کے انہی غیر ضروری کاموں کے بیچ ہم دونوں نے کہیں ایک دوسرے کا انتظار کرنا سیکھ لیا..اور اس عمل کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم آج بھی ایک دوسرے کی خاطر اپنی چائے ٹھنڈی کر لیتے ہیں..

ہم نے چائے گرم کی اور پینے لگے...

"عورت کے لئے معاف کرنا آسان ہوتا ہے" .... وہ یہ جملہ ٹی وی پر اس وقت سن رہی تھی جب اس کے شوہر نے رات کی تاریکی میں دوسری بیگم کی خواہش پوری کرنے کے لئے گھر سے نکال دیا تھا. تھوڑی روشنی دیکھ کر وہ اس خاتون کی شوارمے کی دکان پر رک گئی تھی جو بڑی پھرتی سے بار بار اپنی چادر سنبھالتے ہوے شوارمے پر شورامہ لگا رہی تھی. ڈرامے میں ایک عورت کی بے وفائی سے ہونے والی تباہی کے بارے بہترین منظر کشی کی جا رہی تھی....
وہ ایک پھیکی ہنسی ہنس دی..دھوکہ کھائے اس مرد کا واحد مسلہ اس وقت یہ ہے کہ وہ بھول نہیں پا رہا معاف نہیں کر پا رہا... عورت تو ان مراحل تک کبھی پہنچ ہی نہیں پاتی.. پہلے تو بے سہارا ہو کر وہ چھت ڈھونڈتی ہے اور جہاں جاتی ہے وہاں پہلا سوال یہ کیا جاتا ہے کہ کچھ تو کیا ہو گا جو میاں نے تنگ آ کر چھوڑ دیا.. پھر اگر پڑھی لکھی یا خودمختار نہ ہو تو ہر قسم کی جاب کے لئے اس کو ذہنی طور پر تیار کر دیا جاتا ہے...گھر تو کیا اپنی گلی میں داخل ہوتے ہی چاروں طرف سے آوازیں آنا شروع ہو جاتی ہیں کہ زندہ کیوں آ گئی اس گھر سے تو جنازہ آنا تھا تمہارا...پھر وہ اپنے کردار کا میٹر پکڑے لوگوں کا سامنا کرنے کی عادی ہو جاتی ہے.مرد کے ساتھ بچہ اس کی "strength" جبکہ عورت کے ساتھ بچہ داغ بن جاتا ہے... تو یاد رکھیے گا کہ عورت کے لئے معاف کرنا آسان نہیں ہوتا، اسے باقی محاذوں سے فرصت ہی نہیں ملتی...معاف کرنے بھول جانے کی لکژری اسے حاصل ہی نہیں... سال پر سال گزرتے جاتے ہیں اور وہ بھول جاتی ہے کہ اسے کسی کو بھولنا بھی تھا، اسے کسی کو معاف بھی کرنا تھا..یہاں تک کہ ایک آنسو باقی نہیں بچتا... وہ پتھر کی ہو جاتی ہے.....(ندا ایلی)

دوست

وہ کہنے لگی..جس طرح ہڈیاں بڑھنے کی ایک عمر ہوتی ہے..اسی طرح دوست بنانے کی بھی ایک عمر ہوتی ہے ..اور وہ ہوتی ہے سٹوڈنٹ لائف ..اس دوران (نوٹس مانگنے کے علاؤہ) ہم بے غرض ہو کر دوست بناتے ہیں..ہم انہی کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں جن کے ساتھ ہماری کیمسٹری میچ ہوتی ہے..ہمیں صرف ہنسی مذاق اور مستی میں دلچسپی ہوتی ہے ..اس وقت فکر معاش سے بے خبر ہم بس اچھا وقت گزارنے ، اچھا محسوس کرنے پر فوکس کرتے ہیں ..اور ایسے لمحوں میں ہمارے ساتھی ہوتے ہیں ہماری یونیورسٹی کے دوست ..
زندگی کی پریکٹل دوڑ میں شامل ہو کر کالج کنٹین کی ٹیبل پر اکھٹے سموسہ کھانے والے دوستوں کو گو ہم بہت پیچھے کہیں چھوڑ آتے ہیں..لیکن سنسان راتوں کے گہرے سپنوں میں کبھی کبھی ان کے دھندلے چہرے نظر آ جاتے ہیں..اور دل چاہتا ہے کہ خواب طویل ہو جائے..(ندا ایلی)

نمک

افطار کھلنے میں پندرہ منٹ باقی تھے ۔ میں فٹ بال کھیل کر ابھی گھر پہنچا تھا ۔ اور مجھے سخت پیاس لگ رہی تھی۔۔رمضان کے فورا بعد آخری سمیسٹر بھی تھا لہذا افطار کے بعد پڑھائی بھی کرنی تھی۔۔ہمارا باورچی تیزی سے پلیٹیں سیٹ کر رہا تھا۔۔گرم گرم پکوڑے لا کر رکھے ہی تھی کہ اذان ہو گئی۔۔میں نے دعا پڑھ کر فورا سکنجبین کی طرف ہاتھ بڑھایا ۔یہ کیا ۔سکنجبین میں نمک زیادہ کیوں ہے ۔۔میں باورچی پر برسا ۔۔اور برستا ہی چلا گیا یہاں تک کہ ابو نے مجھے روکا۔۔نماز کے بعد ابو نے میری سرزنش کی تو میں نے کہا" آخر وہ باورچی میرا ہم عمر ہی تو ہے پھر اس میں بد تمیزی کی کیا بات ہوئی ؟ ابو نے کہا۔۔یہی تو بات ہے کہ وہ تمہارا ہم عمر ہے۔۔لیکن اسے تمہاری طرح فٹ بال کھیلتے ہوئے پڑھائی مکمل کرنے کی privilege نہیں حاصل ۔۔وہ اپنا جیب خرچ پڑھائی خرچ خودہی نکالتا ہے۔۔روزہ رکھ کر کھانا پکایا جائے تو نمک مرچ اوپر نیچے ہو ہی سکتا ہے۔۔
زندگی میں یونہی کبھی نمک زیادہ ہو جائے تو نمک کے اپنے آپ کم ہو جانے تک چیخنے چلانے سے بہت بہتر ہے کہ اسے شکر ڈال کر کھٹا میٹھا کر لیا جائے۔۔۔(ندا ایلی)

مجھے یاد ہے،آئی سی یو میں جب اللہ کی مرضی سے مریض کی آخری سانسیں دیکھنے اور دل کی سیدھی پٹی نکالنے کے بعد ہم ان کے لواحقین کو رحلت کی خبر سناتے تھے تو اپنے لہجے کا کھوکھلہ پن پوری رات ساتھ رہتا تھا۔ ڈاکٹر کی اس کشمکش کو کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ڈیتھ سرٹیفیکٹ(ڈی سی)نامی کتنے ہی کاغذ کے ٹکڑوں پر اپنا نام لکھااور لواحقین کے انگھوٹوں کے نشانات لگوائے۔ گھر واپسی کے رستے پر ایک ایک چہرہ آنکھوں کے سامنے آ جایا کرتا تھا۔"گردے فیل ہونے کے باعث فوت ہو جانے والی ننھی بچی کے ابو جی کا ہاتھ ڈی سی پر سائن کرتے ہوئے کانپ رہا تھا۔"جوان حاملہ خاتون جو چل بسی،اس کی نوزائیدہ بچی نرسری کے شیشے میں اس بات سے بے خبر آنکھیں بند کئے سو رہی تھی"۔۔"گندم کی گولی کھا کر آئے اس نوجوان کی آنکھوں سے وصال کے وقت آنسو گر رہے تھے"۔۔کتنی کہانیاں۔۔کتنی چیخیں اور کتنے آنسو لے کر ایک ایمرجنسی کرنے والا ڈاکٹر گھر پہنچتا ہے۔ایک انجانا سا guilt ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا ہے کہ اگر اس طرح سے مینیج کرتا تو یہ نتیجہ رہتا اور کیا میں نے اپنی پوری کوشش کی؟"
یہی ڈاکٹر گھر پہنچ کر دروازے پر کھڑی اپنی ننھی بیٹی کو اس کے فیورٹ کارٹون کیریکٹر کی آواز میں خوش آمدید کہتا ہے۔۔یہ اچانک رول چینجنگ۔۔ایک ڈاکٹر سے ماں/ باپ/ بیٹا/بیٹی کی فیز میں آناآسان کام نہیں ہے۔۔پنکھے کی ہوا سے اڑتے ڈیتھ سرٹیفیکیٹ پراپنے جیتے جاگتے ہاتھوں سے سائن کرنا آسان کام نہیں ہے۔۔۔(ندااایلی)

اچانک

وہ میرا گھر چھوڑ کر جا چکی تھی..آخر اس نے اچانک میرے گھر سے جانے کا فیصلہ کیوں لیا؟ میں نے اپنے جگری یار سے پوچھا.. وہ کہنے لگا...عورت کبھی اچانک گھر چھوڑ کر نہیں جاتی ہے..وہ ٹکڑوں میں بٹ کر یہ فیصلہ کرتی ہے..پہلے پہل اس کا شاید پسندیدہ لیکن تمہارے ہاتھوں پھٹا دوپٹہ اس گھر سے جاتا ہے.. پھر کبھی کوئی چوڑی ، کوئی گہنہ ، آہستہ آہستہ خواہش اور خواہش کے بعد آس اور امید تمہارے گھر سے رخصت ہو جاتی ہے.. پھر جو اک رویے میں تبدیلی آ جانے کا انتظار ہے ..وہ بھی تمہارے گھر سے رخصت ہو جاتا ہے..پھر اس کا دماغ اسکے دل اور اسکی عزت نفس سے یہ کہہ کر رخصت ہو جاتا ہے کہ بھئی تم ہی رہو یہاں پر میں تو چلا..اب باری آتی ہے ٹوٹے پھوٹے دل کی..تو رات تنہائی میں روتے دھوتے تنگ آ کر وہ بھی رخصت ہو جاتا ہے..اور دن تم اس پر چیخ چلا کر اس کی عزت نفس کا آخری دھاگا بھی توڑ دیتے ہو اسی دن اسکی عزت نفس بھی تمہارے گھر سے چلی جاتی ہے..یہ سب..جی ہاں یہ سب ہو جانے کے بعد ایک عورت اپنے جسم کو کھینچتی ہوئی اٹھتی ہے اور اپنا بیگ اٹھا کر اس میں اپنا پہلا جوڑا رکھتی ہے...تم اسے دروازے تک جاتے ہوئے بغور دیکھتے ہو..پھر مڑ کر مجھ جیسے نادانوں سے پوچھتے ہو..."آخر اس نے اچانک میرے گھر سے جانے کا فیصلہ کیوں لیا۔"....

(ندا ایلی)

وہ جب ایک گھر سے دوسرے گھر کی دہلیز پار کر گئی تو جانے کب کیسے بچپن کا گلک بھی ساتھ ہی لے آئی ۔ اماں نے لاکھ سمجھایا کہ گلک ساتھ لے کر نہیں جاتے ..تمہیں کیا معلوم وہاں روزانہ کتنے سکے جمع کر پاؤ گی ؟ تم اداس رہو گی .. تمہاری آنکھیں گلک اور دل بابا کے گھر میں ہی لگا رہے گا... شاید ایسا ہی ہو رہا تھا .. ہر مہینے گلک ٹوٹ جاتا .. وقت سے پہلے ہی ٹوٹ جاتا اور اندر کچھ نہ پا کر وہ اکیلی بیٹھی گھنٹوں روتی رہتی....

ایک دن اماں نے کہا .. اب اپنا گلک تو تمہیں وہیں کی مٹی سے بنانا پڑے گا .. ہر آنگن کی مٹی جدا ہوتی ہے..یہاں کی مٹی وہاں کے جا کر بیج بو گی تو کبھی پیڑ نہیں بن پائے گا .. وہاں کا یقین بھی الگ ہو گا اور گمان بھی الگ..ہو سکتا ہے بابا کی طرح وہ روازنہ تمہارے لئے جلیبیاں نہ لا سکے۔ شاید دودھ کچھ پتلا چائے تھوڑی کالی بنے..کیا معلوم جب وہاں ہوا چلے تو سیدھے تماری کھڑکی سے تمہارے چہرے کو نہ چھو سکے ..جیسے یہاں چھو کر گزرتی ہے..شاید وہ تمہاری سالگرہ پر اک چھوٹے سے کیک پر ایک ہی موم بتی جلا سکے تو اس وقت تمہارے دل میں اپنے بابا کی تمہاری سالگرہ پر کی گئی آتش بازی کا خیال نہیں آنا چاہئیے بلکہ اس آتش بازی کے پیچھے مسکراتی ان کی آنکھیں یاد آنی چاہئیں جو تمہیں ہمیشہ خوش دیکھنا چاہتی ہیں۔

اور خوشی شاید اسی میں ہے کہ اب تم اس نئے آنگن کی مٹی کے کر ایک نیا گلک بنانا شروع کر دو ، اس کا بابا کے گلک سے موازنہ نہ کرنا ..پھر اپنے دل کی الماری میں دونوں گلگ کو اک توازن سے رکھنا سیکھ لو..وہ گلک اپنے آپ یکجا ہو جائیں گے..پھر چھن سے ٹوٹنے کی آواز کبھی نہیں آئے گی....(ندا ایلی)

محفوظ

میں کچھ دور سے اسے دیکھ رہی تھی۔وہ بچوں کے جھرمٹ میں کھیل رہا تھا ..کبھی بھاگنے لگتا تھا تو کبھی اپنی کھلونا گاڑی پر بیٹھ جاتا تھا ۔ وہ پر اعتماد تھا لیکن میری دونوں کیا تینوں نظریں اسی پر تھیں..ایسے میں کھیل ہی کھیل میں ایک ننھے بچے نے جو اسکا کان زور سے موڑا تو وہ گھبرا گیا..بھیڑ میں..بہت سی خواتین کے بیچ مجھے ڈھونڈنے کی کوشش میں اسنے جلدی جلدی ادھر ادھر دیکھا اور بھاگ کر میری طرف لپکا ۔وہ مجھ سے لپٹ گیا..مجھ سے لپٹ کر اسنے دوسرے معصوم بچے کی طرف فاتحانہ انداز میں دیکھا کہ لیجئے جناب اب میں آپکی پکڑ سے دور اک محفوظ جگہ پر ہوں..ان بچوں کی اس معصوم ایکٹویٹی کے دوران میرے ننھے کا مجھے بھیڑ میں ڈھونڈنا..مجھ سے لپٹنا..اور میرے پاس خود کو محفوظ تصور کرنا..میرے لئے زندگی کے حسین ترین لمحات میں سے ایک تھا..میں نے اسکا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا ..(ندا ایلی)

وہ اکثر فون پر اپنی بہن سے بات کرتے ہوئے بہت دیر لگا دیتی تھی۔ مجھے بہت الجھن ہوتی تھی۔میں اکثر سنتا رہتا تھا کہ اس کی بہن فلاسفی کی پروفیسر ہیں اور ان کا ذوق بہت اچھا ہے۔ تو کیا ہوا؟ میرے intellect کی بھی ایک زمانہ تعریف کرتا ہے۔ میں ہر اہم موضوع پر بہت اچھی گفتگو کر لیتا ہوں۔میں jealous ہوتے ہوئے سوچتا...
آج ہم کئی مہینوں بعد لاہور آئے تھے۔اور اس کی بہن کے گھر ہی ٹھہرے تھے..ہم مرد حضرات ڈرائنگ روم میں بہت دیر سے سیاست اور حالات حاضرہ پر گفتگو کر رہے تھے ، لیکن میری توجہ اندر living room کے بند دروازے پر ہی تھی جہاں سے ان کی باتوں اور قہقہوں کی ہلکی ہلکی آوازیں آ رہی تھیں..میں جھلا کر اٹھ کھڑا ہوا اور کاروباری مصروفیت کا بہانہ بنا کر رخصت ہونے کی اجازت طلب کرتے ہوئے living room کی طرف بڑھ گیا..اس کا دروازہ اب کھلا ہوا تھا..اندر دو mature خواتین چھوٹے بچوں کی طرح ہنس رہی تھیں۔میں نے غیر اخلاقی حرکت کرتے ہوئے ان کی باتیں سننے کی کوشش کی..مجھے بہت حیرت ہوئی کہ میرے سامنے بیٹھی ایک فلاسفر اور ایک ڈنٹسٹ ٹام اینڈ جیری دیکھ رہی تھیں..وہ بے سروپا باتیں کر رہی تھیں، ان کے jokes بہت lame تھے اور وہ ایک دوسرے کو کشن مار رہی تھیں..وہ اپنے بچپن کی تصویریں دیکھ رہی تھیں، ہنستی آنکھوں سے پانی نکل رہا تھا...مجھے بہنوں کا جادو سمجھ میں آ گیا۔میں اپنی بیگم کو جتنا بھی قیمتی تحفہ دے دوں..اسے اس کے بچپن میں نہیں پہنچا سکتا..اسے ان خوبصورت یادوں میں نہیں لے کر جا سکتا..اسے چند لمحوں کے لئے بچہ نہیں بنا سکتا..میں واپس آ کر ڈرائنگ روم میں بیٹھ گیا اور گفتگو طویل کر دی۔ (ندا اپلی)

چوٹ

وہ ابھی چھوٹا ہے..اسے کیسی بھی چوٹ لگ جائے..کیسے بھی کھیلتے ہوئے کہیں جو گر جائے تو خوب روتا ہے.لیکن پندرہ منٹ بعد اسے بالکل یاد نہیں رہتا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا؟ لیکن مجھے یاد رہتا ہے..ایک بار کھیلتے ہوئے منہ کے بل گرنے سے اس کے ہونٹوں سے خون نکل آیا تھا..وہ خوب رویا تھا..لیکن کچھ ہی دیر بعد اپنے سوجے ہونٹوں کے ساتھ کھیل میں مگن وہ اپنی اس تازہ تازہ چوٹ کو بالکل بھول گیا تھا ..میں کتنی ہی دیر اسے سوری سوری کہتی رہی تھی جسے وہ اپنے کھیل کے بیج مکمل طور پر نظر انداز کر رہا تھا..

کبھی کبھی میرا دل کرتا ہے کہ ہمیشہ ایسا ہی ہو..اسے کیسی بھی چوٹ لگے..وہ پھر سے اٹھ کھڑا ہو ، دور اڑتی تتلی کے رنگ دیکھ کر مسکرائے اور آگے بڑھ جائے..(ندا ایلی)

نگینہ

آپ کا چھوٹا بیٹا آپ کے بڑے بیٹے سے زیادہ ذہین ہے ۔
آپ کی منجھلی بیٹی نے خوب قد نکالا ، بڑی بہن کو بہت پیچھے چھوڑ دیا ۔
خالہ کی بیٹی ماموں کی بیٹی سے زیادہ نمبر لے گی دیکھنا ۔
چلو دیکھ لیتے ہیں ، ٹاپ میرٹ کالج میں سب کزنز میں کونسا بچہ پہنچ پائے گا۔۔
ماں باپ تو گورے ، پھر آپ کے بچے کا رنگ کس پر چلا گیا ؟
بچوں کا موازنہ کرنا خواہ وہ عمر کے کسی بھی حصے میں ہوں اور خاص طور پر ان کی موجودگی میں ایسا کرنا ، ان کی نفسیات پر مستقل منفی اثرات مرتب کر سکتا ہے ۔۔
وہ اس پتھر کی مانند ہو جاتے ہیں جو دوسروں کی باتیں سن سن کر یہ سمجھنے لگتا ہے کہ وہ کبھی نگینہ نہیں بن سکتا ، اور جونہی کبھی نگینہ نہ بن سکنے کا یقین ہو جاتا ہے ، وہ چھن سے بکھر کر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں ۔ (ندا ایلی)

اسے پیدا ہوئے کچھ وقت بیت چکا تھا.. اس کی ماں اسے کانپتے ہاتھوں سے آہستہ آہستہ تھپک رہی تھی...پردے کے پیچھے چھپی "خوشی" اس انتظار میں تھی کہ اس ننھی پری کی آمد پر سب اسے منانے کے لئے بے تاب نظر آئیں.. لیکن ابھی تک کسی نے اسے یاد نہیں کیا تھا...کمرے کی دیوار کے ساتھ کھڑا اس نوزائیدہ بچی کا باپ اپنی خاموش نظروں میں آنے والے دنوں کا بوجھ لیے سامنے دیکھ رہا تھا..ہسپتال کی آیا نے مٹھائی اور پیسوں کے لئے کوئی شور نہیں مچایا تھا اور چپ چاپ کمرے کی صفائی کر رہی تھی...کمرے کے باہر تین کمسن لڑکیاں سہمی سہمی سی کھڑی تھیں..چند بزرگ خواتین چہرے پر تاسف لیے چہ مگوئیاں کر رہی تھیں..اور لڑکی کا چہرہ دیکھنے سے انکاری تھیں..یہ منظر دیکھ کر پردے کے پیچھے چھپی " خوشی" سوچنے لگی.. خوفزدہ اور اپنے آج کو ہی اپنا کل سمجھنے والے ، پیدا ہوئی ننھی جانوں میں ہی اپنی قسمت، عزت اور سہارا تلاش کرنے والےان مایوس لوگوں کو کیا کبھی خوشی منانا آ سکے گا؟ اس کی سوچ طویل ہو گئی..یکدم اس کی نظر اس ننھی بچی کے گلاب کی پنکھڑی جیسے ہونٹوں پر پڑی..آخر یہ خوبصورتی، خدا کی یہ قدرت ان اندھے لوگوں کو کیوں نظر نہیں آتی.. "خوشی" نے سوچا اور بے اختیار اس ننھی بچی سے جا کر لپٹ گئی .. ننھی بچی آنکھیں بند کئے مسکرانے لگی .اس کی ماں یہ منظر دیکھ کر اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ پائی..اس کی آنکھ سے گرتے گرم قطرے نے ننھی گڑیا کے چہرے پر پناہ لے لی...عجب یہ کہ اس کے ہونٹوں کی ہلکی سی جنبش کی طاقت سے خوشی پورے کمرے میں پھیل گئی.. اور کہیں دور سے ایک کھنکتی ہوئی آواز آئی.."مبارک ہو..بیٹی ہوئی ہے۔" (ندا ایلی)

کبھی کبھی میرا دل کرتا ہے کہ اتنا پڑھنے لکھنے کی بجائے کلرک بن جاتا... میں ایک ڈاکٹر ہوں.. میرے ہسپتال کے کلرک نے میرے ہر قسم کے جائز کام کے لئے مختلف ریٹ رکھے ہوئے ہیں...میری تنخواہ چار مہینے سے پھنسی ہوئی ہے... تنخواہ چالو کرنے کا ریٹ مجھے آج ہی معلوم ہوا ہے.. ریٹ ہر چیز کا ہے... حاضری بھیجنے کا الگ ریٹ ہے.. چیک پکڑانے کا الگ ریٹ ہے.. آرڈر رکوانے کے الگ ریٹ ہیں اور آرڈر نکلوانے کے الگ ریٹ ہیں...پوسٹنگ کروانے کے الگ ریٹ ہیں.. میں ہسپتال سے باہر نکلتا ہوں تو معلوم پڑتا ہے کہ ہر چیز کے ریٹ ہیں.. نیچے سے اوپر تک ہر لیول پر کرپشن ہے .. ریٹ لگا کر کسی کی فائل سب سے اوپر پہنچا دی جاتی ہے تو کسی کی فائل ردی میں پھینک دی جاتی ہے... میں خود چالان سے بچنے کے لئے پولیس اہلکار کی جیب گرم کرتا ہوں..سکول کی کس کتاب میں ہمیں ریٹ لگانا سکھایا گیا تھا ؟میری بوڑھی ماں اب بھی یہی سمجھتی ہے کہ کرپشن نواز شریف نے شروع کی اور عمران خان ختم کر دے گا..

میرا بیٹا اسلامیات کا سبق پڑھنے لگتا ہے..." االلہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں آگ میں ہیں"میرے رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہیں.. سبق تو سکول میں ہم نے بھی یہی پڑھا تھا.. لیکن زندگی گزارنے کے لئے سب نے اپنی اپنی کتاب لکھ ڈالی..جو ہم بچوں کی پہنچ سے دور رکھتے ہیں.. کوئی گالی دینے سے پہلے بچوں کو کہتے ہیں بیٹا اپنے کمرے میں چلے جاؤ... تاکہ ہم.جھوٹ بول سکیں ، گالی دے سکیں اور رشوت لے سکیں. پھر بھی اپنے کمرے کے بند دروازے کے اس پار بیٹھے بچے بڑے ہو کر ہمارے جیسے ہی ہو جاتے ہیں.(نداایلی)

موزے

سلمی بتانے لگی کہ عثمان ننھی گڑیا کے آنے کے بعد کس قدر بدل گئے تھے..رات کو گڑیا کے اٹھنے سے وہ مجھ سے پہلے اٹھ کر اسے جھولا جھلانے لگتے تھے..اس کے دودھ ، گرم کپڑے ، خوراک ہر چیز میں اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق جو حصہ لینا شروع کیا تھا تو مجھ سے بہتر خوراک تیار کر لیتے تھے..اپنے کپڑے خود الماری میں نہ رکھنے والے عثمان اب ننھی کے موزے کے جوڑے سنبھال رکھتے تھے کہ وقت پڑنے پر یہ موزے ہی اکثر نہیں ملتے..
ایک دن خاندان میں کسی نے عثمان کو اچھے بے بی سٹر کا خطاب دیا تو وہ چونک گئے..کہنے لگے..اپنے بچے کی بے بی سٹنگ نہیں کی جاتی ..اپنے بچے کی پرورش کی جاتی ہے..اور پرورش لفظ کی جڑ ہی ماں اور باپ کے ساتھ جڑی ہے..کہ گڑیا کا ایک گلابی موزا گر مجھے مل جائے تو اس کی ماں اس کے جوڑ کا دوسرا گلابی موزا ڈھونڈ لیتی ہے..ایسے میں سخت جاڑے میں بھی بچے کو سردی نہیں لگتی..(ندا ایلی)

داغ

عقیدت مند لمبی قطار بنائے کھڑے تھے۔۔
ایک شخص کے ماتھے پر سجدے کا نشان تھا۔۔۔لوگوں نے اس کو سب سے آگے کھڑا کر دیا۔۔۔
اس کے پیچھے کھڑے شخص کے ماتھے پر برص کا داغ تھا۔۔۔لوگوں نے اسے سب سے پیچھے دھکیل دیا۔۔۔
اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھا لیے۔۔۔

ندا ایلی

تحمل

کھانا پکانے کا سفر کیسے تبدیل ہوتا ہے ؟ عذرا تیزی سے باورچی کھانے میں ادھر ادھر چکر لگا رہی تھی..ماں جلدی نہ کریں کھانا کھا کر جائیے گا .پانچ منٹ دیں بس..ماں دور سے ادھ کھلے باورچی خانے کے دروازے سے اسے دیکھ رہی تھیں..وہ تیزی سے ایک ڈبے کے بعد دوسرا ڈبہ ایک خانے کے بعد دوسرا خانہ کھول رہی تھی..نمک لال مرچ زیرہ گویا بغیر دیکھے ہی ڈالے جا رہی تھی .یہ وہی عذرا تھی جو فون سپیکر پر لگا کر میری آواز کے ساتھ ساتھ کھانا پکایا کرتی تھی..ذرا سا اوپر نیچے ہو جائے تو بار بار فون کیا کرتی تھی..یو ٹیوب پر بار بار ریواینڈ کر کے ریسیپی سنا کرتی تھی...ماں دھیرے دھیرے مسکرانے لگیں..
وہ گرم گرم قورمہ لے آئی تھی جب ماں نے تازہ سالن اور گرم روٹیوں کی مہکتی خوشبو محسوس کی..ماں کو یاد آیا کئی سال پہلے وہ بھی اسی طرح جلدی جلدی مصالحے ڈالتے ہوئے اصرار کیا کرتی تھیں کہ عذرا جلدی نہ کرو..کھانا کھا کر سکول/اکیڈمی/ کالج جانا..ہمیشہ سے لگا تھا یہ لاابالی لڑکی کچن کے لئے درکار تحمل پیدا نہیں کر پائے گی..لیکن یہ تحمل شاید ہمیشہ سے ہی موجود ہوتا ہے..بس اسے کسی بھوکے مسافر کا انتظار ہوتا ہے.. جسے وہ روک کر ٹھنڈا پانی اور گرم روٹی کھلا سکے...(ندا ایلی)

اماں بہت مضبوط خاتون تھیں ۔ لسی بناتے ہوئے وہ دھواں چھوڑتی برف اپنی سکڑتی جلد پر رکھ لیا کرتی تھیں ۔ کھولتے سالن کی دیگچی کا گرم گرم ڈھکن اپنے ہاتھوں سے ہی کھول لیا کرتی تھیں ۔ میں غور سے ان کے ہاتھ دیکھا کرتا تھا ۔ وہ کسی پرانی پتیلی کی طرح تھے جو طرح طرح کے پکوان بنانے کے بعد اپنا اصل رنگ اپنی اصل بو کھو دیتی ہے ---

مجھے اکثر محسوس ہوتا تھا کہ میری نئی نویلی دلہن بہت نازک ہے۔ وہ اپنے ہاتھوں کی جلد پر گرم ٹھنڈا برداشت نہیں کر پاتی.وہ سہم جاتی ہے.وہ اماں جیسی نہیں ہے۔

مجھے یاد ہے جب ہماری پہلی اولاد میری ننھی گڑیا کی لئے دودھ ابال کر اسنے اپنے ہاتھوں سے وہ بوتل ٹھنڈی کی تھی ..وہ ہماری بیٹی سے بار بار پوچھتی اب ٹھنڈا ہو گیا اور وہ نفی میں جو سر ہلاتی تو وہ پھر سے بوتل اپنے ہاتھوں کے بیچ گھمانے لگتی ۔ میں نے گھبرا کر بوتل فریج میں ٹھنڈی کرنے کی غرض سے رکھ دی تھی کہ بھلا اپنے ہاتھوں کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے؟

اس دن میں نے اپنی دلھن کے ہاتھ دیکھے تو وہ کچھ کچھ اسی پرانی پتیلی جیسے لگے ۔ ابھی اس پتیلی کے کناروں پر کچھ رنگ روغن باقی تھا ۔ لیکن اب ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اسے اس رنگ و روغن کھو دینے کا کوئی خوف نہیں ہے ۔ اور اب دیکھتے ہی دیکھتے وہ ہر قسم کا گرم سرد برداشت کرنے کی ہمت پیدا کر لے گی ---

اس دن اماں نے مجھے کہا کہ تم ایک ماں کے ہاتھوں کو ہمیشہ پرانی پتیلی کی طرح ہی پاؤ گے جو اپنا رنگ و روغن کھو کر کندن بن جاتی ہے۔ پھر گھر کا سب سے لذیذ پکوان اسی پرانی پتیلی میں ہی تیار ہوتا ہے.....(ندا اہلی)

Toxic positivity

" تمہارے ساتھ تو صرف یہ ہوا ہے لوگوں کے ساتھ تو یہ یہ ہو جاتا ہے، ان کا سوچو۔"..."ارے چھوڑو رو کیوں رہے ہو ، آؤ ٹام اینڈ جیری دیکھتے ہیں موڈ اچھا ہو جائے گا۔" .."اچھا؟ لیکن اگر تم ایسے ایسے کر لیتے تو شاید وہ ایسے ایسے نہ کرتی۔"..."تمہارے ساتھ صرف یہ ہوا ہے اور تم پریشان ہو گئے ہو؟ میرے ساتھ یہ یہ ہوا اور میں نے مقابلہ کیا۔" .. "ارے رو کیوں رہے ہو ...رونے سے کبھی کچھ نہیں بدلتا۔" ....اگر آپ کے ارد گرد toxic positivity کے نام پر اس طرح کی نصیحت کرنے والے موجود ہیں تو برائے مہربانی ان سے دور رہیں...ان تمام فالتو الفاظ سے بھرے مفت مشوروں سے بہت بہتر وہ ایک خاموش کندھا ہے جس پر آپ جب چاہے ،کوئی صفائی دئیے بنا سر رکھ کر آنسو بہا سکیں اور وہ آپ کو گلے لگا لے اور کہے کہ دل بھر آنے پر رو دینے میں کوئی حرج نہیں....(ندا ایلی)

جج کی بیوی

میں جج کی بیوی ، ایم پی اے کا ڈرائیور ، نیوز چینل کا رپورٹر ، جاگیردار کا بیٹا ، جج کی بیٹی ، پرنسپل کا بھانجا ، گورنر کا پوتا ، وکیل کا بھائی، پولیس والے کا پڑوسی ہوں تو مجھے قانون پڑھانے سے پہلے قانون کی کتاب کا وہ سبق بھی پڑھ لینا جو کتاب میں چھاپا نہیں جاتا ، کہ تمام قوانین "اشرافیہ" کی پہنچ سے دور رکھیں ، اگر "طبیعت" زیادہ خراب ہو اور انصاف قائم کرنے کی دھن سر پر سوار ہو تو اپنا سر دیوار پر ماریں۔ (وزارت بہبود وی آئی پی کلچر)

(ندا ایلی)

منافق

آپ کے ارد گرد کئی طرح کے لوگ موجود ہوتے ہیں.. ان میں ایک قسم ایسی ہے جو آپ سے لڑ پڑتے ہیں، جو کچھ دل میں ہوتا ہے وہیں بول دیتے ہیں،کبھی آواز اونچی بھی ہو جاتی ہے ان کی، گلہ شکوہ آپ کی خطا آپ کے منہ پر ہی آپ کو بتا دیتے ہیں.ان پر غصہ تو بہت آتا ہے لیکن ان سے ڈر نہیں لگتا..
اور لوگوں کی ایک دوسری قسم ایسی ہے جو آپ کے سامنے آپ کی تعریف کرتے ہیں، کبھی آپ کو غصہ نہیں دلاتے، یہ لوگ آپ کے سامنے خاموشی سے مسکراتے ہیں لیکن آپ کے پیٹ پیچھے آپ پر چلاتے ہیں اورآپ کی خامیاں بیان کرتے ہیں
مجھے اس دوسری قسم کے لوگوں سے ڈر لگتا ہے...

ندا ایلی

مجاز

جب شوہر بے وفائی کرے،
" شوہر بیوی کا مجرم ہو جائے تو اس کے ساتھ باقی کا وقت اچھا گزرتا ہے".
جب بیوی بے وفائی کرے
" شرک تو خدا بھی معاف نہیں کرتا"
یہ سوچ فقط ڈرامے کے چند ڈائیلاگ نہیں بلکہ پورے معاشرے کی سوچ کی عکاسی کر رہی ہے
عورت اور مرد،بیوی اور شوہر دونوں ہی اللہ کی مخلوق ہیں اور دونوں کا خدا ایک ہے.محبت میں دونوں کو ایک سا سکھ ملتا ہے اور دل ٹوٹنے پر دونوں کو ایک جیسی تکلیف ہوتی ہے . بیوی جو اپنا گھر چھوڑ کر شوہر کو اپنا منتظم اور رکھوالا مان کر اس کے گھر آئی ہے تو اس لئے نہیں کہ مہینے کا خرچہ عورت کی قیمت سمجھ کر اسے دیا جائے..محبت اور عزت کے رشتوں کی قیمت لگانا ہمارے معاشرے میں جہیز، بری، بھاری/ہلکا زیور، بھاری/ہلکا جوڑا، سگنیچر/عام میک اپ کی شکل میں ویسے بھی عام ہو چکا ہے..
شرک تو خدا بھی معاف نہیں کرتا اور خدا کا کوئی مجاز نہیں ہے..اس لئے انسان کو انسان ہی رہنے دیا جائے تو بہتر ہے....(ندا ایلی)



NidaEily

@EilyNida

آپکی زندگی میں کچھ لوگ ایسے ہونگے ہیں جو آپکے ڈور بیل دینے کا انداز، آپکے قدموں کی آہٹ اور چائے میں چمچ چلانے کا انداز تک پہچان لیتے ہیں..یہ لوگ آپکے وقت اور پیسے سے زیادہ قیمتی ہوتے ہیں!! ان کے ساتھ ٹائم گزارتے ہوئے گھڑی کی سوئی اور ڈالر کی قیمت کے بارے نہ سوچیں...

راہداری

نئے گھر میں سب کے ساتھ اکھٹے رہنا گو شروع میں مشکل تھا ..
کس کی بات کس سے کہنی ہے؟کس وقت صبح اٹھنا ہے اور کس
وقت ناشتے کی ٹیبل سے اٹھنا ہے ؟ سب کھا لیں تب اٹھنا ہے یا
اپنی سہولت سے اٹھنا ہے؟رات گئے میکے کی طرح کچن میں جا کر
چائے بنانی ہے یا خواہش دل میں ہی دبا لینے کی عادت ڈالنی ہے؟
یہی سوال اس کے ذہن میں گھومتے رہتے تھے..اس دن ساسو ماں
جلدی اٹھ گئے تھے جب اسے کچن میں چائے کے برتنوں کی آواز
آئی ..ارے ابھی تو چھ ہی بجے ہیں وہ حیران ہوئی اور یونہی
کچن کی طرف چل دی..ساسو ماں قہوہ پیالی میں انڈیل رہی
تھیں..اسکو دیکھا تو ساتھ ایک پیالی اور جوڑ دی ..کہنے لگیں..
ساتھ اٹھنا ساتھ بیٹھنا ضروری نہیں..بس وقت پڑنے پر ساتھ دینا
ضروری ہے..
اس نے کچن سے گھر کے اندر جاتی راہداری پر نظر ڈالی..آج اسے
وہ تمام جگہ بہت کشادہ نظر آئی جہاں کبھی اسے گھٹن کا
احساس ہوتا تھا (ندا ایلی)

نانی کا گھر

اس گھر میں کچن کی لائٹ ہر وقت آن رہتی ہے۔ اس گھر میں ایک جھولہ ہے جو ایک سال سے لے کر پانچ سال تک کی عمر کے بچے کو جھولا دے سکتا ہے۔۔یہاں ایک ٹوکری میں کینڈی ، چاکلیٹ ، اور لالی پاپ ہیں۔۔ایک جانب بیڈ پر مختلف عمر کے افراد کے نئے کپڑے سلے رکھے ہیں۔۔ایک جانب ٹوٹے کھلونے اور بند گھڑی مستری کے پاس لے جانے کے لئے اک بیگ میں بند پڑے ہیں۔۔ دو زنانہ جوتے جن کی ایڑھی نکل چکی ہے۔۔وہ بھی مرمت کے لئے ساتھ ہی رکھے ہیں۔۔تار پر ہر سائز کے کپڑے سوکھنے کی خاطر پھیلے ہوئے ہیں۔۔میز پر سبزی روٹی کے ساتھ پزا اور مرغ پلاؤ بھی سجا ہے۔۔۔کافی کے ساتھ چائے اور ملک شیک کے ساتھ فروٹ کوک ٹیل بھی بن رہی ہے۔۔۔ایسا لگتا ہے اس گھر میں ہر عمر ، ہر مزاج کے لوگ پڑاؤ ڈال کر جاتے ہیں۔۔۔آخر یہ کس کا گھر ہے؟ اس نے دور سے سفید دوپٹہ اوڑھے ادھر سے ادھر دھیرے دھیرے چلتی اس خاتون کی candid تصویر لی۔۔یہ میری نانی کا گھر ہے۔۔بلکہ نہیں ۔۔یہ ایک نانی کا گھر ہے(ندا ایلی)

مجھے بیگم کی بیڈ ٹائم سٹوریز سے اختلاف تھا۔حسین شہزادی کی حفاظت کرنے والا خوبرو بہادر شہزادہ، شادی ، قیمتی ہیرا ،اڑتا قالین،جادو کا چراغ اور ہمیشہ مر جانے والا جن ...اس دن بھی جب میں گھر واپس آیا تو میری بیٹی کہانی سنتے سنتے بے حد گہری پرسکون نیند سو چکی تھی..اسکے چہرے کا اطمینان بتا رہا تھا کہ دھیرے دھیرے اسکو کہانی کے خوبصورت انجام سے محبت ہو چکی ہے..
میں نے کہا،" شاید ہم بچوں کو محبت کا مطلب سمجھنے ہی نہیں دیتے؟ ہم اپنے دماغ میں فٹ محبت کا نظریہ ان کے ذہنوں میں منتقل کر دیتے ہیں جو دراصل خواہشات ہیں..اور بچپن سے ہی ان کے دماغ میں یہ ٹائم بم فٹ کر دیتے ہیں کہ اس عمر تک یہ سب حاصل کر لیا تو تم خوش اور کامیاب ورنہ سمجھو ہمیشہ کے لئے جن کی قید میں۔پھر یہ اصل زندگی میں داخل ہونے سے ڈرتے رہتے ہیں ..یہ بچپن کے جھولے سے نکلتے ہوئے خوف کھاتے ہیں۔"
غور سے دیکھئے ، ہماری بیٹی کوئی گہرا خواب دیکھ رہی ہے"میری بیگم نے جذباتی لہجے میں کہا۔میں قائل نہ ہو سکا "خواب انسان کو کمزور نہیں بناتے ؟ خواب تو وہ تھا جو رائٹ برادرز نے جہاز بنانے کے لئے دیکھا ہو گا۔ہم اپنی محدود سی دنیا اور خیالات بچوں پر ٹھونس دیتے ہیں۔ جس میں دب کر ان کی اپنی دنیا بچپن میں ہی ملبے کا ڈھیر بن جاتی ہے۔" ہم دونوں چپ ہو گئے..گہری خاموشی چھا گئی..اچانک ہماری بیٹی نیند میں ہلکا سا مسکرائی۔ہم دونوں بھی بے اختیار مسکرا دیئے۔اگرچہ ہم ایک دوسرے کو قائل کرنے میں ناکام رہے تھے, ہم نے دل ہی دل میں دعا کی کہ جو بھی خواب دیکھ کر وہ مسکرائی ہے ، وہ ضرور پورا ہو..(ندا ایلی)

ابو کی الارم کلاک

مجھے اچھا نہیں لگتا تھا جب ابو سکول جانے کے لئے سات بجے ہی اٹھا دیتے تھے....امتحان کے لئے الارم لگانے کی تاکید کرتے تھے.. کالج کی آخری کلاس تک وقت کی پابندی کا احساس دلاتے تھے.... آج میں نہ جانے کس کام سے ابو کے کمرے کی جانب چلا گیا تھا... وہاں کسی بیل کی آواز آ رہی تھی..میں اندر چلا گیا..وہ ابو کا فون تھا...اور اس میں الارم بج رہا تھا..میں حیران ہوا..ابو بھی الارم لگاتے ہیں؟ بند کرنے کی غرض سے اٹھایا تو اپنا نام دیکھ کر چونک گیا..ابو نے میرے نام کے کتنے ہی reminder لگائے ہوئے تھے..کتنی تاریخیں محفوظ کی ہوئی تھیں..جس دن مجھے پروفیسر سے انعام ملا تھا..جس دن میں نے اپنی پسند کا گیٹار لیا تھا.....میرے فارم کی آخری تاریخ کا reminder , میری اکیڈمی کے سیشن کی تفصیلات .. میری سالگرہ ..میرے بیرون ملک جانے کے ممکنہ دن .....

اس دن مجھے احساس ہوا ..والدین جس دن ہمیں سات بجے اٹھنے کا کہتے ہیں..وہ خود پانچ بجے سے جاگ رہے ہوتے ہیں..جس دن ہمیں دس قدم چلنے کا کہتے ہیں..خود سو قدم کی مسافت طہ کر کے آئے ہوتے ہیں..ہمیں کبھی ان کا سفر ..ان کی محنت نظر نہیں آتی..ہمیں لگتا ہے کہ ہم سیڑھی چڑھ رہے ہیں لیکن وہ ہمیں لفٹ کی طرح اوپر اٹھا دیتے ہیں..

میں نے ابو کی الارم کلاک کو دیکھا..اس میں روزانہ پانچ بجے کا الارم سیٹ ہے..مجھے معلوم ہے کہ میرا رات کو آدھا کھلا بیگ.. بکھرے کاغذ ..کھلا قلم مجھے روزانہ صبح اپنی جگہ پر قرینے سے ملیں گے..اور مجھے کبھی احساس بھی نہیں ہو گا کہ میری بروقت کامیابی میں والدین کی اس بے وقت مشقت کا کتنا دخل ہے..کہ انہوں نے میرا بے پروائی سے رات کو کھلا چھوڑ دیا قلم صبح ہونے تک کبھی خشک ہونے نہیں دیا...(ندا ایلی)

باورچی خانہ

میری بیگم کو کھانا پکانے کا بہت شوق ہے ..شاید سب کی بیگمات کو ہوتا ہے .تو جناب ایسا نہیں ہے کہ ہر کام میں میری ہی مرضی چلے..لیکن کھانا..میری بیگم کھانا ہمیشہ میری مرضی کا بناتی ہے..وہ روزانہ صبح فون کر کے پوچھتی ہے "آج کیا پکاوں؟" ..اس کے بعد قریب دس منٹ تک ہماری گفتگو ہوتی ہے..چکنائی ، فیٹ ، تیل ، سبزی ..سب کے امتزاج کا خیال رکھا جاتا ہے..پھر کوئی چیز فائنل ہوتی ہے..اس دن اس کی امی کے گھر میں نے اسے اس قدر شوق سے قورمہ کھاتے دیکھا تو پوچھا...کیا تمہیں بھی میری طرح شوربے سے زیادہ بھنا گوشت پسند نہیں ہے ..میری خوشدامن صاحبہ کہنے لگیں..نہیں..اسکو تو ہمیشہ سے تیرتا شوربا ہی پسند ہی..ہمیشہ سے...

تمام رستہ ان کے الفاظ میرے کانوں میں گونجتے رہے..گھر پہنچ کر میں دیر تک مطالعے میں مصروف رہا..کمرے میں پہنچا تو وہ سو چکی تھی..میں نے اسکی نیم وا آنکھوں میں جھانک کر دیکھا..اپنی پسند، اپنی ضد کا وال پینٹ کلر ، پردے، ڈنر سیٹ خریدنے والی میری بیگم..کھانے کے معاملے میں کیوں ہتھیار ڈال دیتی ہے؟وہ صبح سے ہی کچن کی کمانڈر بن جاتی ہے لیکن اپنی مرضی کا کچھ نہیں پکاتی..ہر عورت ..ہر ماں...صبح سے شام اپنی مرضی کا نمک اور زیرہ کیوں نہیں ڈالتی..وہ کیوں یہی پوچھتی رہتی ہے کہ کس کو کتنا تیکھا اور کتنا میٹھا پسند ہے؟ تو گویا یہ روایت یہ کہاوت شاید ٹھیک ہو کہ مرد بہتر پکوان ہوتے ہیں لیکن یہ حقیقت کوئی نہیں بدل سکتا کہ ایک عورت سے زیادہ باورچی خانے کی رکھوالی اور اس باورچی خانے سے خوراک ملنے والوں کے دسترخوان کی نگہداشت کوئی نہیں کر سکتا ..

(ندا ایلی)

جب سے اس نئی لڑکی نے آفس جوائن کیا تھا،ہر کوئی اس کے اس کے اخلاق سے لے کر اس کے کردار تک ہر چیز کے بارے میں اپنا تجزیہ پیش کرتا رہتا تھا۔ میں نے ہمیشہ کی طرح بغیر تصدیق کیے سب کی باتوں پر اعتبار کیا اور اس سے ہمیشہ ایک فاصلہ قائم رکھنے کی کوشش کی۔
میری امی کا آپریشن تھا۔ میں نے آفس سے ایک ہفتے کی چھٹیاں لے لیں۔اللہ کے فضل سے آپریشن بالکل کامیاب ہوا۔ میں بے حد خوش تھی۔میں غیرارادی طور پر نئی لان پہن کر اپنی چھٹی ختم ہونے کے بعد آفس گئی۔میری قریبی دوست نے مجھ سے پہلا سوال یہ پوچھا کہ کیا یہ سوٹ مجھے سیل پر ملا اور کس قیمت پر ملا؟دوسری دوست نے جتایا کہ وہ یہ سوٹ مجھ سے دو دن پہلے ہی آفس پہن کر آ چکی ہے۔ایک بہت پرانی کولیگ نے یہ جتایا کہ اب چونکہ میں واپس آ چکی ہوں تو اب میں ان کو کور کروں گی چونکہ میری غیر حاضری میں وہ مجھے ری پلیس کرتی رہی ہیں۔میں یہ سب حیرت سے سنتی رہی۔اچانک ایک آواز میرے کانوں سے ٹکرائی،"آپ کی امی کیسی ہیں۔" میں نے بے چینی سے مڑ کر دیکھا چونکہ یہی وہ سوال تھا جو سننے کے لئے میں بے تاب تھی۔۔اور میرے سامنے وہی نئی لڑکی کھڑی تھی جو میرے لئے بالکل انجان تھی۔مجھے ایسا لگا جیسے اس کمرے میں موجود سب ہی لوگ ایک دوسرے کے لئے بالکل اجنبی ہیں۔اس دن مجھے احساس ہوا کہ دلوں کے حال فقط خدا جانتا ہے۔سنی سنائی پر یقین کر لینا بہت بڑی زیادتی ہے۔آپ کسی کے ہلتے ہونٹ دیکھ کر کسی دوسرے کے کہنے پر یہ سمجھتے رہیں کہ وہ آپ کو گالی دے رہا ہے جبکہ درحقیقت وہ آپ کے لئے دعا کر رہا ہو تو کیا آپ خود کو معاف کر پائیں گے؟

ندا ایلی

رومال

میں کھانا گرم کیوں نہیں کر سکتی ؟ وہ اکثر سوچتی تھی.. کیا دنیا کا کوئی حلال کام ایسا ہے جسے کرنے میں شرم محسوس کی جائے ؟ اگر میرے میاں صبح سے رات میرے اور ہمارے بچوں کے لئے محنت کر کے پسینہ بہا کر آئیں گے تو کیا میں ان کے لئے ایک گرم روٹی نہیں بناؤں گی ؟ سالن کو ابال نہیں دوں گی ؟ یہ ویسے ہی ہے کہ اگر میں کام سے تھک کر گھر آؤں تو وہ مجھے ایک کپ چائے کا بنا دیں... کیا ہم عورت کی عزت نفس کے لئے لڑ رہے ہیں یا کچن کے کاموں کو کمتر ثابت کرنے کے لئے لڑ رہے ہیں..؟
عزت نفس کھانے میں نمک ڈالنے سے مجروح نہیں ہوتی ..
عزت نفس مجروح ہوتی ہے اگر وہ کھانے میں نمک کم ہونے پر پلیٹ الٹ دیں .. عزت نفس نام لے کر چائے کا کپ مانگنے سے مجروح نہیں ہوتی ..وہ مجروح ہوتی ہے اگر نام لینے کی بجائے سخت لفظ یا گالی کا استعمال کیا جائے...
دو انسانوں نے ایک چار دیواری میں ساتھ رہنے کا وعدہ کیا ہے تو گرمی میں کسی کو تو چولھا جلانا پڑے گا اور کوئی تو سورج کی تیز روشنی میں محنت کرنے گھر سے باہر نکلے گا...پسینہ دونوں کا ہی نکلے گا .. اور جب محبت ساتھ ہو گی تو اپنے رومال سے دوسرے کا پسینہ پونچھنے میں بخدا بہت لطف آئے گا.....(ندا ایلی)

ابو کی عیدی

آج ابو نے میرے گھر عیدی بھیجی۔۔یہ میری شادی کے بعد پہلی عید اور عیدی تھی۔چھوٹے چھوٹے خوبصورت ڈبے تھے۔۔سب نے فوراً اپنے اپنے ڈبے کھولے۔میرے بیٹے کے لئے کپڑوں کے علاؤہ ایک ہوائی جہاز بھی بھیجا تھا۔۔ان کے لئے کپڑے اور جوتے بھیجے تھے۔سب اپنی اپنی عیدی دیکھ کر بہت جذباتی اور خوش ہو گئے۔جب سب اپنی اپنی عیدی میں مگن تھے،میں اپنے کمرے میں گئی اور کتنی ہی دیر اس کی خوبصورت پیکنگ دیکھتی رہی۔پھر میں نے اپنا ڈبہ کھولا۔اس میں ایک چھوٹی سی بچی کی عیدی تھی۔ایک چھوٹا سا گڑیا کا گھر،ایک پیاری سی گڑیا،رنگ برنگی چوڑیاں،میرے پسندیدہ چاکلیٹ ،کچھ نئے نوٹ اور ایک عید کارڈ جس پر لکھا تھا۔۔"یہ اس بچی کے لئے جو سب کی نظر میں اب بہت بڑی ہو گئی ہے،مگر میری نظر میں اب بھی اک چھوٹی سی گڑیا ہے ،جو آج سب کو سنبھالتی ہے مگر کبھی کبھی چاہتی ہے کہ کوئی اس کو سنبھال لے۔۔تو میری بیٹی۔۔ جب تم بہت تھک جاؤ تو میرا ہاتھ پکڑ لینا۔۔"
میں نے اپنی الماری میں وہ گڑیا اور گڑیا کا گھر سجا کر رکھ دیا۔۔۔۔

ندا ایلی

Ariel

ہم نے چادر کی ایک سائیڈ کو عام صابن سے دھویا اور دوسری سائیڈ کو Ariel سے۔۔
ہم نے دل کی ایک سائیڈ کو جھوٹ سے دھویا اور دوسری سائیڈ کو مزید جھوٹ سے۔۔۔
ہم نے لڑکی کی ایک سائیڈ کو "صاف نظر" سے دیکھا اور دوسری سائیڈ کو گندی نظر سے۔۔۔
ہم نے اپنے کم کمای والے آرٹسٹ بیٹے کی ایک سائیڈ کو زمانے کی نظر سے دیکھا اور دوسری سائیڈ کو اپنے رشتہ داروں کی نظر سے۔۔۔
ہم نے محلے کے ایک گھر سے آئے گوشت کی ایک سائیڈ کا موازنہ اپنے دیئے ہوئے گوشت سے کیا اور دوسری سائیڈ کا دوسرے گھر سے آئے گوشت سے۔۔
ہم نے اپنی بہو کی ایک سائیڈ کا موازنہ اپنی دوسری بہو سے کیا اور دوسری سائیڈ کا اپنی بیٹی سے۔۔
پہلے تجربے میں چادر تو شاید Ariel سے دھل کر صاف ہو گئی لیکن باقی تجربے مسلسل ناکام ہو رہے ہیں۔۔اس لئے کہ انسانی قدروں کا فیصلہ چادر کے دو ٹکڑوں کا موازنہ کر کے نہیں کیا جا سکتا۔۔۔لیکن ہم ان تجربوں میں کسی کے دل کے کئی ٹکڑے کر دیتے ہیں!!

ندا ایلی

وہ جب بھی سسرال سے میکے آتی تھی اسے لگتا تھا کچھ نہ کچھ بدل گیا ہے... سٹنگ روم کے سوئیچ بورڈ کا تیسرا بٹن اب کام نہیں کرتا...ڈرائینگ روم کی سینٹر ٹیبل تبدیل ہو گئی ہے...کچن میں چار نئے کیبنٹ بن گئے ہیں...
چھوٹو کے بیڈ روم میں اب آئرن مین کی بجائے بیٹ مین کے وال پیپر لگے ہیں .. ابو نے کیکٹس اور ٹچ می ناٹ کے گملے اوپر ٹیرس پر رکھوا دیئے ہیں اور نیچے باغ کی کیاریوں میں گل اشرفی اور پٹونیا کے پھول لگا لئے ہیں۔اک دن اس نے ماں سے گلہ کر ہی دیا ۔ اماں میرے کمرے کو مہمان خانہ سمجھ کر اسے بھی اتنا تبدیل نہ کر دینا کہ میں پہچان ہی نہ پاؤں...اماں مسکراتے ہوئے بولیں.. تجھے محسوس بھی نہیں ہو گا کب اپنے ابا کے گھر کے ہر سوئیچ بورڈ سے انجان ہو کر تو اپنے میاں کے گھر کے ہر اک خراب بٹن ، پرانے کیبنٹ اور سوکھتے پودے کی خبر رکھنے لگے گی.. اسے پانی دینے لگے گی ..پھر تجھے کہاں یاد رہے گا کہ اس گھر میں کون سی چیز کہاں پڑی تھی..جیسے ایک مہمان خانے میں ٹھہرا کوئی مہمان جب چلا جائے تو سب بھول جاتا ہے۔اماں کی آنکھیں قدرے نم ہو گئیں..لیکن پھر بھی وہ مسکراتی رہیں..
وہ دھیرے دھیرے چلتے ہوئے اپنے کمرے میں آ گئی.....امی سے ادھار لی ہوئی لپ سٹکس ، ابو کا ڈفل بیگ اور چھوٹو کی ٹوئے سٹوری کی ڈی وی ڈیز .. سب چیزیں اپنی جگہ پر تھیں..جیسے وہ چھوڑ کر گئی تھی...اپنے کمرے میں جگہ جگہ بکھری یادوں کو اپنے ذہن میں محفوظ کرتے ہوئے وہ خود سے بولی..نہیں اماں، آپ کے مہمان خانے میں کچھ عرصہ بیتانے والی آپ کی یہ مہمان کچھ چیزیں کبھی نہیں بھولے گی...(ندا ایلی)

امی کی خواہش پوری کرنے کے لئے میں اس سے دوسری شادی کی اجازت طلب کر چکا تھا۔۔ " اس کا نام شیریں ہے۔" میں نے اس سے نظریں ملائے بغیر کہا۔۔۔وہ مسکرأی اور چپ ہو گئی۔۔۔میں نے اس کی چپ کو اجازت کا مطلب دیا اور شیریں کو دلھن بنا کر لے آیا۔۔۔

اس نے خود کو بچوں تک محدود کر لیا اور اپنے کمرے میں قید ہو گئی۔۔مجھے نہیں یاد کہ زندگی حسین گزری یا کٹھن۔۔

آج وہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئی تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔۔شیریں بھی وہیں تھی۔۔۔ پوچھنے لگی رو کیوں رہے ہو؟ "

"میں اس سے محبت کرتا تھا"۔۔ میں نے نظریں چراتے ہوئے جواب دیا۔۔" اگرچہ اس نے مجھے اجازت دے دی تھی لیکن میں نے ہمیشہ اس کے چہرے پر اک تکلیف محسوس کی۔۔"

شیریں میری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔۔" عورت کبھی اجازت نہیں دیتی۔۔۔وہ محبت میں سادہ لوح ہوتی ہے۔ وہ چپ ہو جاتی ہے۔۔اور ہر مقام پر اس کی چپ کو ہی اقرار سمجھ لیا جاتا ہے۔وہ دیکھا ان دیکھا کر دیتی ہے۔۔ وہ بغیر خوشی کے مسکرانا بھی سیکھ لیتی ہے۔۔ لیکن کبھی محبت بانٹنے کی اجازت نہیں دیتی۔"شیریں اٹھ کر جانے لگی۔۔میں نے کہا، "تم اس کا دکھ سمجھتے ہوئے بھی سوتن بن کر آ گئی؟"

وہ مسکرائی اور کہنے لگی"اور تم اس سے محبت کرتے ہوئے بھی اس کا دکھ نہ سمجھ سکے۔۔"

محبت میں نا آگاہی۔۔ عشق میں بے خبری۔۔۔میرا گناہ زیادہ سنگین تھا۔۔میں چپ ہو گیا۔۔

ندا ایلی

جب وہ رخصت ہو کر جانے والی تھی تو میں بہت خوش تھی۔ اسکا بیڈ،اس کی الماری اب میری ہو گی ۔ وہ کچھ ان سلے کپڑے جو وہ سلوا نہ سکی تھی ، اب میرے ہونگے ۔ اسکی وہ جامنی شال جس پر ہمیشہ سے میری نظر تھی ، اب سردیوں میں آتش دان کے سامنے میں اوڑھ کے بیٹھا کروں گی ۔ اب صبح کالج کی تیاری کے دوران اس سے شیشے کے آگے کھڑے ہو کر لڑنا نہیں پڑے گا کہ اب تو پورے شیشے پر میں ہی نظر آؤں گی۔
اب کے جو سردیاں آئی ہیں تو ٹھنڈ زیادہ محسوس ہو رہی ہے ۔ اس کے خالی بستر پر پڑی شکنیں میں نے اب تک درست نہیں کیں،کوئی تکیہ نہیں سجایا ۔۔ شیشے کے سامنے نجانے کیوں اب بھی اس کے عکس کی جگہ چھوڑ کر کھڑی ہوتی ہوں ۔۔اور میں جو آتش دان کے آگے اس کی جامنی چادر اوڑھے بیٹھی ہوں تو وہ بھی چپکے سے میری نیلی شال اپنے پیکنگ بیگ میں ڈال کر لے گئی ہے۔ہم دونوں بخوبی جانتے ہیں کہ کہ ہم رنگوں کا تبادلہ کر چکے ہیں ، پھر بھی جب بھی ملاقات ہوتی ہے تو انجان بن جاتے ہیں۔۔وہ معصومیت سے مجھ سے پوچھتی ہے کہ میری جامنی شال دیکھی ہے کہیں اور میں بھی انجان بن کر سوال داغ دیتی ہوں کہ میری نیلی شال نجانے کہاں کھو گئی؟
اور شام کو جب سردی زیادہ ہو جاتی ہے تو ایک دوسرے کی شال پہنے ہم اکثر اپنے اپنے آتش دان کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں۔۔اس لمحے سردی کی شدت کچھ کم ہو جاتی ہے۔یہ بات سوچ کر ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر جاتی ہے کہ ہماری الماریوں میں سے کتنے ہی پرانے کپڑے نکل جائیں اور نئے کپڑے آ جائیں، لیکن جامنی اور نیلی شال ہمیشہ محفوظ رہیں گی۔۔۔۔(ندا ایلی)

انتقال

کل میرا انتقال ہوگیا۔۔
وہ لوگ جو دعوت دینے پر گھر نہیں آتے تھے، تعزیت کرنے کے لئے گھر آتے رہے۔
وہ لوگ جنہوں نے زندگی میں کبھی مجھ سے بات نہیں کی تھی،مجھے خوش گفتار کہتے رہے۔۔
وہ لوگ جو میرے سلام کا جواب بھی نہیں دیتے تھے،مجھے خوش اخلاق کہتے رہے۔۔۔
وہ لوگ جو اکثر میری غیبت کرتے رہتے تھے،میری تعریف میں نظم کہتے رہے۔۔
وہ جو مجھے پہچاننے سے انکار کرتے تھے،مجھے اپنا یار کہتے رہے۔۔
وہ لوگ جنھوں نے کبھی عید پر بھی گلے نہیں لگایا تھا،میری لاش سے لپٹ کر روتے رہے۔۔۔
وہ لوگ جو تحفے میں ہمیشہ کانٹے دیتے تھے،میری قبر پر پھول ڈالتے رہے۔۔
اور اتنی محبت دیکھ کر میں نے خود سے کہا،
"کاش تو بہت پہلے مر جاتا۔۔۔"

ندا ایلی



اس ایک تصویر میں گو کوئی لفظ نہیں لیکن سینکڑوں کہانیاں ہیں ..ایک باپ کے ایثار کی کہانی جو اپنے قدموں کے آس پاس موجود نجانے کتنے طوفانوں کو اس گدلے پانی کی رنگت سے چھپائے اپنے گھر والوں کو کنارے تک پہنچانے کی تگ و دو میں مصروف ہے..اس نے اس چارپائی پر کبھی اپنے کچے مکان کے آنگن میں امبیاں سوکھنے ڈالی ہونگی..کبھی رات میں ان بہن بھائیوں نے اسی چارپائی پر اٹھکیلیاں کی ہونگی..آج یہ معصوم باپ اپنے واحد اثاثہ ..اپنی اس چارپائی کو ڈھال بنا کر تیز پانی میں اتر گیا ہے ..اسے اوپر اپنے خدا پر بھروسہ ہے..کہ زمینی خود ساختہ خدا تو اپنی اپنی سیاست میں مصروف ہیں(ندا ایلی)

عکس

وہ کچن میں کھانا پکاتے ہوئے سوچ رہی تھی کہ وہ کیا کیا پیچھے چھوڑ آئی؟
گھر،ماں باپ ،بہن بھائی،محلہ،کزنز،دوست احباب، جاب،اپنا ڈریسنگ سٹائل،اپنی پسند کے جوتے،اپنی مرضی،اپنی سوچ یا شاید اپنی شخصیت...
وہ سالن کے ابلتے پانی میں اپنے عکس کو حیرت سے دیکھنے لگی۔اس نے خود کو تھپکی دی اور کہا،"واہ اس کا مطلب ہے کہ انسان چاہے تو خود کو کتنا بدل سکتا ہے؟"
اس نے سالن کا پیالہ میز پر رکھا اور واپس جانے کے لئے مڑی تو ایک آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی،
"بیٹا،ایسا سالن آپ کے ہاں بنتا ہے لیکن ہمارے ہاں سالن میں اتنا پانی نہیں چھوڑا جاتا۔آیندہ احتیاط کرنا۔"
اس نے سالن کو دوبارہ چولھے پر رکھا اور بھوننا شروع کر دیا۔ رفتہ رفتہ پانی پر بنتا اس کا عکس غائب ہونے لگا...

ندا ایلی

لال رومال

رومی بتا رہی تھی۔۔"آج بجیا کافی عرصے بعد رہنے آئی تھی۔بڑی مشکل سے رات رکنے پر راضی ہوئی۔۔میں نے کمرہ اس کے جانے کے بعد کافی تبدیل کر لیا تھا۔۔لیکن ہم پہلے کی طرح زمین پر میٹرس ڈال کر سونے کی تیاری کرنے لگے۔۔ہم رات گیارہ بجے لیٹے اور رات تین بجے تک باتیں کرتے رہے۔۔وہ باتیں کتنی بے تکی سی تھیں۔۔
بجیا نے بتایا کہ اسکے خواب میں اماں آئی تھی۔۔وہ اسکے لئے اسکا پسندیدہ لال رومال لائی تھیں"اماں کو گزرے دو برس ہو چکے تھے۔۔ہماری آنکھیں تر ہو گئیں۔۔
نجانے کب ہماری آنکھ لگ گئی۔۔رات کو ٹھنڈ بڑھ جاتی تو میں نیند میں AC کا ریموٹ پکڑ کے لیول زیادہ کر دیتی۔۔اور بجیا بھی کچھ دیر بعد نیند میں گرمی کا احساس ہونے کے باعث لیول کم کر دیتی۔۔اس معاملے پر اختلاف میں ہمارا اتفاق تھا۔۔
صبح جب آنکھ کھلی تو بجیا جا چکی تھی۔۔مجھے اس کی تکیہ کے نیچے اماں کا بنایا گیا لال رومال ملا۔بجیا اپنے خواب شاید تکیہ کے نیچے ہی چھوڑ گئی تھی۔میں نے وہ رومال اسکی خالی الماری میں رکھ دیا۔۔(ندا ایلی)

سعد اور سعدیہ

وہ پنگھوڑے میں لیٹے اپنے دونوں بچوں کو دیکھ رہی تھی جو جڑواں تھے۔۔سعد اور سعدیہ۔۔اسے نہیں معلوم کب محلے کی بیبیاں آئیں اور باری باری سعدیہ کے ہاتھ میں ہزار ہزار روپے کے نوٹ پکڑانے لگیں۔پھر وہ سعد کی لاکھوں بلائیں لیتیں اور چلی جاتیں۔اس کی آنکھوں میں حیرت دیکھ کر ایک بی بی کہنے لگی۔۔"ہزار ہزار روپے جمع کر لو ابھی سے زریں۔۔اور سعدیہ کا زیور بنا ڈالو۔۔اور ابھی سے اسکے ہاتھ میں چمچ دو تاکہ ہاتھ میں ذائقہ آ جائے۔۔سعد کا کیا ہے وہ تو اپنی شادی کا زیور خود ہی بنا لے گا۔ دیکھا نہیں ابھی سے کتنا ہونہار دکھتا ہے" زریں نے چند ساعت رک کے جواب دیا۔۔"بھابھی مجھے لگتا ہے کہ سعدیہ بھی اپنا زیور بہت اچھا بنا لے گی اور سعد بھی بے حد مزیدار چائے بنایا کرے گا۔آپ اتنی فکر نہ کریں۔۔" تمام بیبیاں بڑبڑاتی ہوئی رخصت ہو گئیں"

شام میں اسنے دونوں بچوں کے چہروں کو غور سے دیکھا۔۔سعد اور سعدیہ بالکل ایک جیسے دکھ رہے تھے۔۔دونوں خدا تعالیٰ کا تحفہ۔۔پھر ہم کیوں بچوں کی پیدائش کے وقت سے ہی ماں باپ کے دل میں بیٹی سب کی ذمہ داری اور بیٹے کے اوپر سب کی ذمہ داری کا خیال مسلط کر دیتے ہیں۔۔یہاں تک کہ بیٹی بیاہ دینے کے بعد اسکو ساری زندگی بوجھ سمجھنے والے ماں باپ اسے تمام اچھے برے حالات میں وہیں گزارہ کرنے کی تلقین کرتے رہتے ہیں اور بیٹے کو اپنا سہارا اور سرمایہ سمجھنے والے ماں باپ ساس سسر بن کر اپنے بیٹے کو دوسرے گھر سے آئی لڑکی اسکی بیوی کے ساتھ ذہنی طور پر جوڑ نہیں پاتے۔۔(ندا ایلی)

چھوٹی بہن

وہ گھر میں سب سے چھوٹی تھی اور ہر وقت بھیا بھیا کرتی رہتی تھی۔۔
وہ نادان تھی۔
ہم اس کو کوئی اہم بات نہیں بتاتے تھے۔۔۔
کسی بڑے فیصلے میں شامل نہیں کرتے تھے۔۔۔
مگر۔۔۔
آیس کریم کا فلیور کونسا ہونا چاہیے؟۔۔
بارش میں پکوڑے کھانے چاہئیں یا چاٹ؟۔۔
سکوبی ڈو دیکھنے ہیں یا ٹوم اینڈ جیری ؟۔۔۔
ان سب کا فیصلہ ضد کر کے وہی کرتی تھی۔۔۔
اب اس کی شادی کو تین سال گزر چکے ہیں۔۔۔
بڑے بڑے فیصلے تو ہم اب بھی بڑی آ سانی سے کر لیتے ہیں مگر چھوٹی چھوٹی باتوں کے لئے ہمیں اسے ڈھونڈنا پڑتا ہے۔۔۔
اب پکوڑوں اور چاٹ کا ذائقہ ایک سا لگتا ہے۔
اب بارش برس کر خشک بھی ہو جائے تو گھر میں کسی کو پتا نہیں چلتا۔۔۔

ندا ایلی

اماں جی کالج کی صفائی کر کے بانسوں سے بنی برآمدے کی چھت کے سائے تلے بیٹھ جاتی تھیں۔۔ مجھے اماں جی کے نماز پڑھنے کی اوقات کبھی سمجھ نہیں آئے۔۔جب تاریک اندھیرے میں ہوسٹل میں سوی لڑکیوں میں سے کوئی خواب میں ڈر کر اٹھ جاتی تھی۔۔ اماں جی فجر کی نماز ادا کرنے چل پڑتی تھی۔۔۔دن کی چلچلاتی دھوپ میں جب اماں سب کو کاروبار زندگی میں بے حد مصروف دیکھتی تو کہتی، لگتا ہے ظہر کا وقت ہو گیا۔۔۔سہ پہر کو جب اماں کسی کی آنکھوں میں اداسی دیکھتی تو عصر کے لئے وضو کر لیتی تھی۔۔۔دن ڈھلے جب پرندے گھروں کو لوٹتے ، اماں مغرب کی نیت باندھ لیتی۔۔رات کو جب ہوسٹل میس میں گرم گرم روٹیوں کی خوشبو آنا شروع ہوتی ، اماں عشاء کے لئے چل پڑتی۔۔۔ میں اکثر اماں کو احساس دلاتی کہ یہ طریقہ ٹھیک نہیں۔۔۔ ایک دن اماں مجھے کہنے لگی ، تو چاہتی ہے میں تیری طرح گھڑی دیکھ کر نماز پڑھوں۔۔۔ دومنٹ فی رکعت، اور دس منٹ میں نماز پوری اور ان دس منٹوں میں بھی پورے دن کی فکر۔۔

میں اونچا سنتی ہوں ، اذان کی آواز مجھے نہیں آتی ، گھڑی پر وقت دیکھنا بھی مجھے نہیں آتا، مگر یہ اللہ کی مخلوق ، یہ گھروں کو لوٹتے پرندے ، یہ اداس آنکھیں اور یہ برستے بادل مجھے بتا دیتے ہیں کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔۔۔اب اس سے بات کرنے کا وقت ہو گیا ہے۔۔

میں اپنے دل کا موسم دیکھ کر نماز پڑھتی ہوں۔۔ کہ جب نیت باندھوں تو بھلے دل میں خزاں ہو ، پر جب سلام پھیروں تو دل میں بہار آ چکی ہو۔۔۔

اماں کی نماز آج تک قضاء نہیں ہوئی۔۔۔۔ (ندا اپلی)

اچھی عورت

وہ شیشے کے سامنے بیٹھی تھی۔ آج اسے کسی نے کہا تھا کہ تمہارے چہرے کی لکیریں نمایاں ہو رہی ہیں دھیان رکھنا۔تمہارا شوہر نہ نوٹس کر لے۔وہ سوچ رہی تھی کہ نجانے کتنے ہی بار اسے ہی نہیں ہر عورت کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ چونکہ وہ ایک عورت ہے۔تو اسے ایک انسان کے نیچرل پروسس سے گزرنے کی اجازت نہیں۔اسے گورا اور کم عمر دکھنا ہے چاہے اس کے لئے اسے اپنی سکن ٹون سے کہیں سفید بیس لگانی پڑے۔اسے فیملی گیدرنگ میں اچھا نہیں بلکہ بہت اچھا بننا ہے۔اسے سب کے لئے کھڑے ہونا ہے اور آخر میں بیٹھنا ہے۔اسے مسکرانا ہے ۔اتنا کہ دانت نظر نہ آئیں اور اتنا کہ سب خوش مزاج سمجھیں۔اسے تمام دن بچہ بھی سنبھالنا ہے لیکن بچے کو سنبھالتے سنبھالتے اگر تھک جائے اور بچہ بے حد تنگ کرے تو بھی ماتھے پر بل نہیں لانا۔اسے دیپیکا کی طرح فٹ دکھنا ہے لیکن روٹیاں گاؤں کے چچا تندور والے سے بھی تیز لگانی ہیں۔چونکہ اسے ہر مقام پر کہا جائے گا۔ وہ تو مرد ہے انسان سے غلطی ہو ہی جاتی ہے۔اور تم تو عورت ہو ۔عورت کی فطرت میں ڈھل جانا ہے۔۔یہی ڈھالتے ڈھالتے ہم نے عورت کو ایک اونچے تخت پر بٹھا دیا ہے اور اس کے نیچے آگ لگا کر سب کو کہتے ہیں۔دیکھو کتنی صابر ہے۔تخت سے نہیں اترے گی۔اف تک نہیں کرے گی۔اچھی عورت ہے۔۔(ندا ایلی)

آج میری بیٹی کا سکول میں پہلا دن تھا۔وہ ابھی بہت چھوٹی تھی۔مجھے سارا دن بہت پریشانی رہی۔پتہ نہیں اس نے لنچ ٹھیک سے کھایا ہو گا یا نہیں۔پتہ نہیں اس کی ٹیچر کا مزاج کیسا ہو گا؟ پتہ نہیں سکول کی آیا اس کو واش روم لے کے جائے گی یا نہیں؟میرے دماغ میں سارا دن یہی سوالات اٹھتے رہے۔شاید پہلی مرتبہ اسے خود سے دور کیا تھا اس لیے یہ بے چینی تھی۔آخر سکول سے چھٹی کا ٹائم ہو گیا۔میں وقت سے پہلے ہی وہاں موجود تھی۔میں نے اسے دور سے دیکھا۔وہ مجھے دیکھ رہی تھی۔اور جیسے وقت میرے لئے تھم گیا۔میں اس کا چہرا پڑھنے اور اس کے دل کا حال جاننے کی کوشش کرنے لگی۔میں جاننا چاہتی تھی کہ آج سب نے سکول میں اس کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔لیکن اس سے بھی زیادہ شاید میں اس کو یہ بتانا چاہتی تھی کہ اس دنیا میں،اس زندگی میں ،میں ہمیشہ اس کے ساتھ نہیں رہوں گی۔۔اس کی زندگی میں بہت سے لوگ آئیں گے۔اس کی طرف ہاتھ بڑھانے والا ہر شخص اس کا دوست نہیں ہو گا۔اس کی طرف مسکرا کر دیکھنے والا ہر شخص اس کا خیر خواہ نہیں ہو گا۔اس کی مدد کا دعویٰ کرنے والا ہر شخص اس سے مخلص نہیں ہو گا۔میں اسے بتانا چاہتی تھی کہ اسے کس طرح مضبوط بننا ہے اور آگے بڑھنا ہے۔

اب وہ بالکل میرے سامنے کھڑی تھی۔وہ کھلکھلا کر ہنس رہی تھی۔میں ابھی اس چھوٹی سی گڑیا سے اتنی مشکل باتیں نہیں کر سکتی تھی۔میں نے بڑھ کر اس کو گلے لگا لیا اور دعا کرنے لگی کہ زندگی کے ہر موڑ پر وہ مجھے یونہی کھلکھلاتی ہوئی ملے۔

ندا ایلی

چھری

ہاں بیٹی گھر سے باہر نکل رہی ہو؟ اس وقت نہ نکلو ، چادر ٹھیک سے لو ۔ چوڑیوں کی آواز نہیں آنی چاہیئے۔ دیکھو شادی میں اونچا نہ ہنسنا..جہاں سنسان جگہ ہو یا آدمی کھڑے دیکھو تو راستہ بدل لینا ، سہیلی کے ساتھ رہنا، مجھے فون کرتی رہنا، پرس میں چاقو رکھتی ہو نہ اب؟ پستول کا لائیسنس بھی بنوا لو ..یاد رکھنا تم اس گھر کی عزت اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو....
ہاں بیٹے اس وقت گھر سے باہر نکل رہے ہو ؟ دیکھو نظریں نیچی رکھنا ، راستے میں کھیلتے بچے یا بچیوں کو اپنے بچے سمجھنا، اکیلی عورت کو آتا دیکھو تو رستہ بدل لینا اور مشکل میں دیکھو تو مدد ضرور کرنا ، کھڑے ہو کر وڈیو نہ بنانا، سیٹی نہیں بجانا ،آوازیں نہ لگانا ، مناسب فاصلہ رکھنا ۔ یاد رکھنا تمہاری وجہ سے کسی کے گھر کی عزت اور آنکھوں کی ٹھنڈک کو پرس میں چھری نہ رکھنی پڑے....
(ندا ایلی)

وہ جب ایک گھر سے دوسرے گھر کی دہلیز پار کر گئی تو جانے کب کیسے بچپن کا گلک بھی ساتھ ہی لے آئی ۔ اماں نے لاکھ سمجھایا کہ گلک ساتھ لے کر نہیں جاتے ..تمہیں کیا معلوم وہاں روزانہ کتنے سکے جمع کر پاؤ گی ؟ تم اداس رہو گی .. تمہاری آنکھیں گلک اور دل بابا کے گھر میں ہی لگا رہے گا... شاید ایسا ہی ہو رہا تھا .. ہر مہینے گلک ٹوٹ جاتا .. وقت سے پہلے ہی ٹوٹ جاتا اور اندر کچھ نہ پا کر وہ اکیلی بیٹھی گھنٹوں روتی رہتی----

ایک دن اماں نے کہا .. اب اپنا گلک تو تمہیں وہیں کی مٹی سے بنانا پڑے گا .. ہر آنگن کی مٹی جدا ہوتی ہے..یہاں کی مٹی وہاں کے جا کر بیج بو گی تو کبھی پیڑ نہیں بن پائے گا .. وہاں کا یقین بھی الگ ہو گا اور گمان بھی الگ..ہو سکتا ہے بابا کی طرح وہ روازنہ تمہارے لئے جلیبیاں نہ لا سکے۔ شاید دودھ کچھ پتلا چائے تھوڑی کالی بنے..کیا معلوم جب وہاں ہوا چلے تو سیدھے تماری کھڑکی سے تمہارے چہرے کو نہ چھو سکے ..جیسے یہاں چھو کر گزرتی ہے..شاید وہ تمہاری سالگرہ پر اک چھوٹے سے کیک پر ایک ہی موم بتی جلا سکے تو اس وقت تمہارے دل میں اپنے بابا کی تمہاری سالگرہ پر کی گئی آتش بازی کا خیال نہیں آنا چاہئیے بلکہ اس آتش بازی کے پیچھے مسکراتی ان کی آنکھیں یاد آنی چاہئیں جو تمہیں ہمیشہ خوش دیکھنا چاہتی ہیں۔۔

اور خوشی شاید اسی میں ہے کہ اب تم اس نئے آنگن کی مٹی کے کر ایک نیا گلک بنانا شروع کر دو ، اس کا بابا کے گلک سے موازنہ نہ کرنا ..پھر اپنے دل کی الماری میں دونوں گلگ کو اک توازن سے رکھنا سیکھ لو..وہ گلک اپنے آپ یکجا ہو جائیں گے..پھر چھن سے ٹوٹنے کی آواز کبھی نہیں آئے گی....(ندا ایلی)

میرے لوگ!

پاکستانی قوم بہت مختلف ہے...
ہم کنجوس اتنے کہ ٹوتھ پیسٹ سے لے کر شیمپو کا آخری قطرہ تک استعمال کر لیں،لیکن ہم دریا دل اتنے ہیں کہ ملک کو ڈیم کی ضرورت ہو تو اپنی ساری جمع پونجی جمع کرا دیں...
ہم غصہ ور اتنے کہ گاڑی کو ذرا سی ٹکر لگ جائے تو گریبان پکڑ لیں لیکن ہمدرد اتنے کہ کسی کی گاڑی خراب ہو جائے تو دھکا دینے کو دس آدمی جمع ہو جائیں...
ہم گرم مزاج اتنے کہ پڑوسی کے بچے کی بال ہمارے گھر آ جائے تو واپس نہ کریں لیکن ہم نرم مزاج اتنے کہ کچھ دن اس کے گھر سے آواز نہ آئے تو خیریت پوچھنے چل دیں...
ہم کمزور دل اتنے کہ اپنے بچے کو باہر گلی میں نہ نکلنے دیں، لیکن ہم بہادر اتنے کہ ضرورت پڑنے پر اپنے بچوں کو سرحد کی حفاظت کے لیے بھیج دیں..
ہمارا ڑیڑھی والا گوگل میپ سے اچھا راستہ سمجھا دیتا ہے۔
ہمارا انڈا شامی زنگر سے زیادہ لذیز ہوتا ہے اور ہماری چولھے والی چائے لپٹن سے زیادہ تیز!!
ہمارے "تو" میں پیار ہوتا ہے اور ہمارے "آپ" میں عزت

اسی لئے دنیا کے کسی بھی سیدھی سڑکوں والے ملک میں چلے جاؤ،اپنے ملک کی ٹیڑھی میڑھی گلیاں بہت یاد آتی ہیں!!

ندا ایلی

خان کا نیا پاکستان

یہ آدمی بہت دبلا پتلا ہے..مگر اس کے ارادے بہت مضبوط
اس کے چہرے پر بے پناہ جھریاں ہیں..مگر اس کی آنکھوں میں بے پناہ امید
اس کا لباس سادہ ہے..مگر اس کی شخصیت رعب دار
اس کی اردو کمزور ہے...مگر اس کا لہجہ مستحکم
اس کی طبیعت میں غصہ ہے،مگر میں نے اسے کسی خاتون کی تذلیل کرتے نہیں سنا..
اس کی ذاتی زندگی کتابوں کے صفحوں میں بکھیر دی گئی...مگر اس نے کسی کی ذاتی زندگی کو سیاست کے لئے استعمال نہیں کیا...
کل میں نے کچن میں صبح سے رات روٹیاں پکاتی عورتوں کو چہرے پر کپڑا ڈالے ووٹ ڈالتے دیکھا اور مجھے لگا کہ ان محنت کش اور ہنر مند سیاہی مائل چہروں میں ہی شاید کوئی فاطمہ صغریٰ ، امجدی بانو بیگم یا فاطمہ جناح پوشیدہ ہیں...
کل میں نے خود کو ایک ہاتھ میں پاکستانی جھنڈا اور دوسرے ہاتھ میں سامان کی گٹھری لئے سرحد پار کرتا محسوس کیا..

ندا ایلی

شام سے پہلے

دنیا میں کوئی شخص آپ کا اپنے سے اونچا قد پسند نہیں کرتا سوائے آپ کے والد کے جو اس دن کا انتظار کرتے ہیں جب آپ کا قد ان سے نکل جائے..دنیا میں کوئی شخص آپ کو اس سے حسین نہیں دیکھنا چاہتا سوائے آپ کی ماں کے جسے آپ ہر روپ میں حسین لگتے ہیں..پروفیسر صاحب کہتے ہیں حسد ہر انسان کی فطرت میں ہے ..بس کچھ لوگ اسے چھپانا جانتے ہیں..سوائے والدین کے .والدین کے دل میں خدا پاک نے اتنی محبت بھر دی کہ حسد کے لئے جگہ ہی نہ بچی...ورنہ کون آپ کو چیمپین بنانے کے خاطر خود ریس سے ودڈرا کرتا ہے؟؟
اسی لئے سٹیج پر آ کر ایوارڈ وصول کرنے والا ہر بڑا آدمی اپنی ماں کی اک سادہ سی نصیحت یا باپ کے دیئے گئے پہلے سو روپے کے نوٹ کا ذکر ضرور کرتا ہے..شاید اس لئے کہ تمام عمر اس سادہ نصیحت اور پرانے نوٹ کو بےکار سمجھنے والی اولاد جس دن اس کی اصل قیمت جان لیتی ہے ..اسے اپنے سینے کی تجوری میں محفوظ کر لیتی ہے..پھر جب طوفان آتا ہے اور بادل گرجتے ہیں تو سب سے پہلے ..جی ہاں سب سے پہلے یہی یاد آتا ہے کہ ماں بابا نے کہا تھا..شام سے پہلے گھر آ جانا...(ندا ایلی)

"عورت کے لئے معاف کرنا آسان ہوتا ہے" .... وہ یہ جملہ ٹی وی پر اس وقت سن رہی تھی جب اس کے شوہر نے رات کی تاریکی میں دوسری بیگم کی خواہش پوری کرنے کے لئے گھر سے نکال دیا تھا. تھوڑی روشنی دیکھ کر وہ اس خاتون کی شوارمے کی دکان پر رک گئی تھی جو بڑی پھرتی سے بار بار اپنی چادر سنبھالتے ہوے شوارمے پر شورامہ لگا رہی تھی. ڈرامے میں ایک عورت کی بے وفائی سے ہونے والی تباہی کے بارے بہترین منظر کشی کی جا رہی تھی....
وہ ایک پھیکی ہنسی ہنس دی..دھوکہ کھائے اس مرد کا واحد مسلہ اس وقت یہ ہے کہ وہ بھول نہیں پا رہا معاف نہیں کر پا رہا... عورت تو ان مراحل تک کبھی پہنچ ہی نہیں پاتی.. پہلے تو بے سہارا ہو کر وہ چھت ڈھونڈتی ہے اور جہاں جاتی ہے وہاں پہلا سوال یہ کیا جاتا ہے کہ کچھ تو کیا ہو گا جو میاں نے تنگ آ کر چھوڑ دیا.. پھر اگر پڑھی لکھی یا خودمختار نہ ہو تو ہر قسم کی جاب کے لئے اس کو ذہنی طور پر تیار کر دیا جاتا ہے...گھر تو کیا اپنی گلی میں داخل ہوتے ہی چاروں طرف سے آوازیں آنا شروع ہو جاتی ہیں کہ زندہ کیوں آ گئی اس گھر سے تو جنازہ آنا تھا تمہارا...پھر وہ اپنے کردار کا میٹر پکڑے لوگوں کا سامنا کرنے کی عادی ہو جاتی ہے.مرد کے ساتھ بچہ اس کی "strength" جبکہ عورت کے ساتھ بچہ داغ بن جاتا ہے... تو یاد رکھیے گا کہ عورت کے لئے معاف کرنا آسان نہیں ہوتا، اسے باقی محاذوں سے فرصت ہی نہیں ملتی...معاف کرنے بھول جانے کی لکژری اسے حاصل ہی نہیں... سال پر سال گزرتے جاتے ہیں اور وہ بھول جاتی ہے کہ اسے کسی کو بھولنا بھی تھا، اسے کسی کو معاف بھی کرنا تھا..یہاں تک کہ ایک آنسو باقی نہیں بچتا... وہ پتھر کی ہو جاتی ہے.....(ندا ایلی)

بیاہی بہن کے نام

وہ اب کچھ اجنبی سی لگنے لگی تھی۔ وہ میری بیاہی بہن جو ہر مہینے ملنے آتی تھی اب بہن کم اور رشتے دار زیادہ لگنے لگی تھی۔۔اماں اس کے آتے ہی اس کی پسندیدہ دم والی چائے چولھے پر چڑھا دیتی تھیں۔۔لیکن اماں تو اس کی شادی سےپہلے بھی ایسے ہی کرتی تھیں۔۔ابا اس کے آتے ہی اسکے غیر حل شدہ فارمز اور جاب سے متعلق پیچیدہ معاملات لے کر بیٹھ جاتے تھے۔۔لیکن ابا بھی اس کی شادی سے پہلے بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔۔مگر میں۔۔میں شاید کچھ بدل گیا تھا۔۔پہلے آتے جاتے اس کی چوٹی کھول دینے اور سر پر چپت لگا دینے کے لئے میرے بے اختیار اٹھتے ہاتھ جیسے خود ہی کچھ سوچ کر رک جایا کرتے تھے۔۔کہ جو گھر سے وداع کر دیا ہے تو اب گھر آنے پر کوئی مصنوعی شرارت بھری ضرب بھی اسکو نہ پہنچاؤں۔۔پہلے اس کے ہاتھ سے سیب کی قاشیں چھین کھانے والے یہ ہاتھ اب رات کو اس کی لاعلمی میں اس کے بیگ میں پھلوں کے پیکٹ رکھ دیتے ہیں۔۔اب اس کے چہرے پر نکلتے دانوں پر اسے چھیڑنے کی بجائے نظر انداز کر دینا تھوڑا مشکل لگتا ہے۔۔کہ پہلے کے مقابلے اب وہ ہر چھوٹی بڑی بات پر بلبلا کر روتی نہیں ہے۔۔لیکن اس کی آنکھوں کے کونے اکثر لال رہتے ہیں۔۔اور مجھے یہ لال کونے بہت دور سے نظر آ جاتے ہیں۔۔

(ندا ایلی)

شادی کے بعد ماں جب کھانے کی دعوت دے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی سایہ دار درخت اپنی شاخیں ہلا کر گھونسلے میں کچھ دیر سستانے کی دعوت دے رہا ہو..ڈائینگ ٹیبل پر اک ایک چیز بہت قرینے سے پروستی امی کو میں نے غور سے دیکھا..آخر امی ہر چیز کو اتنی باریک بینی سے کیوں دیکھتی ہیں..آخر کار امی کے داماد اور بیٹیاں ہی تو ہیں..پھر دو طرح کے چاول ، تین طرح کے سالن..آخر اتنے تردد کی کیا ضرورت ہے؟ یہ تکلف ہمارے اور امی کے بیچ کب آ گیا؟ جبکو ہم تو وہ تھے کہ ایک پلیٹ میں تین چمچ ڈال کر کھا لیا کرتے تھے۔ایک دوسرے کی چائے میں شرارتا بسکٹ ڈبو لیا کرتے تھے..امی کبھی ہمارا پزے کا پیس کھا لیا کرتی تھیں تو کبھی ہم چپکے سے ان کی آئیس کریم پر ہاتھ صاف کر لیا کرتے تھے..ٹی وی لاونج کی گول میز کی بجائے اب بڑی ڈائننگ ٹیبل پر کھانا لگنے لگا تھا..کھانا اگرچہ ابھی بھی ہماری پسند کا ہی بنتا تھا..فرق صرف اتنا تھا کہ پہلے ہم گرم گرم پراٹھا امی کے توے سے اٹھا کر بھاگ جایا کرتے تھے اور اب اماں کے دستر خوان پر سجے پراٹھے اماں خود اپنے ہاتھوں سے پروستی تھیں۔۔

آج بہت شدت سے بچپن کی وہ شرارت ، وہی بے تابی اور بے خودی یاد آ رہی تھی۔ دعوت کے اختتام پر میں نے دیکھا..ہم بہنوں کو گاڑی تک وداع کرنے کے لئے آئے ماں باپ کی آنکھوں میں اک انتظار تھا..یہ انتظار آپ کو ہر بیٹی کے والدین کی نظروں میں ملے گا..پھر سے مل بیٹھنے کا انتظار ، پھر سے گھر کے ویڑے میں بیٹھ کر بے فکری سے سر میں تیل لگانے اور کنگھی چوٹی کرنے کا انتظار ۔گویا کہ انکی نظریں کہہ رہی ہوں کہ بیٹی بیاہ کر شادی کا جوڑا ساتھ لے جاتی ہے لیکن اسکے کرتے پجامے ، اسکا کالج کا ہینڈ بیگ ، اسکی املی پاپڑ کے ڈبے ، اور سب سے بڑھ کر اسکی بچپن کی گڑیا اسی میکے کے آنگن میں رہ جاتی ہے..بیٹی کے ماں باپ ساری زندگی اک گڑیا کا گھر بناتے رہتے ہیں..اسی لئے انکی آنکھوں کا تنہا انتظار کبھی ختم نہیں ہوتا ..(ندا ایلی)

اس دن اسکو کرسی پکڑ کے تھوڑا تھوڑا چلتے دیکھا تو نینا نے بڑھ کر اسکو تھام لیا تھا۔اس نے گھوم کر نینا کی طرف دیکھا اور اطمینان سے فرش پر بیٹھ کر اپنے نئے ننھے پیانو سے کھیلنے لگا۔۔ نینا نے موبائل پر اسکی لی گئی پرانی تصاویر اور ویڈیوز کھول لیں۔۔کچھ ماہ پہلے کی بات ہے۔۔ وہ بمشکل آنکھیں کھول پاتا تھا۔۔ پھر اسنے مسکرانا سیکھا، کروٹ لینا،crawl کرنا سیکھا۔۔ ایک وڈیو میں وہ ہنس رہا تھا بے تحاشہ ہنس رہا تھا۔۔یہ سب کچھ نینا کے پاس محفوظ تھا۔۔جیسے اسکا ہر اک بڑھتا قدم، ہر شناسا مسکراہٹ ، اسکی زندگی کا ہر پل محفوظ رکھنا چاہتی تھی۔۔جو گزر گیا اسے پھر سے دیکھنا ، بار بار دیکھنا اور دیکھ کر مسکرانا چاہتی تھی۔۔انہی خیالات کے بیچ بے ترتیب سروں کی آواز نے نینا کو چونکا دیا۔۔اسنے دیکھا کہ وہ اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے اس کھلونا پیانو کے رنگ برنگے بٹن دبا رہا تھا۔۔وہ غور سے سننے لگی۔۔ اک دن یہی بے ترتیب سر بے حد سریلے ہو جائیں گے۔وہ بڑا ہو جائے گا۔ ۔نینا نے سوچا۔۔۔شاید میں اسوقت بھی اسکا ہر بڑھتا قدم مانپوں گی۔۔جیسے ابھی اسے بڑھ کر تھام لیتی ہوں، اسوقت بھی بڑھ کر تھامنا چاہوں گی۔۔لیکن وہ ہنستے ہوئے میرے بازو اپنے مضبوط ہاتھوں سے تھام لے گا اور کہے گا کہ اب مجھے آپکے نہیں بلکہ آپ کو میرے سہارے کی ضرورت ہے۔۔وہ مجھے ہر اونچی نیچی سیڑھی پر تھامنا شروع کر دے گا۔ رات کو سوتے ہوئے میری ٹانگیں دبانا شروع کر دے گا۔ اور پھر یونہی سو جائے گا۔پگلا ۔۔یہ نہیں جانتا کہ وہ بچپن سے جوان ہو کر میرے گھر کا مضبوط ستون تو بن گیا۔۔لیکن ۔ماں ۔۔ماں تو گھر کی چھت کی طرح ہوتی ہے۔۔پھر چھت کمزور ہو جائے۔۔اکھڑ جائے یا ٹپکنے لگے۔۔چھت تو چھت ہی ہوتی ہے۔ چھت سہارے کے لئے نہیں ۔۔چھاوں اور سائے کے لئے ہوتی ہے۔۔وہ سہارا جو مضبوط سے مضبوط لوہے کے ستون کو بھی سورج کی تپش میں پگھلنے سے بچنے کے لئے چاہئے ہوتا ہے۔۔نینا نے دیکھا۔۔ننھا اسکی گود میں سو گیا تھا۔۔نینا نے اپنی شال اسکے اوپر ڈال دی۔۔۔(ندااایلی)

اچانک
وہ میرا گھر چھوڑ کر جا چکی تھی..آخر اس نے اچانک میرے گھر سے جانے کا فیصلہ کیوں لیا؟ میں نے اپنے جگری یار سے پوچھا..
وہ کہنے لگا...عورت کبھی اچانک گھر چھوڑ کر نہیں جاتی ہے..وہ ٹکڑوں میں بٹ کر یہ فیصلہ کرتی ہے..پہلے پہل اس کا شاید پسندیدہ لیکن تمہارے ہاتھوں پھٹا دوپٹہ اس گھر سے جاتا ہے..
پھر کبھی کوئی چوڑی ، کوئی گہنہ ، آہستہ آہستہ خواہش اور خواہش کے بعد آس اور امید تمہارے گھر سے رخصت ہو جاتی ہے..
پھر جو اک رویے میں تبدیلی آ جانے کا انتظار ہے ..وہ بھی تمہارے گھر سے رخصت ہو جاتا ہے..پھر اس کا دماغ اسکے دل اور اسکی عزت نفس سے یہ کہہ کر رخصت ہو جاتا ہے کہ بھئی تم ہی رہو یہاں پر میں تو چلا..اب باری آتی ہے ٹوٹے پھوٹے دل کی..تو رات تنہائی میں روتے دھوتے تنگ آ کر وہ بھی رخصت ہو جاتا ہے..اور دن تم اس پر چیخ چلا کر اس کی عزت نفس کا آخری دھاگا بھی توڑ دیتے ہو اسی دن اسکی عزت نفس بھی تمہارے گھر سے چلی جاتی ہے..یہ سب..جی ہاں یہ سب ہو جانے کے بعد ایک عورت اپنے جسم کو کھینچتی ہوئی اٹھتی ہے اور اپنا بیگ اٹھا کر اس میں اپنا پہلا جوڑا رکھتی ہے...تم اسے دروازے تک جاتے ہوئے بغور دیکھتے ہو..پھر مڑ کر مجھ جیسے نادانوں سے پوچھتے ہو..."آخر اس نے اچانک میرے گھر سے جانے کا فیصلہ کیوں لیا۔"....
(ندا ایلی)

اگرچہ آج میں نے سینہ کوبی نہیں کی ۔میں نے خود کو زنجیریں نہیں ماریں۔۔میں جلوس کا حصہ نہیں بنا۔میں کہتا رہا کہ غم و حزن اور ماتم میں بہت فرق ہے۔۔۔لیکن میرا دل خون کے آنسو روتا رہا کہ نواسہ ِرسول ﷺ اور اہل بیت کی ناقابل فراموش قربانیوں نے بھی میرا باطن نہیں بدلا۔۔۔

کہ وہ تلوار سامنے ہوتے ہوئے بھی نماز کی ادائیگی کرتے رہے لیکن مجھے نیند زیادہ پیاری ہے؟

کہ وہ اسلام کی سالمیت کی خاطر اپنے جگر گوشوں کی قربانی دیتے رہے لیکن میں قرآن پاک پڑھنے کے لئے چند ساعتوں کی قربانی نہیں دے سکا؟

کہ انہوں نے شیر خوار حضرت علی اصغر(ع) کی شہادت اپنی آنکھوں سے دیکھی لیکن زبان پر حرف شکایت نہیں آیا اور میں اپنی چائے کے ٹھنڈا ہونے تک کا پندرہ منٹ تک گلہ کرتا رہتا ہوں؟

کہ وہ اس شدید گرمی،پیاس اور صعوبت میں بھی اپنے لشکر کو حوصلہ دیتے رہے اور میں کسی ذرا سی مشکل پر ہمت ہار دیتا ہوں؟

میں آج زندہ یزیدوں کی پوجا کرتا ہوں۔۔میری آنکھوں کے سامنے معرکہ کربلا عراق،ایران،فلسطین ،افغانستان اور کشمیر میں برپا ہے۔۔لیکن میرے دل پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔۔۔ اپنی یہ حالت زار دیکھ کر میرا دل کرتا ہے کہ میں ہر روز ماتم کروں ۔میں اپنی روح کو زنجیروں سے مار مار کر بیدار کر دوں تاکہ میرے جسم کی مٹی بھی سرزمین کربلا کی مٹی کی طرح سیراب ہو جائے ۔۔۔

ندا ایلی

گدھا

رستے میں کئی لوگوں نے اس سے پوچھا کہ چہرہ اترا ہوا کیوں ہے ..اس نے سب کو ایک ہی جواب دیا کہ سب کچھ زبردست جا رہا ہے ..وہ دھیمے قدموں سے گھر میں داخل ہو چکا تھا...بریف کیس آہستہ سے رکھا کہ ننھا جاگ نہ جائے..وہ رخسانہ کے کچن سے نکلنے کا انتظار کرنے لگا..رخسانہ جیسے ہی اس کے سامنے آ کر بیٹھی..اسنے اپنے دن کے تمام تر ناکام لمحے اس کے سامنے رکھ دیئے..آج کب آفس پریزینٹیشن دیتے ہوئے وہ گڑبڑا گیا اور پیچھے بیٹھے دو نیو internees اسے دیکھ کر بے تحاشہ ہنسنے لگے ..کب اسکا موبائل زور سے زمین پر جا گرا..کب وہ سیڑھیاں اترتے ہوئے اپنا بیگ اوپر ہی بھول آیا..رخسانہ نے اسکی باتیں غور سے سنیں..

اب رخسانہ کے کہنے کی باری تھی..اس نے بھی بے حد چھوٹی چھوٹی معصوم باتیں جوڑ رکھی تھیں..کس طرح سہ پہر کے وقت ساتھ والی آنٹی بلقیس نے چھوٹے کی ٹانگیں دیکھ کر رخسانہ کو کہا کہ وہ اسکی خوراک پر توجہ نہیں دے رہی..اسکو اچھی ماں بننے کے گر بتائے..کب شام میں اسکی آنکھ لگ جانے کے باعث دودھ ابل کر گر گیا..کب اچانک آندھی آ جانے پر وہ بھاگ کر چھت سے کپڑے اتار لائی لیکن جامنی جرابوں کا ایک جوڑا ساتھ والوں کے صحن میں جا گرا...

وہ دونوں کتنی ہی دیر ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہے..ایک دوسرے سے کھل کر اپنے دل کی باتیں اپنی تمام تر insecurities discuss کیں..یہاں تک کہ رات سونے سے پہلے انہیں لگا کہ آج کا دن تو بہت اچھا گزرا تھا..اگر زندگی میں کوئی ایک بھی ایسا شخص ہے جس کے سامنے آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ آج چار لوگوں نے مجھے گدھا کہا ..اور آپ کو یقین ہو کہ سامنے والا یہ سن کر آپ کو judge نہیں کرے گا تو یقین مانیں آپ بہت خوش قسمت ہیں..(ندا اپلی)

محبت

وہ کہنے لگی..ایسا نہیں تھا کہ وہ پیدا ہوا اور مجھے اس سے محبت ہو گئی..یہ محبت مجھے اس کے ساتھ رات جاگنے سے شروع ہوئی، یہ محبت اس وقت پروان چڑھی جب میں اس ڈر سے کہ کہیں وہ پر سکون نیند میں چونک نہ جائے، اپنا اس کے سر کے نیچے رکھا ہاتھ کئی گھنٹے تک ہلاتی نہیں تھی، یہ محبت مضبوط تر ہوئی جب اس کو کھانا کھلائے بغیر میرے حلق سے نوالا نہیں اترتا تھا.یہ محبت اس کے دھلے ہوئےننھے ننھے کپڑے سکھا کر تہہ کرنے کے دوران نکھری..یہ محبت اس کے موزوں کے جوڑے ڈھونڈتے اور ٹوپیاں سنبھالتے سنبھالتے سنبھلی... تو محبت جیسی کتابوں نے بتائی ویسی نہیں ہے.. اس محبت کو رات جاگنے کی عادت ہے ، اس محبت کو کنگی کرنے کی فرصت نہیں ، اس محبت میں اپنی خواہشات ابالنے سے زیادہ فیڈر کی بوتل ابالنا اہم ہے..یہ محبت غزلوں میں بیان نہیں کی گئی، اس محبت کو کسی گیت نے نہیں گایا..لیکن یہ وہ محبت ہے جس میں عاشق لکڑی سے لوہا کاٹ لیتا ہے...(ندا ایلی)

وہ دن مجھے اچھی طرح یاد ہے جب میں نے اپنی بکھری ہوئی موٹی وزنی کتابوں کے بیچ اسکی میتھمیٹکس کی کتاب اٹھائی تھی۔آج میں نے اسکو دو جمع دو چار سکھانا ہے۔۔کل شاید دو جمع دو آٹھ سکھانا پڑے۔۔جب شاید وہ جان جائے کہ دوجمع دو کبھی بھی چار نہیں ہوتا۔وہ اپنی ننھی ننھی انگلیوں سے 2 لکھنا سیکھ رہا تھا۔۔اس وقت اس کی سب سے بڑی خوشی یہی تھی کہ اسکا 2 کتاب کے 2 سے کتنی مماثلت رکھتا ہے۔۔لیکن ایک دن وہ جان جائے گا کہ اسکا 2 کتاب کے 2 سے بہت الگ تھا۔مجھے اسے اس وقت تک پڑھانا ہے جب تک وہ اس خوش فہمی سے باہر نہیں آ جاتا کہ equations کے جواب وہ نہیں جو بک کے پیچھے لکھے تھے۔۔بلکہ جواب وہی تھے جو اس نے نکالے۔۔

آج میں اپنی بڑی کتابوں کے بیچ اسکی ننھی کتابیں کھولے بیٹھی ہوں تو نجانے کیوں مجھے اسکی کتابیں بے حد دشوار لگتی ہیں۔۔ آج میں اسکو سکھا رہی ہوں کہ کونسا alphabet لائن کے اوپر رہتا ہے اور کونسا لائن کے نیچے۔۔وہ یہ سب ذہن نشین کر رہا ہے۔۔ وہ اپنی ننھی معصوم انگلیوں کے بیچ پنسل گھما رہا ہے۔۔کبھی کبھی وہ اپنے بنائے ہوئے alphabet کو بہت مایوسی سے دیکھتا ہے اور جھنجھلا کر زور سے eraser استعمال کرتے ہوئے وہ حرف مٹانے کی کوشش کرتا ہے۔۔۔نتیجتا کاغذ تھوڑا ادھڑ جاتا ہے۔ایسے میں میرا دل کرتا ہے کہ میں اسے روک لوں۔۔اسے کہوں کے زندگی کی کتاب سے اپنے حروف کا موازنا نہ کرو۔۔اپنی کتاب کے ملائم کاغذ کو اس بے دردی سے نہ رگڑو۔۔۔اپنی کتاب سے پیار کرو۔۔لیکن میں ایسا نہیں کر پاتی۔۔کیونکہ کل ہوم ورک میں سب بچوں کی ہینڈ رائیٹنگ کا موازنا ہی تو ہو گا۔۔ایسے میں اسی کو شاباش ملے گی جس نے کتاب جیسے حروف لکھے ہونگے۔۔نئے حروف لکھنے والے کو کلاس سے باہر نکال دیا جائے گا۔۔تو میں خود ہی اسے اس پلے گروپ سے لے کر یونیورسٹی تک چلنے والے موازنے کے لئے تیار کرتی ہوں۔۔اور وہ اس کچھ ادھڑے کاغذ کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی پنسل قدرے دبا کر کاپی پر بنے پنجرے کے عین وسط میں لکھتا ہے "پرندہ" ۔۔۔(ندا ایلی)

ماں
میں جلدی میں تھی..منے کو امی کے ہاں سے لینا تھا اور گھر پہنچ کر بہت سے کام کرنے تھے..امی کے گھر پہنچی تو امی نے جلدی سے منے کا سامان باندھ کر دے دیا اور اندر بیڈ روم میں چلی گئیں..میں بھی ملے بغیر باہر آ گئی۔آخر ایسی بھی کیا جلدی تھی امی کو جو ملی بھی نہیں..شاید منا اب ان کو تھکانے لگا ہے اسی لئے امی جلدی میں تھیں..میں بڑبڑاتے ہوئے باہر آ گئی ..گھر پہنچ کر میں سامان رکھنے میں مصروف ہو گئی..ایک گھنٹے بعد منے کا بیگ کھولنے کا ٹائم ملا تو میں نے دیکھا کہ تین ڈبوں میں دوپہر اور رات کا کھانا موجود تھا..امی کو معلوم جو تھا کہ ڈیوٹی واپسی پر کھانا نہیں بنا پاؤں گی..منے کے استری شدہ ننھے ننھے کپڑے ایک جانب رکھے تھے..شام کو نہلا کر پہنانے کے لئے..اسکے نئے کھلونے کے سیل نانا ابو سے منگوا کر ایک سائیڈ پر حفاظت سے رکھے تھے..موزوں کے جوڑے جو مجھے کئی دنوں سے نہیں مل رہے تھے اگلی جیب میں رکھے تھے..یہ بیگ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ ماں کبھی جلدی میں نہیں ہوتی..چولھے پر دودھ ابل رہا ہو..نیند سے آنکھیں بند ہوں..رات کے بارہ بج گئے ہوں..کوئی بھی غیر متوقع بات ہو جائے..ماں کبھی جلدی میں نہیں ہوتی..وہ آپکے لئے ہر وقت موجود ہوتی ہے..اسے وقت نکالنا نہیں پڑتا ...وہ خود آپکے لئے وقت بن جاتی ہے..
میں جو بے صبری سے امی کی کال کا ویٹ کر رہی تھی..منے کا چہرہ دکھانے کے لئے امی کو ویڈیو کال ملا دی...(ندا ایلی)

مامتا

وہ سو چکا تھا جب رخسانہ نے اسے دھیرے سے اپنے شانے سے الگ کرنے کی کوشش کی..وہ چونک گیا..اس نے پورے آنکھیں کھول دیں اور حیرت سے ٹکر ٹکر رخسانہ کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا.."تو کیا اب مجھے میری بے خبری میں یوں سوتا چھوڑ کر چلی جاؤ گی؟" اسکی شریر آنکھوں میں یہ معصوم سوال دیکھ کر رخسانہ دھیرے سے مسکرا دی اور پھر سے اسکو کمر پر تھپکی دینے لگی.کچھ ہی دیر میں وہ گہری نیند سو گیا..رخسانہ نے اسے احتیاط سے لٹایا..پھر کچن میں جاکر برتن سمیٹنے لگی..کپڑے تہہ کر کے الماری میں رکھے.نہایا ..چائے بنا کر پی..ایسے میں وہ آتے جاتے جھولے پر اک نظر ڈال لیا کرتی..ننھے کے اٹھنے سے پہلے سب کام ختم کر لوں..نیند پوری ہونے پر ننھا اٹھ گیا..اور کھیلنے لگا .. پھر سے کپڑے اور چیزیں بکھر گئیں..برتن کچن میں جمع ہونے لگے..رخسانہ نے بغور پورے گھر کا جائزہ لیا..اسی گول چکر میں چلتی گاڑی کا نام زندگی ہے..اور اسی گول چکر میں گھومتی عورت کا مدار مامتا ہے..(ندا ایلی)

ٹینڈے

اماں کے گھر روزانہ دوپہر کے دو اور رات کے نو بجے ابا کی آواز آیا کرتی تھی ..بیٹا کھانے کا ٹائم ہو گیا ہے سب ڈائننگ ٹیبل کے گرد پہنچ جاؤ پانچ منٹ میں..پھر چاہے ہم نے کالج میں برگر اڑایا ہو یا رات کو دوستوں کے ساتھ تکوں کا پلان ہو..اماں ابا کی ٹیبل پر پیالے میں موجود ٹینڈے گوشت اور اماں کے ہاتھ کی گھر میں پکی بے حد نرم اور hygienic روٹیاں کو مصنوعی پروٹوکول کے ساتھ پلیٹ میں ڈالنا ہی پڑتا تھا ۔ لیکن پیٹ چیخ چیخ کر کہتا تھا کہ رک جاؤ ، تکوں کے لئے جگہ خالی چھوڑنا...ابا کی "کھانا سب نے اکھٹے کھانا ہے " کی روایت سے کئی مرتبہ ہمارے پیٹ نے بغاوت کرنے کے کوشش کی لیکن کبھی کامیاب نہ ہو سکے...

آج ابا کی آواز سنے کئی سال بیت چکے ہیں..زندگی جوانی کا پل کراس کر چکی ہے..اب اکثر کام کے دوران وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوتا..اب ساری رکاوٹیں پار کر کے ابا کی کھانے کی ٹیبل پر پانچ منٹ میں نہیں پہنچتے..چونکہ زندگی اتنی مصروف ہو چکی ہے کہ جس ٹیبل پر میٹنگ چل رہی ہو وہیں کھانا آرڈر کر دیتے ہیں..کھانا بالکل پیٹ کی زبان کے ذائقے کا ہوتا ہے لیکن دل اتنا نادان ہے کہ نجانے کیوں اماں ابا کی ٹیبل کے ٹینڈوں میں کہیں گم ہے ..کہ ان ٹینڈوں میں بہن بھائیوں کی نوک جھونک ، اماں کی کچن کی محنت اور ابا کی "کھانا سب نے اکھٹے کھانا ہے" کی شفقت شامل تھی...تو آج میں جب رات کے بارہ یا ایک بجے میٹنگ سے فارغ ہو کر گھر پہنچتا ہوں..تو ڈائینگ ٹیبل کی ایک خالی کرسی کھینچ کر بیٹھ جاتا ہوں..روزانہ دوپہر کے دو اور رات کے نو بجتے ہیں لیکن اب ابا کی اکھٹے کھانا کھانا ہے کہ آواز نہیں آتی اور مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ میں روزانہ خالی پیٹ سوتا ہوں..(ندا ایلی)

بوٹوکس

عورت کو عمر کا خوف کیوں ہے ؟ بچے بڑے ہونے لگیں تو عمر زیادہ لگنے کے خوف سے عورتیں کہنے لگتی ہیں کہ ہماری شادی تو بچپن میں ہو گئی تھی..مانگ نکال کر سفید بال ڈھونڈ ڈھونڈ کر توڑ دیتی ہیں..ماتھے پر بنتی شکنوں کے لئے ٹیکے لگوانے لگتی ہیں کہ بچے کو جھانپڑ مارنے کے دوران بھی ماتھے پر بل نہ بنے..یہ بوٹوکس بھی عجیب چیز ہے کہ عمر کی دراڑیں تو چھ ماہ کے لئے چھپا دیتا ہے لیکن دل پر لگی دڑاڑوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا..دل کو بوڑھا ہونے سے نہیں بچا سکتا..میرے سامنے بیٹھی چالیس میں داخل ہوتی عورت مجھ سے اپنی ناک کے گرد بنتی شکنوں کا علاج طلب کرتی ہے ..وہ کہتی ہے کہ میاں چھ ماہ بعد واپس آ رہے ہیں کہتے ہیں تمہارے چہرے پر ایک شکن نہ ہو...ایسا کہتے ہوئے اسکی ٹوٹی پوٹی انا کی شکنوں کا عکس اسکی آنکھوں میں صاف نظر آتا ہے..لیکن اسے چھپانے کے لئے وہ کسی ٹیکے اور علاج کی فرمائش نہیں کرتی .. کہ وہ عکس اس کے علاؤہ کسی کو نظر نہیں آتا ...کہ ان شکنوں کے داغ کسی کو بدنما نہیں لگتے..

(ندا ایلی)

پہلی لوری

وہ اک بے ربط بے سری سی لوری تھی جو میں نے پہلی بار اس کے لئے گائی تھی..اس میں اسکا نام اسکی نیلی ٹوپی اور کالے پاجامے کا ذکر تھا..وہ بالکل بے معنی سا نغمہ تھا..مگر وہ اس کے دماغ یا شاید دل میں نقش ہو گیا تھا.کیونکہ جب وہ کبھی کسی انجانے درد سے رو پڑتا تھا تو کوئی rhyme کوئی poem اسکے درد کا مداوا نہیں کر پاتی تھی سوائے میری آدھی ادھوری لوری کے...وہ روتے روتے چپ ہو جایا کرتا تھا..وہ آنکھوں میں آنسو لئے ہی مسکرانے لگتا تھا..معلوم ہوتا تھا کہ درد ابھی وہیں ہے لیکن اسے احساس ہے کہ کوئی ہے جو میرے پاس ہے ..وہ مجھے گرنے سے پہلے تھام لے گا..جو مجھے اپنی صبح اور شام دے گا..
اب سمجھ میں آتا ہے کہ زندگی بھر بے شمار سریلے نغمے سننے کے باوجود ابھی تک سالوں پرانی ماں بابا کی لوری کیسے یاد ہے...کہ چڑیا گھنے درخت میں مضبوط گھونسلہ بنا لینے کے باوجود اپنی ماں کی چونچ میں پھنسا پہلا تنکا کبھی نہیں بھولتی...(ندا ایلی)

فیملی ٹری

اس ایک کردار کے آنے جانے سے کتنے نئے کردار بن جاتے ہیں۔۔اس ننھے فرشتے کے آ جانے سے سب کو اک نیا رشتہ مل گیا تھا۔۔اماں دادی جان بن گئی تھیں۔۔میں تایا بن گیا تھا، میرا بھائی بابا بن گیا تھا۔۔یکدم جیسے زندگی کے میڈلز میں ایک اور میڈل کا اضافہ ہو گیا تھا۔یوں اک نئی زندگی کے آجانے سے ہم میں بھی اک نئی زندگی آ گئی تھی۔ وہ آنکھیں بند کرتا تھا تو اپنی جانب کھینچتا تھا۔۔انکھیں کھولتا تھا تو اپنی جانب کھینچتا تھا۔۔ شام گھر واپسی پر اپنے بچوں کی دو چاکلیٹس کے ساتھ اک تیسری چاکلیٹ لانے لگا تھا۔۔۔صبح گھر سے نکلتے ہوئے اک انجانا احساس رہنے لگا تھا کہ گھر واپسی پر میرے بچوں کے علاؤہ وہ بھی میرا انتظار کرتا ہے۔۔وہ مجھ سے وہ لاڈ بھی اٹھوا لیتا ہے جو وہ اپنے ماما بابا سے نہیں اٹھواتا۔۔۔ہماری عمر گزرنے کے ساتھ ساتھ ایک رشتے سے جڑے نئے رشتے زندگی کا حصہ بنتے چلے جاتے ہیں۔اسی کو فیملی ٹری کہتے ہیں۔۔جس کے سائے تلے بہت سکون ملتا ہے۔۔
(ندا ایلی)

پرائی

بیٹی کا کمرہ چھوٹا بنانا اس نے کل کو اپنے گھر کا ہو جانا ہے ، اماں نے نئے مکان کا نقشہ دیکھتے ہوئے کہا..بینک کا لون محدود ہے..بیٹی کی بجائے بیٹے کو باہر پڑھنے بھیجیں تو بہتر ہو گا.. قاسم صاحب نے گلے ملتے ہی کہا..جائیداد میں بیٹی کا حصہ کم رکھنا اسکی شادی خاندان سے باہر ہی ہونی ہے ..چچا جان نے مشورہ دیتے ہوئے کہا..اس کو نوکری کی اجازت نہ دیں کل کو اس نے وہی کرنا ہے جو اس کا شوہر چاہے گا ..بھائی جان نے مجھے سمجھاتے ہوئے کہا..اس کی پیدائش کی تاریخ سے لے کر وداعی کی تاریخ تک میں یہی سنتا رہا کہ بیٹی تو پرائی ہے... آج اس کی رخصتی پر میں یہ سوچتا رہا کہ یہ نہ کرو پرائی ہے وہ نہ کرو پرائی ہے کہنے والے لوگوں نے کبھی یہ کیوں نہ کہا کہ بیٹی سے اتنا دل نہ لگا لو..پرائی ہے...آج اس نے قرآن پاک کے سائے تلے ڈگمگاتے قدموں سے چلتے ہوئے کئی بار رک کر ادھر ادھر دیکھا تھا..مجھے معلوم تھا کہ وہ مجھے ڈھونڈ رہی ہے..میں بھی اسے ڈھونڈ رہا تھا...مجھے معلوم نہیں تھا کہ آج اس لمحے سے ہم ہمیشہ ایک دوسرے کو ڈھونڈا کریں گے..کبھی اس کی ٹوٹی گڑیا کےپاس اور کبھی میرے ٹوٹے چشمے کے قریب...اور پرائی گڑیا کو ٹوٹے چشمے سے دیکھنے تک کے اس سفر میں کتنی اپنائیت تھی یہ کوئی نہیں جان سکتا..(ندا ایلی)

اولاد

مجھے آج بھی یاد ہے..میرے امتحان تھے..منے نے ابھی گردن سنبھالنا شروع نہیں کی تھی..اور اماں کہا کرتی تھیں کہ ایک بار اسے گردن سنبھال لینے دو پھر اس کی دیکھ بھال کرنا کچھ آسان ہو جائے گا ..پھر تم امتحان کی تیاری کر لینا اور امتحان دے دینا.. پھر اس طرح کے کئی جملے سننے کو ملے..ایک بار بس یہ چلنا شروع ہو جائے..بس ایک بار اس کی پوٹی ٹریننگ ہو جائے..ارے بس ایک بار اسکی سکولنگ شروع ہو جائے ..بس ایک بار یہ اپنی کنگھی کرنا خود سیکھ جائے.اسے اپنا بیگ بنانا جائے.....پھر تم اس کی طرف سے تھوڑا بہت بے فکر ہو سکتی ہو.....

لیکن ایسانہیں ہے..آج اللہ کے فضل سے وہ میرے سامنے سٹیج پر کھڑا اپنی ڈگری وصول کر رہا ہے..آج وہ اپنے بہت اہم فیصلے خود کر سکتا ہے..وہ تو ایک بچے سے ایک عاقل بالغ شخص بن چکا ہے لیکن میں آج بھی اس کے لئے فکر مند ہوں کہ میں جو ایک ماں بن گئی تو اس مرحلے سے آگے نہیں نکل سکتی کہ شاید اس سے اگلا کوئی مرحلہ ہے ہی نہیں..اس سے آگے کوئی دوڑ ہے ہی نہیں..اس سے مشکل کوئی امتحان ہے ہی نہیں..کہ جب میں اک ماں بن گئی تو اپنی زندگی کی دوڑ کو کچھ دیر کے لئے بریک پر لگا دینا ہوتا ہے..بعض اوقات یہ بریک بہت لمبی ہو جاتی ہے..اکثر یہ بریک ایک عمر پر محیط ہو جاتی ہے...پھر کبھی مڑ کر گرد سے اٹے پرانے فوٹو فریمز کی طرح اپنی ساکت ہوتی زندگی کی دوڑ کو دور سے دیکھ لیتے ہیں...اولاد کی موجودگی میں ہم بھاگتے بھاگتے اپنی ریس سے باہر نکل جاتے ہیں..خود کو withdraw کر لیتے ہیں..اور اپنے مدار کے گرد گھومتی اپنی اولاد کا ناظر بن کے سٹیڈیم میں بیٹھے پرشوق اور بے حد مخلص تماشائی کی طرح اس کی حوصلہ افزائی کی تالی بجانے لگتے ہیں.اور ایسے میں اپنے لئے کسی کی بجائی گئی تالی کی خواہش ختم ہو جاتی ہے...(ندااایلی)

دھوپ کنارے

پرانے گھر کی دھوپ میں ایک عجیب سی گرمی تھی ۔ معلوم نہیں ہم اسوقت کتنے ہوشمند تھے ..لیکن پھر بھی دھوپ کنارے کے بیک گراؤنڈ میں چلتی نظم 'رات یوں دل میں تیری کھوئی ہوئی یاد آئی ' سنتے ہوئے کسی ننھے فلاسفر کی طرح سر ٹیک کر آنکھیں نیم وا کر لیا کرتے تھے..ڈاکٹر احمر اور مس خان کے بیچ چلتی انا کی جنگ اگرچہ اسوقت سمجھ نہیں آتی تھی..لیکن پھر بھی ہمارا ننھا دماغ اور معصوم دل سیریل کے آخر میں ان کے ملاپ کی خواہش کیا کرتا تھا..امی کی گود میں بیٹھ کر ریپیٹ ٹیلی کاسٹ میں یہ ڈرامہ دیکھتے ہوئے اکثر مس خان کا ہیئر سٹائل کاپی کرنے کا دل کرتا تھا جس پر نانی اماں مسکرا کر کہا کرتی تھیں کہ اب اسکا فیشن نہیں رہا...وقت کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر احمر کی یہ بات سمجھ آ گئی کہ دھوپ کے کنارے تاریک ہوتے ہیں.....ڈھلتی شام میں زمین پر حرکت کرتے ڈاکٹر احمر اور ڈاکٹر زویا کے چلتے قدموں کے سائے بچپن کی دیوار کی دوسری جانب آج بھی نظر آتے ہیں.. اس کے پیچھے بجتی دھن میں اماں ابا کے گھر کا سکون ہے..حسینہ معین کا قلم ہمیشہ زندہ رہے گا...
رات یوں دل میں تری کھوئی ہوئی یاد آئی.....
(ندا ایلی)

بیڈ شیٹ

پہلے پہل گاڑی میں یا تو بیگم کی پسند کی غزلیں لگتی تھیں یا میری پسند کا پنجابی میوزک..لیکن اب وہ بڑا ہو رہا تھا ..اب وہ ایک جیتے جاگتے فرد کی طرح اپنی کار سیٹ پر بیٹھا کرتا تھا.. گفتگو بدلنے لگی تھی..موضوعات ترجیحات تبدیل ہو رہی تھیں.. اب میرے اور اس کے علاؤہ "وہ" بھی ہم میں موجود رہنے لگا تھا.. پہلے پہل جو لمبے سفر پر گاڑی چائے کا ڈھابہ دیکھ کر رکا کرتی تھی..اب کبھی غبارے والے اور کبھی بلبلے والے کے پاس رک جایا کرتی تھی..اب ہم بھی سردی میں ٹھنڈی ٹھنڈی آئس کریم انجوائے کرنے لگے تھے..اب ہمیں بھی دلچسپی تھی کہ ٹوئے سٹوری میں کونسا نیا کردار آنے والا ہے اور Kipo اب کیا کرنے والی ہے..گفتگو بدل گئی تھی۔کھانے میں مرچی نمک کا تناسب ، گھر میں ٹی وی چلنے کے اوقات ، کسی کو مخاطب کرنے کا انداز ، الفاظ کا چناؤ، سب تبدیل ہو چکا تھا..میں نے اس روز بیڈ کی چادر کو غور سے دیکھا..بیگم اب گہرے رنگ کی چادر بچھاتی تھی کہ اب ہماری فیملی میں شامل ننھے کردار ہمارے بچے ہماری زندگی کا حصہ تھے۔وہ روز چادر پر کوئی نیا رنگ گرا دیتے تھے... وہ بیڈ کی چادر کے رنگ کی طرح ہماری زندگی کی رنگ بھی تبدیل کر رہے تھے..انسان کیسے ایک سے دو اور پھر دو سے تین ہو جاتا ہے ..وہ کیسے دیکھتے ہی دیکھتے اپنی ذات کو تقسیم کرنا سیکھ لیتا ہے..وہ کیسے پنپنا سیکھ لیتا ہے....

یکا یک ابھی ابھی بچھائی گئی نئی بیڈ شیٹ پر گڑیا نے کلرنگ کرتے ہوئے گہرا نیلا رنگ گرا دیا..میں نے چونک کر الجھن کا شکار اپنی بیگم کی جانب دیکھا..ہم کچھ دیر ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے رہے..پھر دونوں ہی کچھ سوچ کر ہنس دیئے..آج ہم نے بیڈ شیٹ تبدیل نہیں کی....(ندا ایلی)

روشنی

وہ گود میں لیٹے لیٹے تھک گیا تو میں نے اس کا رخ شیشے کی جانب کر دیا..وہ بہت غور سے تیزی سے گزرتی ٹریفک دیکھنے لگا.. تیز روشنی سے اس کی پتلیاں کبھی سکڑتی تھیں اور کبھی پھیل جاتی تھیں..وہ حیرت اور دلچسپی کے ملے جلے جذبات لئے ایک ٹک باہر دیکھتا رہا..میں اس کے چہرے کی جانب غور سے دیکھ رہی تھی..میرے ننھے منے..ابھی تم اس شیشے کی دوسری جانب سے اس دنیا کی طرف دیکھ رہے ہو ..تمہیں بالکل نہیں معلوم کہ اس دنیا کا کھیل تماشہ تمہارے کھلونوں جیسا معصوم نہیں..اس کی روشنی تمہاری جلتی بجھتی پلے لائٹ جیسی سچی نہیں..اس چوک کے بیجوں بیج کھڑا دھات سے بنا یہ بے حد لمبا گھوڑا تمہارے ننھے سے گھوڑے جیسا مخلص نہیں .. یہاں کا بادل برس جائے گا ،یہاں کا پرندہ گھونسلہ چھوڑ جائے گا یہاں کا طیارہ گر جائے گا یہاں کا پستول چل جائے گا ..

سوچتے سوچتے میں نے چونک کر دیکھا..ننھا منھا پرشوق نگاہوں سے باہر کی رنگینیاں دیکھتے دیکھتے سو گیاتھا..کاش تم اس شیشے کے پار اسی طرح روشنیاں دیکھتے دیکھتے سو جایا کرو.. اللہ مجھے اتنی ہمت دے کہ تم تک یہ روشنی تو پہنچ جائے لیکن اس کے ساتھ آتی حدت اور تپش میں اپنے اندر جذب کر لوں....

(ندا ایلی)

طاقت

پورے دن میں کئی ایسے لمحے آتے ہیں جب وہ دونوں ہاتھ آگے کی جانب بڑھاتے ہوئے اپنی ماں طرف آنا چاہتا ہے لیکن اس کا ننھا منا وجود ابھی اسے سنبھالنے کی طاقت نہیں رکھتا لہذا وہ ناراضگی اور مایوسی کے ملے جلے جذبات لئے گھبرا کر رونے لگتا ہے..ایسے میں ایک ماں تڑپ کر اپنے بچے کو اپنی گود میں بھر لیتی ہے..عین اسی مقام سے اللہ پاک والدین کے دل میں بچوں کے جذبات پرھ لینے کی قوت پیدا کر دیتا ہے..یہ ایک ایسی ان دیکھی طاقت ہے جس کا فلسفہ تمام عمر سمجھ نہیں آتا..کہ شام ڈھلے گھر آنے پر جب میں ٹھنڈ سے کمبل میں گھس جاتا ہوں تو اماں اک گرم چائے کی پیالی لئے کمرے میں چلی آتی ہیں...اور میں اسی مچلتے ننھے بچے کی طرح پرشوق نگاہوں سے اپنی ماں کو تکنے لگتا ہوں..
(ندا ایلی)

مچھر

وہ پریشانی میں بڑبڑانے لگی..اتنی مشکل زندگی ہے، اخراجات ہیں..بجلی پانی کا بل ، بچوں کے لئے اچھے سکول کا انتخاب اور اسکی فیس، پچھلے سال گاڑی کے لئے لیا گیا لون ، اس مہینے کمیٹی کی قسط ، ابا کی کھانسی ، اماں کا بلڈ پریشر ، گڑیا کے سر پر بنا پھوڑا..کیسے آخر کیسے مینج ہو گا سب کچھ..فیاض ابھی تک گھر نہیں آئے..گڑیا انتظار کرتے کرتے سو گئی ہے..اچانک اس نے گڑیا کے ماتھے اور اپنے ہاتھ پر بیٹھے خون چوستے مچھر کی جانب دیکھا..وہ غصے سے تلملا اٹھی..اور سب مسئلوں سے بڑھ کر یہ مچھر..شاید فیاض نے دیکھا ہی نہیں ..مچھروں کا کنوپی نیٹ اوپر سے پھٹ گیا ہے..اف اب ساری رات مچھر بھنبھنائیں گے..وہ بے حد الجھن میں سوچتے سوچتے سو گئی..رات کے کسی پہر آنکھ کھلی تو فیاض پر نظر پڑی..وہ سیڑھی پر چڑھ کر کسی طور نیٹ کی چھت کو کسی کپڑے کے ٹکڑے سے ڈھک رہے تھے..

وہ پھر بے خبر سو گئی..صبح آنکھ کھلی تو سب گہری نیند سو رہے تھے..رات اس آدھے ادھورے کپڑے کی مدد سے جو فیاض نے پھٹے نیٹ کے اوپر رکھ دیا تھا..کوئی مچھر اندر داخل نہ ہو سکا تھا..گڑیا چین کی نیند سو رہی تھی...اس نے فیاض کی جانب دیکھا اور مسکرا دی..اس شخص کو سارے دن کی تھکاوٹ کے بعد بھی بیٹی کی نیند کی فکر تھی..اسی کو باپ کہتے ہیں..یہ زندگی مسائل سے بھری پڑی ہے..شاید اس مچھروں سے بچاؤ کے پٹھے نیٹ سے کئی زیادہ پیچیدہ مسائل...لیکن احساس اور محبت کی دولت اگر پاس ہو تو اس نیٹ کی چھت پر بچھائے گئے آدھے ادھورے کپڑے جیسے کئی کپڑے کی ٹکڑے مل جاتے ہیں..یہ ٹکڑے بہت سے زخم سی دیتے ہیں..انہی ٹکڑوں کی بدولت طوفان تلے بھی چین کی نیند آ جاتی ہے۔اور یہ ٹکڑے مایوسی کے مچھر کو جسم میں داخل نہیں ہونے دیتے.....(ندا ایلی)

لاٹھی

سرکاری دفتر کے باہر انتظار کرتی مجبور عوام صبح آٹھ سے دوپہر بارہ بجے تک خاموشی سے اپنی باری کا انتظار کرتی ہے..بھوک ، بے چینی ، پیاس سے نڈھال ہونے کے باوجود کسی میں اتنی ہمت نہیں ہوتی کہ سرکاری افسر کے دروازے پر بیٹھنے والے دربان سے ہی اونچی آواز میں بات کر لے..اپنی غصہ نکالنے کے لئے بھی سرکاری آفس سے ایک محفوظ فاصلے پر پہنچنے کے بعد ہی اپنی بھڑاس نکالی جاتی ہے۔ لیکن اسی عوام کو اگر سرکاری ہسپتال کے آؤٹ ڈور کے باہر لائن میں لگ کر انتظار کرنا پڑ جائے تو دروازے کے دربان تو دور کی بات اندر بیٹھے ڈاکٹروں کے تقریباً اوپر چڑھ کر انہیں مختلف القابات سے نواز کر انتظار کروانے جیسے ظلم کا احساس دلایا جاتا ہے..ملک کی ہوا ایسی چلی ہے کہ بچے بچے کو پتہ ہے کہ جس کی لاٹھی ہے ، بھینس بھی اسی کی ہے .. جس کے پاس اختیار ہے عزت بھی اسی کی ہے.. اختیار کیسا؟ آپکے تبادلے کا اختیار ، آپکی فائل کئی سالوں تک لٹکانے کا اختیار ، آپکو مہینوں بلکہ سالوں دفتر کے چکر لگانے کا اختیار.. بچوں کو کتابوں میں تو سکھایا جاتا ہے کہ کسی کے باپ سے نہیں ڈرنا لیکن عملی زندگی میں سکھایا جاتا ہے کہ انتظامی دورہ کرنے والے افسر کے کتے سے بھی ڈرنا کہیں غلط وقت پر بھاؤ بھاؤ نہ کر دے اورضرروت سے زیادہ کسی چیز کی بو نہ سونگ لے...(ندااایلی)

بیاہی بہن کے نام

وہ اب کچھ اجنبی سی لگنے لگی تھی۔ وہ میری بیاہی بہن جو ہر مہینے ملنے آتی تھی اب بہن کم اور رشتے دار زیادہ لگنے لگی تھی۔۔اماں اس کے آتے ہی اس کی پسندیدہ دم والی چائے چولھے پر چڑھا دیتی تھیں۔۔لیکن اماں تو اس کی شادی سےپہلے بھی ایسے ہی کرتی تھیں۔۔ابا اس کے آتے ہی اسکے غیر حل شدہ فارمز اور جاب سے متعلق پیچیدہ معاملات لے کر بیٹھ جاتے تھے۔۔لیکن ابا بھی اس کی شادی سے پہلے بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔۔مگر میں۔۔میں شاید کچھ بدل گیا تھا۔۔پہلے آتے جاتے اس کی چوٹی کھول دینے اور سر پر چپت لگا دینے کے لئے میرے بے اختیار اٹھتے ہاتھ جیسے خود ہی کچھ سوچ کر رک جایا کرتے تھے۔۔کہ جو گھر سے وداع کر دیا ہے تو اب گھر آنے پر کوئی مصنوعی شرارت بھری ضرب بھی اسکو نہ پہنچاؤں۔۔پہلے اس کے ہاتھ سے سیب کی قاشیں چھین کھانے والے یہ ہاتھ اب رات کو اس کی لاعلمی میں اس کے بیگ میں پھلوں کے پیکٹ رکھ دیتے ہیں۔۔اب اس کے چہرے پر نکلتے دانوں پر اسے چھیڑنے کی بجائے نظر انداز کر دینا تھوڑا مشکل لگتا ہے۔۔کہ پہلے کے مقابلے اب وہ ہر چھوٹی بڑی بات پر بلبلا کر روتی نہیں ہے۔۔لیکن اس کی آنکھوں کے کونے اکثر لال رہتے ہیں۔۔اور مجھے یہ لال کونے بہت دور سے نظر آ جاتے ہیں۔۔

(ندا ایلی)

Celebration

وہ کہنے لگی۔ celebration کا معیار بدل گیا ہے شاید۔سٹیج پر موجودگی ، شیلڈ اور سب کی نگاہوں کا مرکز بن جانے کو اب میں ضروری نہیں سمجھتی۔۔۔اس نے دودھ پی کر ڈکار لے لیا ، وہ جھولا لیتے ہوئے کھلکھلا کر ہنس دیا، میں نے اسے نہلایا اور اس کے بعد اسے چھینک نہیں آئی، وہ ساری رات سکون سے سویا ، میں نے اسکی گردن کے پیچھے نکلا دانہ بروقت دیکھ لیا، صبح اسکی آنکھ کھلنے سے پہلے میں اسکے سامنے موجود تھی اور وہ آنکھیں کھولتے ہی مجھے دیکھ کر مسکرا دیا۔۔ایسے کئی لمحے اب میں دن میں کتنی ہی بار celebrate کر لیتی ہوں ۔ کوئی میرا نام لے کر مجھے سٹیج کی طرف نہیں پکارتا لیکن میں پھر بھی تالیوں کی گونج سنتی رہتی ہوں۔۔۔(ندا ایلی)

پل

وہ کہنے لگی..اماں اب بوڑھی ہو چکی ہیں..جب میں دیکھ بھال کے لئے اپنا بچہ تھماتی ہوں تو سوچ میں پڑ جاتی ہو کہ جھریوں بھرے گہری رنگت والے ہاتھ اس ننھی جان کے نخرے کیسے اٹھائیں گے..لیکن بچہ تھامتے ہی اماں کی بشاش آواز آتی ہے ، "ابھی کل تو موٹا تازہ کر کے دیا تھا بچہ، آج تم پھر اسے کمزور کر کے لے آئی ہو ، دیکھو کتنا سا منہ نکل آیا ہے اسکا..اور یہ کپڑے تو رات سے پہنے ہوئے ہیں اسنے..یہ میں ابھی بدل دوں گی..اماں بڑبڑاتے ہوئے نہ جانے کیا کچھ کہتی رہتی ہیں۔لیکن مجھے جیسے کسی چیز کی آواز نہیں آتی ..مجھے صرف اماں کا تھکا ہوا لیکن مسکراتا چہرہ نظر آتا ہے جو اب منے کی مالش کرنے میں مصروف ہے ... صبح سے شام ہو جاتی ہے..بچہ میرے ساتھ نہیں لیکن تحفظ کا احساس ایسا کہ لگتا ہے میں ایک ہاتھ سے مریض کا نسخہ لکھ رہی ہوں تو دوسرے ہاتھ سے منے کو جھولا جھلا رہی ہوں..ڈیوٹی ختم ہو جاتی ہے اور میں گھر آ جاتی ہوں ..
رات گہری ہو جاتی ہے اور میں نانی کے بنے نئے ننھے سویٹر ہاتھ میں لئے یہ سوچتی رہ جاتی ہوں کہ آخر ماں باپ ہماری کتنی ندیوں کے پل بنیں گے..اور کیا ہم کبھی بادل بن کر اس پل کو تیز دھوپ اور ساون سے سایہ دے پائیں گے؟؟(ندا ایلی)

ہیرے کی انگوٹھی

لڑکی والوں نے جہیز میں کیا دیا؟ مسز خان نے چائے کے گرم گھونٹ بھرتے ہوئے پوچھا..زیتون بیگم نے ایک نظر نظریں جھکائے بیٹھی اپنی بہو کی طرف دیکھا اور کہنے لگیں...بہت دولت دی،سمجھیں اپنا سارا اکاؤنٹ ہی خالی کر دیا..اس کے ماں باپ نے اپنی جوانی سے بڑھاپے تک کی تمام داستان بس ایک تقریب میں ہمارے نام کر دی..اس کی ماں نے اسکو دودھ پلانے سے کے کر باورچی خانے میں اسکے لئے گرم گرم پراٹھے تلتے تلتے سیک لگتے ہاتھوں کی محنت ہمارے سپرد کر دی..اسکے والد نے پلے گروپ سے لے کر یونیورسٹی تک اس کے تمام سرٹیفیکٹ جمع کرانے اور اسکو امتحانات دلانے کی دوڑ دھوپ ہمارے نام کر دی..
اسکے بہن بھائیوں نے شرارت بھرے بچپن کو ایک ڈبے میں بند کیا اور اس کے اوپر لال ربن لگا کر ہماری دہلیز کے باہر رکھ گئے...جب چاہے ماں سے بالوں میں تیل کی مالش کروا لینے ،بابا سے
فرمائشیں کر لینے اور بہن بھائیوں سے گپ شپ کر لینے کی لذت کو بھلا کر اسے ہمارے درودیوار کے حوالے کر گئے... کیا بتاؤں بہن آپ کو کہ ہمیں تو اتنا کچھ مل گیا کہ گھر میں جگہ کم پڑ گئی..
تو ہم نے اپنے دل کی دروازے کھول دئیے کہ اتنی محبت صرف دل میں ہی سما سکتی ہے..یہ مفصل جواب سن کر مسز خان نے اپنی سمدھن کی دی ہوئی ہیرے کی انگوٹھی جو وہ کافی دیر سے نمایاں کرنا چاہ رہیں تھیں اتار کر اپنے بیگ میں رکھ لی....
(ندا ایلی)

چھپن چھپائی

میں کچھ بدل گیا ہوں۔میں اپنے دن کے مصروف ترین لمحات میں یونہی اماں کا نمبر ڈائل کر دیتا ہوں۔۔گرین سگنل کے انتظار میں چالان کی پروا نہ کرتے ہوئے ابا کو اک وائیس میسج بھیج دیتا ہوں۔یہ جانتے ہوئے بھی کہ اماں کچن میں ہیں اور برتن کھنکنے کی آواز آ رہی ہے،میں یونہی سیڑھیاں چڑھتے چڑھتے اماں ہر اک نگاہ ڈال لینے کے لیے واپس اتر آتا ہوں۔۔صبح آفس کے لئے نکلنے سے پہلے میں چند لمحے رک کر یہ اطمینان کر لیتا ہوں کہ اماں ابا کے ہنسنے باتیں کرنے کی آواز آ رہی ہے یا نہیں ؟ یہ آواز تندرست و توانا ہے؟ اماں اٹھتے ہوئے جوڑوں پر ہاتھ تو نہیں رکھنے لگیں۔۔ابا کی کھانسی لمبی تو نہیں ہوتی جا رہی۔۔
میں بیت بدل گیا ہوں۔۔شاید میں ڈر گیا ہوں۔۔میں اماں ابا کی بوڑھی ، گہری ہوتی ، شکنوں والی جلد، نظر کے چشمے اور دوائی کی الماری سے ڈر گیا ہوں۔۔اس لمحے میں وقت سے مخاطب ہو کر کہتا ہوں کہ ٹھہر جا ، رفتار آہستہ کر کے تھوڑا سانس لے لے ۔۔۔کہ میں اب بھی چاہتا ہوں کہ آواز دے کر چھپ جاؤں ، اماں ابا کو خوب ستاوں ، مجھے انکی کھانسی ، چڑھتے سانس ، تھکتے قدموں کی فکر نہ ہو ، وہ دوڑتے ہوئے مجھے ڈھونڈیں۔۔اور اپنی بانہوں میں لے لیں۔۔(ندا ایلی)

آج سپورٹس ڈے میں parents کو بھی دعوت دی گئی تھی۔وہ کیمرا سنبھالے اگلی نشت پرہی بیٹھ گئی تھی۔کچھ ہی دیر میں grade one کے بچوں کی قطار چلتے ہوئے سامنے آ گئی۔۔اس نے غور سے دیکھا۔۔ننھا شیرو قطار میں چھوٹے قد کے باعث سب سے آگے تھا اور سر جھکائے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا رہا تھا۔۔اس کے پیچھے کھڑے لمبے لڑکے اس کا مذاق اڑا رہے تھے۔کچھ ہی دیر میں ریسز شروع ہوئیں۔ننھا شیرو کچھ بچوں کے ساتھ پیچھے رہ گیا اور کچھ بچے دوڑتے ہوئے آگے نکل گئے۔ceremony ختم ہوئی۔ انعام جیتنے والے بچوں کی قطاریں بنائی جانے لگیں۔نجانے میرا شیرو کہاں ہے۔۔اس نے سوچا لیکن پھر اس کی توجہ پوزیشن ہولڈر بچوں کی جانب مبذول ہو گئی۔۔یہ بچے کیوں زیادہ کامیاب ہیں۔۔ان کی مائیں انکو کیا کھلاتی ہیں۔۔لیکن میں بھی بہترین لنچ بنا کر دیتی ہوں۔۔میرا بچہ اس سٹیج پر کیوں نہیں کھڑا ہوا؟ اس نے خود سے سوال کیا اور تالیوں کی گونج میں ننھے شیرو کی معصوم آواز اس تک پہنچ ہی نہ سکی۔یکدم اس نے سامنے دیکھا، ایک جانب runners-up بچوں کو بٹھایا گیا تھا۔۔ننھا شیرو بھی وہاں بیٹھا تھا اور اپنی بھوری اداس آنکھوں سے اپنی ماں کو نجانے کب سے دیکھ رہا تھا۔۔سارا زمانہ جو ریس میں اول آنے والے بچے کے لئے تالیاں بجا رہا تھا لیکن وہ چاہتا تھا کہ اسکی ماں اس کے لئے سیٹی بجائے ۔۔وہ تڑپ کر کھڑی ہو گئی۔۔بچوں سے بھرے میدان میں اس وقت اسے جیسے شیرو کے علاؤہ کوئی نظر نہ آیا۔۔ اس مقابلے بازی کے میدان میں میں اپنے ننھے بچے کو کہیں کھونے نہیں دوں گی۔۔اس نے زور سے شیرو کو پکارا اور وکٹری کا نشان بنایا۔۔کچھ دیر پہلے اداس بیٹھا شیرو بھی اپنی سیٹ سے کھڑا ہو گیا اور ایک فاتح کھلاڑی کی طرح جھومتا ہوا اپنی ماں کو ہاتھ ہلانے لگا۔۔اس وقت اسے احساس ہوا کہ جیتنے اور ہارنے سے بڑھ کر ایک چیز ہے کوشش کرنا۔۔ اپنے لئے کوشش کرنااور اس کوشش کے لئے ماں اور باپ کے دیئے گئے اعتماد کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔۔وہ اپنی سیٹ سے اٹھی اور بھاگ کر ننھے شیرو کو گلے لگا لیا۔۔(ندا ایلی)

سنو

اس کی آواز جیسے کسی گھڑے کے پانی سے گزر کر آ رہی تھی ۔ کہنے لگا ، "لوگوں سے اپنی باتیں نہ کہنا۔مجھ پر یہ گزری،کیا کہوں وہ رات کیسے گزاری، کسی سے نہ کہنا..تمہیں لگے گا کہ تمہاری کہانی تمہارے دل سے نکل کر ان کے دل میں محفوظ ہو گئی ہے اور اب کبھی آنسو بن کر باہر آئے گی..لیکن ایسا نہیں ہے.. وہ کبھی ان کے دل میں محفوظ نہیں ہو گی، وہ زبان کے ذریعے ہر خاص و عام تک جائے گی جسے سن کر کوئی تمہارا تمسخر اڑائے گا تو کوئی تمہیں جج کرے گا،تہارے لفظ تہماری کہانی سے نکل کر اخبار میں چھپنے والی خبر بن جائیں گے،وہی اخبار جس میں سموسہ لپیٹ کر کوئی من چلا تمہارے لفظ کھا جائے گا .. تمہارے الفاظ کسی آنکھ کا پانی بننے کا انتظار کرتے رہ جائیں گے..اگر کوئی تمہاری کہانی سننے کا منتظر ہے تو وہ تم خود ہو..تو کبھی آتش دان کے سامنے بیٹھ کر ایک چائے کے کپ پیتے ہوئے خود سے بات کرو .. اور جب اپنی ہی کہانی سنتے سنتے تم رو پڑو تو اپنے دل میں جھانک لینا..تم جان جاؤ گے کہ تمہارے دل میں موجود رب العالمین تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، وہی تمہارا محرم ہے، اور تمہیں پہلی بار محسوس ہو گا کہ کسی نے تمہاری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر تمہاری کہانی سن لی ہے..تمہارے بے چین دل کو قرار آ جائے گا اور تمہاری کہانی کسی شام کے اخبار کی سرخی کی بجائے دل سے دل تک منتقل ہوتی داستان بن جائے گی..(ندا ایلی)

ڈرپوک

اس نے میرے کان میں سرگوشی کی،"کہتے ہیں محبت انسان کو کمزور بنا دیتی ہے۔ جب وہ ننھی جان بہت روتا ہے تو امی کہتی ہیں کہ اس کو نظر لگی ہے۔۔چند لال مرچیں چولھے پر رکھ کر جلا دو۔میں امی کی بات ہنسی میں اڑا دیتی ہوں۔امی میری دوستیں سنیں گی تو مذاق اڑائیں گی۔پھر جب سب سو جاتے ہیں ، میں چپکے سے کچن میں جا کر لال مرچیں جلا دیتی ہوں۔ میں انتظار کرتی ہوں جب تک کہ مرچیں جلنے سے میری آنکھیں نم نہ ہو جائیں۔ پھر میں خاموشی سے اس کے سرہانے جا بیٹھتی ہوں۔میں اسکی طرف نہیں دیکھتی لیکن اس سے بہت سی باتیں کرتی ہوں جنکا مطلب وہ سمجھ نہیں پاتا۔اس وقت میں مٹی کے گھر میں توے پر روٹیاں لگاتی اس سادہ لوح ماں جیسی ہو جاتی ہوں جسے لگتا ہے کہ اس کی رات کے آخری حصے میں مانگی گئی دعا کی بدولت ہی اسکی بیٹے کی موٹر سائیکل بغیر ہوا کے پہئے سے بھی چلتی رہی۔۔وہی ماں جو گھر سے نکلتے ہوئے کبھی جلدی میں بغیر کچھ پڑھے فقط اپنے منہ کی پھونک سے ہمارے ارد گرد ایسا حصار باندھ دیتی ہے جس سے ٹکرا کر تمام بلائیں واپس مڑ جاتی ہیں۔۔۔(ندا ایلی)

بڑے بہن بھائیوں کے بچے

ہر لڑکی کے دل میں ایک ماں اور ہر لڑکے کے دل میں ایک باپ کا خانہ شاید بچپن سے ہی موجود ہوتا ہے۔ بڑے بہن بھائیوں کے بچے اس خانے پر بہت پہلے ہی قبضہ کر لیتے ہیں۔وہ اس میں سکونت اختیار کر لیتے ہیں۔یہیں کھیلتے کودتے اور لاڈ اٹھواتے ہیں۔۔پھر جب اپنے بچے پیدا ہوتے ہیں تو بے شک پورے دل کے رقبے پر قبضہ کر لیں ، بھانجے بھانجی بھتیجے بھتیجی کی حاصل کردہ جگہ نہیں لے پاتے۔۔یہ پیار تقسیم نہ ہو کر بھی بٹ جاتا ہے۔ جیسے اپنے گھر کی چھت پر کھڑے ہو کر آسمان پر چمکتا ہر ستارہ ہمیں اپنے ہی گھر کی جانب حرکت کرتا محسوس ہوتا ہے۔۔(ندا ایلی)

محبت

وہ کہنے لگی..ایسا نہیں تھا کہ وہ پیدا ہوا اور مجھے اس سے محبت ہو گئی..یہ محبت مجھے اس کے ساتھ رات جاگنے سے شروع ہوئی، یہ محبت اس وقت پروان چڑھی جب میں اس ڈر سے کہ کہیں وہ پر سکون نیند میں چونک نہ جائے، اپنا اس کے سر کے نیچے رکھا ہاتھ کئی گھنٹے تک ہلاتی نہیں تھی، یہ محبت مضبوط تر ہوئی جب اس کو کھانا کھلائے بغیر میرے حلق سے نوالا نہیں اترتا تھا.یہ محبت اس کے دھلے ہوئےننھے ننھے کپڑے سکھا کر تہہ کرنے کے دوران نکھری..یہ محبت اس کے موزوں کے جوڑے ڈھونڈتے اور ٹوپیاں سنبھالتے سنبھالتے سنبھلی... تو محبت جیسی کتابوں نے بتائی ویسی نہیں ہے.. اس محبت کو رات جاگنے کی عادت ہے ، اس محبت کو کنگی کرنے کی فرصت نہیں ، اس محبت میں اپنی خواہشات ابالنے سے زیادہ فیڈر کی بوتل ابالنا اہم ہے..یہ محبت غزلوں میں بیان نہیں کی گئی، اس محبت کو کسی گیت نے نہیں گایا..لیکن یہ وہ محبت ہے جس میں عاشق لکڑی سے لوہا کاٹ لیتا ہے...(ندا ایلی)

ڈنر سیٹ

آج اسے امی کی بے حد یاد آ رہی تھی۔۔کشن سیدھے کرتے کرتے اس نے یونہی نئے برتنوں کی الماری کھول لی۔چلو آج انکو پھر سے دیکھتی ہوں۔۔کبھی کوئی بڑی شاندار دعوت کروں گی تو ہی یہ سیٹ استعمال کروں گی۔یہ دو پیالے درمیان میں اور یہ بڑی پلیٹس سائیڈ پر رکھوں گی۔استعمال کے بعد بڑی احتیاط سے دھو کر واپس رکھ دیا کروں گی۔ارے اس بڑے پیالے کا ڈھکنا کہاں گیا؟ وہ یکدم پریشان ہو گئی۔فٹافٹ سب الماریاں کھول ڈالیں، کھٹ کھٹ بہت شور مچایا۔۔ایک ایک پلیٹ باہر نکال کر دیکھا۔۔تو الماری کے کونے میں وہ ڈھکنا اوندھا پڑا تھا۔وہ مسکرا دی۔خاندان کی کتنی ہی بڑی اور شاندار دعوتیں آ کر گزر گئیں۔۔اس نے نئے ڈنر سیٹ بلکہ بہت قیمتی ڈنر سیٹ خرید کر استعمال کر لئے ۔۔لیکن امی کا دیا ہوا ڈنر سیٹ اپنی جگہ سے ہلایا تک نہیں۔۔
اسنے بڑے قرینے سے تمام برتن سمیٹے اور دھیرے سے الماری بند کر دی۔اسے آج سمجھ آئی کہ اماں کی الماری میں کچھ پرانے برتنوں کی جگہ آج تک تبدیل کیوں نہیں ہوئی۔۔۔وہ ماں کے دیئے ہوئے برتن تھے۔۔جنکا ایک کپ بھی پھسل کر ٹوٹ جائے تو پوری مارکیٹ میں ویسا کپ دو بارہ نہیں ملتا۔۔۔(ندا ایلی)

بچوں کے بچے

بچوں کے بچے سے محبت کیسی ہوتی ہے؟ یہ شدید نہیں شدید تر ہوتی ہے۔۔ابو کہنے لگے۔ پچیس تیس برس پہلے جب ایک ننھی منی جان گود میں آئی تھی تو سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کچھ اور تھی۔اور جب پچیس تیس برس بعد ایک ننھی منی جان آپکی گرم گود کی منتظر ہوتی ہے تو کیفیت بالکل الگ ہو جاتی ہے۔۔۔ کبھی اپنے بچے کو پکڑنے ، کھانے پلانے ، نہلانے میں انجانے میں جو غلطی ہوئی،اب بچے کے بچوں کو سنبھالنے کے دوران نہیں کروں گا۔ اسکے ماں باپ میرے پرانے طریقوں کو بھلے ہی نہ تسلیم کریں اور کہیں کہ ابا اماں ، سونف کے پانی ، دیسی گھی کی مالش اور ساتویں دن کے غسل کا کوئی فائدہ نہیں، میں اپنے پرانے طریقوں پر ہی عمل کروں گا۔ میں اب اسکی کیفیت جلد سمجھ جایا کروں گا۔۔میں رات سونے سے پہلے اس سے خوب باتیں کیا کروں گا۔۔ننھا بچہ ماں اور باپ کے مقابلے نانا اور نانی سے جلدی رابطہ قائم کر لیتا ہے۔۔انکی زبان ، انکی پسند نا پسند ، انکی گرمی سردی لگنے کا پیمانہ بالکل ایک سا ہو جاتا ہے۔۔ننھا فرشتہ نانی کی گود میں بہت جلدی پر سکون نیند سو جاتا ہے۔۔(ندا ایلی)

جھولا

ماں مجھے یاد ہے وہ دن جب مجھے پہلی بار ایسا محسوس ہوا کہ چند مہینے کا وہ شیرخوار اب مجھے پہچاننے لگا ہے ۔ اس کی آنکھ کے کالے ڈیلے ابھی پوری طرح سکڑے نہیں تھے جب اس نے میری گود میں لیٹے لیٹے میری آنکھوں میں دیکھنا شروع کر دیا تھا جیسے کہہ رہا ہو کہ ماں اب تم مجھے کسی اور کی گود میں نہ چھوڑ کے جایا کرو کہ اب میں تمہاری گود کی مہک پہچاننے لگا ہوں۔تمہیں مجھ سے دور جو بھی کام ہے ، تمہاری جو بھی مجبوری ہے ، تم مجھ سے دور نہ جایا کرو کہ اب میں تمہیں پیچھے سے پکارا کروں گا ، میں خوب روؤں گا۔۔میں تمہیں واپس بلا لوں گا ۔۔ماں رک جاؤ اور اپنے نرم ہاتھوں سے مجھے کچھ دیر اور جھولا جھلا دو ۔ ڈیوٹی کے دوران دوسرے مریضوں کی خدمت کرتے ہوئے میرے دماغ میں اس کامنتظر چہرہ گھومتا رہتا ہے ۔ زندگی کی دوڑ میں ہم کچھ ایسے قیمتی لمحوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے سے بس یونہی گزر جانے دیتے ہیں جنھیں ہمیشہ ہماری آنکھوں میں محفوظ رہنا چاہیے۔بس کچھ ایسی ہی بے رحم ہے یہ زندگی ---- (ندا ایلی)

عطائی ڈاکٹر

کام تو دونوں ہی ایک جیسا کر لیتے ہیں ، عطائی ڈاکٹر بھی نبض چیک کر لیتا ہے ، موکا جلا دیتا ہے ، پیٹ سے بچہ بھی نکال لیتا ہے ، مزے کی بات ہے کہ یہ پیسے بھی زیادہ کما لیتا ہے ، لوگ اس کی بات پر زیادہ یقین بھی کر لیتے ہیں اور ہم عطائی لفظ کے ساتھ ڈاکٹر بھی لگا دیتے ہیں۔ سو راتیں جاگ کر ہزار کتابیں پڑھنے والے ڈاکٹر کو یہی کتابیں ڈرپوک بنا دیتی ہیں ۔ اگر ایسا کر دیا تو ویسا نہ ہو جائے اگر ویسا کر دیا تو ایسا نہ ہو جائے۔ لیکن عطائی ڈاکٹر تو ہر رسولی کو کینسر اور ہر درد کو دل کے درد کی طرح نکال کر باہر پھینک دیتا ہے۔
تبھی لوگ دماغ میں گردے کی درد کو حقیقت سمجھ لیتے ہیں لیکن کرونا میں ماسک کی اہمیت کو فسانہ کہتے ہیں۔۔۔(ندااِیلی)

اولاد

اولاد کیا ہے؟ بیٹا اور بیٹی کی پیدائش کے بعد ان سے محبت کرنے اور ان پر emotionally dependant ہو جانے میں کیا فرق ہے؟ بیٹے اور بیٹی کی پیدائش پر احساسات میں اتنا فرق کیوں ہے؟ ایسا شاید اس لیے ہے کہ بیٹی کے پیدا ہوتے ہی ہم اس کے ماتھے پر پرائی ہونے کا stamp لگا دیتے ہیں۔"یہ کل کو اپنے گھر کی ہو جائے گی"..جبکہ بیٹے کی پیدائش کے وقت سے ہی ہم اسکو بڑھاپے کا سہارا کہتے ہوئے اس سے emotional اور financial سپورٹ کی امیدیں لگا کر اس کے نازک کندھوں پر بوجھ ڈال دیتے ہیں ۔یہی وجہ ہے کہ جوانی میں یا شادی کے بعد بیٹے کا ساتھ چھوٹ جانے کی insecurity بیٹے کی پیدائش کے وقت ہی والدین کے دل ودماغ میں گھر کر لیتی ہے اور "بیٹا ہاتھ سے نہ نکل جائے" ، " بیوی کے رنگ میں نہ رنگ جائے" ، " جورو کا غلام نہ بن جائے" جیسے خوف دل میں گھر کر لیتے ہیں۔جبکہ بیٹی کو بچپن سے ہی پرایا کر دینے کے ساتھ ساتھ اسکے دماغ میں یہ بات بھی ڈالی جانے لگتی ہے کہ ," تمہیں اپنے آپ کو اپنے میاں کے مطابق ڈھالنا ہے", "وہ رنگ پہننا چھوڑ دو جو تمہارے شوہر کو ناپسند ہیں"، "شوہر کی اطاعت میں ہی تمہاری بہتری ہے"،"اب وہی گھر تمہارا اصلی گھر ہے" ,"جو بھی ہے برداشت کرو،گالی دیتا ہے مارتا تو نہیں ہے"...اولاد کے جنس کی بنیاد پر اس قدر تضاد سے ہم بیٹا اور بیٹی دونوں کے ساتھ ہی زیادتی کر رہے ہیں۔ دونوں کو ایک جیتے جاگتے انسان کی طرح ٹریٹ کرنا بہت ضروری ہے -- emotional, psychological اور financial dependance صرف اور صرف اپنی ذات کے ساتھ رکھیں۔۔(ندا ایلی)

"ابو ایسا کیوں ہے کہ لوگ کسی کے ایک غلط کام پر اسے ہمیشہ کے لئے اچھا یا برا قرار دے دیتے ہیں اور نفرت کرتے ہیں ،لیکن ماں اور باپ نفرت نہیں کر پاتے،وہ ڈانٹ دیتے ہیں، روٹھ بھی جاتے ہیں لیکن ناطہ ہمیشہ برقرار رہتا ہے ، اس نے ابو کی سٹڈی میں جاتے ہی سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔۔

ابو نے عینک اتارتے ہوئے کہا۔"روزانہ ہماری ملاقات جن لوگوں سے ہوتی ہے، ہم انہیں ٹی وی ڈرامے کے کرداروں کی طرح بلیک اور وائیٹ میں دیکھنا چاہتے ہیں،دکاندار نے غلطی سے کم پیسے واپس کئے، ہم نے ہمیشہ کے لیے اس کو بددیانت سمجھ لیا ، نئے پڑوسی نے گزرتے ہوئے سلام نہیں کیا ،ہم نے اسے ہمیشہ کے لیے بداخلاق سمجھ لیا.یہ وہ تعلق ہیں جو انسان خود جوڑنے کی کوشش کرتا ہے،اور انسان تعلق بنانے میں ایسا ہے،خودغرض، ججمینٹل ،سطحی اور آئیڈیلزم کا شکار.لیکن پھر وہ رشتے ہیں جو اللہ پاک نے اوپر سے بنا کر بھیجے.ماں اور باپ۔۔اور دلوں میں اک پراسرار محبت ڈالی بالکل رب کی بندے سے محبت کی طرح .میں نےتمہیں اپنی آنکھوں کے سامنے بڑا ہوتے ہوئے دیکھا ہے . مجھے معلوم ہے کہ تم صرف بلیک یا وائٹ نہیں ہو،صرف اچھے یا برے نہیں ہو۔۔ میں تمہاری غلطی پر شرزنش کر سکتا ہوں ، روٹھ سکتا ہوں مگر تمہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔کیونکہ یہ محبت خدا تعالیٰ نے پیدا کی تو اس کے اصولوں سے بھی وہی واقف ہے۔۔ابو جان مسکرا دیئے۔۔

اور اسے سمجھ آ گئی کہ گھر سے دور کسی بھی ملک اور کسی بھی ٹائم زون میں ہوتے ہوئے بھی ابو اس کا فون ہمیشہ کیسے اٹھا لیتے تھے۔اس نے انکا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا۔۔۔(ندا ایلی)

غزل

وہ اک ناسمجھ مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے بڑی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا..زندگی گزارنے کے لئے محبت فقط محبت کافی ہے..ابرار صاحب نے آگے بڑھ کر اس کی نبض تھام لی..نبض ابھی کچی ہے۔ وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگے..وہ جسے ہم شروعات میں محبت سمجھتے ہیں وہ درحقیقت محبت ہوتی ہی نہیں۔وہ فقط پسندیدگی یا infatuation ہوتی ہے۔ااسوقت ہمیں لگتا ہے کہ بس اک دوسرے کی شکل دیکھ کر گزارہ ہو جائے گا۔زندگی بیت جائے گی۔لیکن نہیں،یہ اتنا سہل نہیں..کسی دن اسکا چہرہ اترا ہوا اور لہجہ تلخ بھی ہو سکتا ہے..کسی دن اس کے بال کالی گھٹا کی بجائے بنجر جھاڑی کی طرح بھی لگ سکتے ہیں، ہو سکتا ہے وہ کبھی اتنا تھک جائے کہ تمہارا انتظار کئے بغیر ہی کھانا کھائے اور سو جائے..ہو سکتا ہے کسی شام اسے جاڑے کی سردی رومانٹک نہ لگے، وہ تمہارا محبوب تمہارا ہمسفر ہمیشہ کھلتا گلاب اور شاعر کا خواب نہیں رہ سکتا..وہ ہمیشہ غزل بن کر نہیں گونج سکتا.. وہ اکثر تمہیں بکھرے بے وزن لفظوں کی سطروں کی طرح ملے گا..اور جب تمہیں اس بے وزن غزل کی ادائیگی کا ہنر آ جائے تو سمجھو اب کہیں جا کر تم نے محبت کی پہلی سیڑھی پار کی ہے۔ اب تم زندگی گزارنے کا ہنر سیکھنے لگے ہو...(ندا ایلی)

Question paper

"لیکن وہ میرا جونیر تھا،مجھ سے پہلے سینیر رجسٹرار بن گیا۔ وہ آگے نکل گیا اور میں پیچھے رہ گئی۔"وہ بہت تشویش سے یہ بات مجھے بتا رہی تھی۔آگے نکل جانا یا پیچھے رہ جانا کیا ہوتا ہے؟ میں نے پوچھا۔ "آگے اور پیچھے نکل جانے کی فرسٹیشن دماغ میں اس وقت آتی ہے جب ہم دوسروں کے ساتھ خود ساختہ "مقابلہ بازی کی میراتھان" میں حصہ لے بیٹھتے ہیں۔درحقیقت ہمیں صرف ایک ہی میراتھان میں حصہ لینا ہے۔۔وہ جس میں ہمارا مقابلہ خود سے ہے۔۔ہر گزرتے لمحے کے ساتھ خود کو ہی شکست دینی ہے۔۔کسی اور کو نہیں۔ہر انسان اپنی اپنی ریس خود لڑتا ہے۔ ہم اپنی زندگی مشکل بنا لیتے ہیں جب اپنی ریس کے ساتھ ساتھ دوسروں کی ریس جیتنے کا بھوت سر پر سوار کر لیں۔ ہر ایک کی اپنی زندگی ذمہ داریاں ہیں۔۔کسی نے 29 سال کی عمر میں فائنل امتحان دے دیا تو کسی نے اپنی زندگی کے ان لمحات میں اپنی بوڑھی ماں کی تیمارداری کرنی ہے جے فالج نے آ گھیرا ہے۔اب اس کے لئے یہی امتحان زیادہ ضروری ہے۔۔کسی نے باہر ملک کے ویزے کے لئے تگ و دو کر لی اور باہر چلا گیا تو کسی نے اسی لمحے اپنے نوزائیدہ بچے کی دیکھ بھال کرنی ہے۔۔دونوں ہی اپنے اپنے امتحانات میں کامیاب ہیں۔بس ہر کسی کی زندگی کا question paper مختلف ہے۔ پچاس فیصد سے زیادہ نمبر حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ دوسروں کی کامیابی پر خوشی سے تالی بجائی جائے اور اپنی کامیابی کے لئے صرف اپنے question paper پر فوکس کیا جائے۔۔ (ندا ایلی)

درخت

وہ کہنے لگی..'گھر مکمل ہوتا اس وقت محسوس ہوتا ہے جب گھر کا نگران طلوع آفتاب کے وقت کلیوں کو پانی دیتا نظر آنے لگے۔ وہ شوہر سے باپ بننے تک کی مسافت میں اس قدر سنور جائیں گے مجھے نہیں معلوم تھا۔" کیا مطلب؟" میں نے حیرت سے پوچھا تو وہ کہنے لگی..."انکا چہرہ اس وقت بھی حسین معلوم ہوتا تھا جب وہ ایک زمہ دار اور محبت کرنے والے شوہر کی حیثیت سے میری زندگی میں شامل تھے..لیکن جس دن وہ باپ کے شفقت بھرے جذبات سے مجبور ہو کر ہماری چند دن کی اولاد کو چین کی نیند سلانے کے لئے پوری رات جاگے تو یقین مانو ان کا چہرہ دمکنے لگا.. یہ اولاد اور باپ کے بیج لگاؤ کا رشتہ،اس کی ذمہ داری اٹھانے کا احساس،اس کی ماں کی صحت کا خیال، یہ انجانے احساسات جو اللہ پاک خود اس کھلنڈرے ، لاابالی انسان کے دل میں ڈال دیتا ہے ، اسے اپنے آشیانے کی مضبوط چھت کا رتبہ دے دیتے ہیں ..اک ایسی چھت جس سے کنبے کے ہر فرد کو تیز دھوپ میں بھی گھنے درخت کا سایہ ملتا ہے..(ندا ایلی)

محبت ؟ اسکی محبت کا ثبوت کیا ہے؟ میرے لئے سجنا اور سنورنا ؟ میرے لئے کھانا پکانا؟ میرے کپڑوں کو الماری میں سلیقے سے رکھنا؟ میرے لئیے تحفہ خریدنا؟ میں اکثر سوچا کرتا تھا..لیکن یہ سب کام تو وہ شاید ایک باہمی ذمہ داری کے طور پر نبھاتی ہو گی..محبت تو شاید بے اختیار ہوتی ہے---

اس دن گاڑی چلاتے ہوئے جب ایک خودسر چودہ پندرہ سالا نوجوان نے بائیں جانب سے اوورٹیک کرتے ہوئے اپنی غلطی کے باوجود معمولی ٹکر ہو جانے پر مجھ سے بے تحاشہ بدتمیزی شروع کر دی تو میں نے اپنی بیگم کا ایک نیا اور بے انتہا دلکش روپ دیکھا..گھر میں معمولی چوہے سے گھبرا کر مجھے آواز دینے والی وہ لڑکی اپنی سیٹ سے نکل اس نوجوان کے آمنے سامنے آ گئی..اسے اس کی غلطی کا احساس دلاتے ہوئے ٹریفک قوانین کی آگاہی دی اور اسے اسکی اور میری عمر کے فرق کے بارے تنبیہہ کی۔ میں اسے روکتا ہی رہ گیا لیکن بخدا اس وقت میرا دل کر رہا تھا کہ میری حفاظت کرتے اس نازک لیکن پر اعتماد اور بہادر وکیل کو اپنی حمایت میں دلیل دیتے ہوئے دیکھتا ہی رہوں۔اپنی بھڑاس نکال کر وہ بڑبڑاتی ہوئی گاڑی میں آ کر بیٹھ گئی۔ اس کے ماتھے پر موجود ننھے پسینے کے قطرے دیکھتے ہوئے میں سوچ رہا تھا کہ اس لڑکی میں اچانک اتنی جرات کیسے آ گئی..اور پھر مجھے میرے سوال کا جواب مل گیا۔جب میری عزت اس کے لئے اتنی اہم ہو جائے کہ وہ اپنے خوف اور جھجک کی دیوار خود توڑ کر اپنے ڈر کے روبرو کھڑی ہو جائے تو سمجھ لیجئیے وہ محبت کے دائرے میں داخل ہو چکی ہے--

میں بے اختیار مسکرانے لگا.....(ندا ایلی)

ڈاکٹر حضرات میں سب سے مظلوم طبقہ ہاؤس افیسرز کا ہی ہے۔ کالج لائف میں تو میڈیکل سٹوڈنٹ ایک بے تاج بادشاہ کی طرح کلاس میں داخل ہوتا ہے۔اگر پروفیسر کلاس سے باہر بھی نکال دے تو فیشن شو کے شو سٹاپر کی طرح باہر نکلتا ہے۔بڑا ڈاکٹر بننے کے بعد تو اس کی گاڑی پارکنگ میں لگتی نہیں کہ وارڈ میں شور مچ جاتا ہے سب آور آل پہن لو بڑے صاحب آ گئے ہیں۔مگر ہاؤس آفیسر بچارا کب وارڈ آیا اور کب گیا،کسی کو کوئی پروا نہیں۔صبح آٹھ بجے کی سوئی کی اس سے زیادہ اوقات ہوتی ہے۔کونسا مریض آج دس مرتبہ غسل خانے گیا اور کس مریض کا تین دن سے غسل خانے جانا ہی نہیں ہو سکا،اس سب کی تفصیل رنگ و بو کے ساتھ ہاؤس آفیسر سے ہی مانگی جاتی ہے۔شوگر کے مریض نے رات کو چھپ کر آم کیوں کھا لیا اور آیسولیشن کا مریض رات کو محبوبہ کے ساتھ چہل قدمی پر کیوں نکل گیا، ہاؤس آفیسر ہی جواب دہ ہے۔(بے شک اس کو خود ابھی تک انہی مصروفیات کی وجہ سے کوئی محبوبہ نہ مل سکی ہو)۔کوئی چھوٹا آپریشن کر دیا یا بڑی نالی ڈال دی،اپنی تنخواہ کے خرچے سے بڑھ کر ٹریٹ دینا ہاؤس آفیسر کی ذمہ داری ہے۔خوراک کی نالی سے لے کر پیشاب کی نالی کے درمیان گھومتا ہاؤس آفیسر اپنے گھر کے راستے پڑنے والے نالے کا پتہ ہی بھول جاتا ہے۔ایچ او کے ڈالے گئے نوٹس کی ایڈیٹنگ کسی معروف پبلشنگ کمپنی میں چھپنے والے بیسٹ سیلر ناول کی طرح کی جاتی ہے۔پھر'کس کالج سے گریجویٹ کیا'،' سیکنڈ جاب کرتے ہو؟'،'تم نے ایم بی بی ایس سے پہلے ایف ایس سی کی تھی؟' جیسے سوالات پوچھ کر اسکی مزید حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔اللہ سب ہاؤس آفیسرز کو ہمت اور اجر دے آمین۔(ندا ایلی)

گھر

قد آور بنا پھل کے آم کے درخت تلے بیٹھی اماں جی ایک ہی لائن دہرائے جا رہی تھیں۔۔بیٹا کوئی کسی کا نہیں ہوتا۔ ان کے چہرے کی گہری لکیریں بہت اداس تھیں۔وہی اولاد جس کی پیدائش پر اماں نے اپنی تنگ چارپائی میں اک آنگن جتنی جگہ بنا لی تھی ایسا آنگن جس میں اک جھولا بھی تھا ، اسی اولاد نے آج اپنے چار بیڈ روم والے گھر سے اماں کو جگہ کی کمی کے باعث نکال دیا تھا۔ اماں اس اونچے آم کے درخت کو اپنا گھر کہتی تھی۔ اماں کے سامنے جلتے الاؤ میں ہاتھ سیکتے ہوئے میں نے کہا, " اماں گھر ایسا تھوڑی ہوتا ہے ۔ گھر میں چار دیواری ہوتی ہے ، دروازہ ہوتا ہے ، چھت ہوتی ہے۔۔باہر اپنے نام کی نیم پلیٹ ہوتی ہے۔"اماں مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔۔گھر وہ نہیں جو تو نے بتایا۔۔گھر اس بنا نام کے لمبے درخت جیسا ہوتا ہے، جو باہر لگے نیم پلیٹ سے نہیں اندر بستے لوگوں سے پہچانا جاتا ہے، جو بنا چار دیواری کے بھی تحفظ اور بنا چھت کے بھی سایہ دیتا ہے، اپنے گھر کا کوئی اندر باہر نہیں ہوتا۔اپنے گھر کا دروازہ گاؤں کے بیج واقع مٹی کے ٹھنڈے سرائے کی طرح ہر وقت کھلا رہتا ہے۔۔یہ بات کرتے ہوئے اماں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔۔مجھے بنا پھل کے اس اونچے آم کے درخت کے خشک پتوں میں صبح کی نمی محسوس ہونے لگی۔۔۔ (ندا ایلی)

پانچ منٹ پہلے

ہسپتال کی ایمرجنسی میں ایک اصول کا پابند ہمیں بنا دیا گیا تھا کہ بارہ گھنٹے کی ایمرجنسی ختم ہونے سے پانچ منٹ پہلے بھی اگر کوئی مریض ہمارے یونٹ کی موجودگی میں ہسپتال علاج کرانے کی غرض سے آ گیا ہے تو وہ ہماری زمہ داری ہے۔ پھر چاہے اس مریض کے لئے اپنی ڈیوٹی سے دو گھنٹہ زیادہ ڈیوٹی بھی کرنی پڑجائے،کرنی ہو گی۔اس دوران اوورآل کی جیب میں رکھا سائلنٹ فون چاہے گھر سے آتے فون سے گھنٹوں بجتا رہے..یہ جو پانچ ، چار ، تین منٹ تک کی پابندی اور ذمہ داری ہمیں سکھائی جاتی ہے ، کسی اور سرکاری نوکری میں اس طرح اس پر عمل درآمد نہیں ہوتا بلکہ سرکاری محکموں میں غریب درخواست گزاروں کو گھنٹوں انتظار کروایا جاتا ہے۔
انتہائی نگہداشت کے مریضوں کے سٹریچر کے آگے آگے چلتا ڈاکٹر سی ٹی سکین ڈپارٹمنٹ سے لے کر وارڈ تک اس مریض کے سب ٹیسٹ کرواتا ہوا اسے اپنی نگرانی میں وارڈ چھوڑنے جاتاہے۔اسی لئے ایک ڈاکٹر اپنا خیال رکھنے سے پہلے دوسروں کا خیال رکھاسیکھ لیتا ہے...(ندااایلی)

عوام کے ٹیکس سے بنا ڈاکٹر

میڈیکل کالج میں داخلے کے پہلے دن کتنے ہی ماں باپ اپنے بچوں کے ساتھ آنکھوں میں فخر کی تسکین لئے آتے ہیں۔ گھر میں رزلٹ دیکھ لینے کے باوجود کالج کے پرانے نوٹس بورڈ پر اپنے بچوں کا نام دیکھنے کے لئے گھر سے تقریباً بھاگتے ہوئے آنے والے یہ والدین میڈیکل کالج کے پانچ سالوں کا ایک ایک دن اپنے بچوں کے ساتھ جیتے ہیں۔وہ پرانا لکڑی کا نوٹس بورڈ اپنے سامنے کھڑے ہنستے مسکراتے ناتواں بوڑھے لیکن پرجوش چہروں کو دیکھ کر خود بھی مسکرا دیتا ہو گا۔ہوسٹل میں گزارا گیا ایک ایک سیکنڈ اور امتحانات کی آنکھوں میں کٹی ایک اک رات ہمارے ساتھ جاگنے والے والدین ہی ہمارے کانوکیشن پر اپنے کانپتے ہاتھوں سے ہماری تصویر لیتے ہیں۔ تو اب اگر او پی ڈی کے دوران کوئی بھڑکتا ہوا شخص آپ کو کہے کہ ہمارا علاج کرو ہمارے ٹیکس پر ہی تو ڈاکٹر بنے ہو اور اسی سے تنخواہ لیتے ہو تو اس کے سامنے اپنے کانوکیشن کی وہ تصویر کر دینا جو ابا نے کانوکیشن کے دوران لی ، وہی تصویر جو ابا کے ہاتھوں کی ناتوانی کے باعث اگرچہ دھندلی آئی ہے۔۔لیکن پھر بھی یہ تصویر ہمیشہ والٹ میں رہتی ہے۔یہ تصویر اس ٹیکس دینے والے بھڑکتے شخص کے سامنے کر کے کہہ دینا کہ مجھے ان ناتواں ہاتھوں نے ڈاکٹر بنایا۔ (ندا ایلی)

مجھے یاد ہے،آئی سی یو میں جب اللہ کی مرضی سے مریض کی آخری سانسیں دیکھنے اور دل کی سیدھی پٹی نکالنے کے بعد ہم ان کے لواحقین کو رحلت کی خبر سناتے تھے تو اپنے لہجے کا کھوکھلہ پن پوری رات ساتھ رہتا تھا۔ ڈاکٹر کی اس کشمکش کو کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ڈیتھ سرٹیفیکٹ(ڈی سی)نامی کتنے ہی کاغذ کے ٹکڑوں پر اپنا نام لکھااور لواحقین کے انگھوٹوں کے نشانات لگوائے۔ گھر واپسی کے رستے پر ایک ایک چہرہ آنکھوں کے سامنے آ جایا کرتا تھا۔"گردے فیل ہونے کے باعث فوت ہو جانے والی ننھی بچی کے ابو جی کا ہاتھ ڈی سی پر سائن کرتے ہوئے کانپ رہا تھا۔"جوان حاملہ خاتون جو چل بسی،اس کی نوزائیدہ بچی نرسری کے شیشے میں اس بات سے بے خبر آنکھیں بند کئے سو رہی تھی"۔۔"گندم کی گولی کھا کر آئے اس نوجوان کی آنکھوں سے وصال کے وقت آنسو گر رہے تھے"۔۔کتنی کہانیاں۔۔کتنی چیخیں اور کتنے آنسو لے کر ایک ایمرجنسی کرنے والا ڈاکٹر گھر پہنچتا ہے۔ایک انجانا سا guilt ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا ہے کہ اگر اس طرح سے مینیج کرتا تو یہ نتیجہ رہتا اور کیا میں نے اپنی پوری کوشش کی؟"

یہی ڈاکٹر گھر پہنچ کر دروازے پر کھڑی اپنی ننھی بیٹی کو اس کے فیورٹ کارٹون کیریکٹر کی آواز میں خوش آمدید کہتا ہے۔۔یہ اچانک رول چینجنگ۔۔ایک ڈاکٹر سے ماں/ باپ/ بیٹا/بیٹی کی فیز میں آناآسان کام نہیں ہے۔۔پنکھے کی ہوا سے اڑتے ڈیتھ سرٹیفیکیٹ پراپنے جیتے جاگتے ہاتھوں سے سائن کرنا آسان کام نہیں ہے۔۔۔(ندااپلی)

ایک ایوارڈ

ایک ایوارڈ اس ڈاکٹر کے لئے بھی جو اپنی اور اپنے گھر والوں کی صحت و حفاظت کو خطرے میں ڈال کر کرونا وارڈ میں ڈیوٹی کرتا رہا۔ایک ایوارڈ اس نرس کے لئے بھی جو کرونا مریضوں کو انجکشن لگاتی رہی۔ایک ایوارڈ اس خاکروب کے لئے بھی جو کرونا وارڈ میں صفائی کی ڈیوٹی سر انجام دیتا رہا۔ایک ایوارڈ ان تمام ڈاکٹروں اور پیرامیڈیکل سٹاف کے لئے بھی جنھوں نے رات اپنے آرام دہ بیڈ روم کی بجائے ہسپتال میں جاگ کر گزاری...بس ایک ایوارڈ..(ندا ایلی)

گرد

میں سوچ رہا تھا۔اس چھوٹے سے گھر میں ہم دونوں رہتے ہیں۔پھر کمروں کے جالے ، دروازے کے پیچھے جمع ہوئی مٹی اور دروازے پر چھوٹو کے ننھے ننھے دودھ سے سنے ہاتھوں کے نشانوں کی پرواہ صرف اسی کو کیوں ہے؟ شاید میں صبح سے رات تک روزی روٹی کی تگ و دو میں مصروف رہتا ہوں اس لئے گھر کے درودیوار میں روزانہ آتی تبدیلیوں کو محسوس نہیں کر پاتا۔ لیکن بات شاید کچھ اور تھی۔

میں گھر کو سیمنٹ اینٹ سے بنی عمارت اور وہ تنکا تنکا اکھٹا کر کے بنایا گیا گھونسلہ سمجھتی تھی۔ اور گھونسلے میں رہتی چڑیا پورے جہان کی خاک چھان کر جن مٹی سے اٹے تنکوں کو اپنے گھونسلے کے لئے چنتی ہے ، ان پر دوبارہ کبھی گرد نہیں جمنے دیتی۔

(ندا ایلی)

میں ابھی ابھی دربار میں داخل ہوا تھا۔عجلت میں باقاعدہ کھانا نہیں لا سکا تھا۔کچھ چپس کے پیکٹ اور جوس کے ڈبے خرید لایا تھا۔دہلیز پار کرتے بہت سے مرد عورتیں بچے میری طرف لپکے تھے۔بھوک کی تھکان چہرے سے گرد بن کر اڑ رہی تھی۔وہ میرے اردگرد جمع ہو گئے۔پہلے پہل لائن میں لگے۔لیکن پھر وہ مجبور ہو گئے۔۔اپنے لاشعور میں چھپے خوف سے مجبور۔۔اگر اس اللہ کے بندے کی لائی گئی اشیا خوردونوش ختم ہو گئی تو ہم کیا کریں گے۔۔یہ بھوک کا خوف جان لیوا ہے۔اس خوف کے زیر اثر بہت سے لوگوں نے ایک مرتبہ سے زیادہ میرے تھیلے میں ہاتھ ڈالے۔اس امید پر کہ میں ان کو پہچان نہیں پاؤں گا۔۔دو فاقہ زدہ لوگ ایک دوسرے کی شکل دیکھنے سے پہلے سامنے رکھی روٹی کا سائز دیکھ لیتے ہیں۔۔۔

میں سلام پیش کرنے اندر چلا گیا۔آنکھیں بند کئے اپنی دعا کے تصور میں گم تھا کہ کسی نے مجھے چاولوں کا تبرک پیش کیا۔میں نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔میرے سامنے ایک بے حد بوڑھا آدمی مسلسل ان چاولوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔میں اس کی آنکھوں میں عقیدت تلاش کرتا رہا لیکن اس کی انکھوں میں کئی گھڑیوں کی بھوک چھپی ہوئی تھی۔کہتے ہیں کہ دربار میں عطا کیا گیا تبرک بڑی عزت و حفاظت سے گھر لانا چاہئے اور اس کا ایک ایک دانہ کھانا چاہئے۔لیکن اس بوڑھے بابا کی آنکھوں میں پھیلی بھوک کے خوف نے مجھے جکڑ لیا۔میں نےخاموشی سے تبرک وہیں چھوڑ دیا۔دیوار کی اوٹ سے میں نے دیکھا۔۔بابا نے پیٹ بھر کر کھانا کھا لیا تھا۔۔اب اس کی انکھوں میں پرسکون نیند تھی۔اس نے وہیں دربار کے ٹھنڈے فرش پر چادر بچھائی اور کسی درویش کی طرح گہری نیند سو گیا۔۔(ندا ایلی)

آج ابا اپنی اماں یعنی میری دادی کو بہت یاد کر رہے تھے۔ہم سب بچوں کو اپنے اپنے گھروں میں سیٹل کر کے ہمارے اماں ابا شاید پھر سے اپنا بچپن،اپنے ماضی کی جھلکیاں دیکھنے نکل جاتے ہیں۔ہم تو پکے رستے آگے ہی آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں لیکن اماں ابا گمشدہ پگڈنڈیوں میں پھر سے کسی کچی بستی کے منظرنامے میں کہیں کھو جاتے ہیں۔
تیس پینتیس سال پرانی کوئی یادیں کل گرزے کسی لمحے کی طرح سامنے آ جاتی ہیں۔ابا بتا رہے تھے،"ساتویں آٹھویں کلاس میں روازنہ میری دادی ماں لسی کا گلاس لئے بھاگتی ہوئی دروازے تک آتی تھی لیکن ابا کو کلاس میں پہنچنے کی جلدی ہوتی تھی۔ایسے میں ہانپتی کانپتی گلاس سے چھلکتی لسی ہاتھ میں لئے دروازے میں کھڑی اماں کی اہمیت معلوم نہیں تھی۔اس وقت لگتا تھا کہ یہ تو بس اماں کی عادت ہے۔۔گرمی میں بھی سردی سے بچنے کی ہدایت دینا،ٹفن میں اوپر نیچے دو مختلف سالن رکھ دینا کہ ایک پسند نہ آیا تو دوسرا تو کھا ہی لے گا۔۔اور شام بارش کے ڈر سے صبح ہی بیگ میں چھتری رکھ دینا۔۔"ابا بولتے بولتے یکدم چپ ہو گئے۔۔ابا کی آنکھیں نم اور آواز بھرا رہی تھی۔۔ابا کہنے لگے۔۔"لیکن بیٹا یہ جو شام میں بارش کے ڈر سے صبح سویرے ہی آپکے بیگ میں چھتری رکھ دیتے ہیں نہ ، انکی چھتری ساری زندگی سایہ دیتی رہتی ہے۔۔۔"
میں نے ابا کو سلا کر اپنا بیگ چیک کیا۔ایک نیلے رنگ کی چھتری جو کنارے سے تھوڑا پھٹ گئی تھی،اب بھی میرے بیگ میں موجود تھی۔میں نے اسے سینے سے لگا لیا۔(ندا ایلی

دوست

دوست۔ ایک، بس ایک اچھا دوست بہت ضروری ہوتا ہے۔یہ دوست بنانے کی ٹرم غلط ہے۔دوست بنایا نہیں جاتا۔دوست بن جاتا ہے۔یونہی،ایک ساتھ قدم اٹھاتے ہوئے،لفٹ میں داخل ہوتے ہوئے،پانی کی بوتل شیر کرتے ہوئے،تھکاوٹ دیکھ کر آپکا بیگ تھام لینے والا، آپکے آنسو دیکھ کر آپکو اک ٹشوپیپر پکڑاکر خاموشی سے آپکے سامنے بیٹھ جانے والا شخص،بھیڑ میں آپکو تلاش کرکے تیکھے سموسے آپ کے منہ میں ڈال دینے والا شخص...اپکا دوست بن جاتا ہے۔اس کے لئے کوئی محنت کوئی منصوبہ بندی نہیں کرنی پڑتی۔وہ آپکے میسج کے پہلے لفظ سے ہی آپکے گزرے دن کا تمام نقشہ کھینچ دیتا ہے۔زندگی کی پٹری پر سامنے سے آتی ٹرین کی سیٹی کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی ٹرین کی سیٹی پہچاننے اور اس پر سوار ہونے کے لئے اک ایسا دوست ضروری ہے۔یہ دوست قیمتی اثاثے کی طرح ہوتا ہے۔اس کی قدر کریں۔(ندا ایلی)

DUB

یا اللہ عزوجل　　بسم اللہ الرحمن الرحیم　　یا رسول اللہ ﷺ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

معزز اراکینِ ڈائمنڈ اردو بکس !

آپ سب کو ٹیم ڈائمنڈ اردو بکس کے گروپس میں خوش آمدید کہا جاتا ہے۔

گروپس کے قواعد و ضوابط :

گروپس میں کسی بھی قسم کی تصاویر ، ویڈیوز ، آڈیوز ، فیس بک/واٹس ایپ لنکس ، یا وائس میسجز شیئر کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

کوئی بھی ممبر کسی دوسرے ممبر سے ذاتی رابطہ (بغیر اجازت) نہ کرے۔ شکایت کی صورت میں متعلقہ ممبر کو تمام گروپس سے نکال دیا جائے گا۔

تمام ممبران اور ایڈمنز کے ساتھ خوش اخلاقی، عزت و وقار اور بہترین تربیت کا مظاہرہ کریں۔

گروپس میں سیاسی ، مذہبی یا کوئی بھی ایسی بحث جس سے انتشار پیدا ہو یا جھگڑے کا خدشہ ہو ، سختی سے منع ہے۔

یہ قواعد سخت ضرور ہیں، لیکن ان کا مقصد گروپ کے نظم و ضبط اور ممبران کی سہولت کو یقینی بنانا ہے۔

انتہائی اہم اعلامیہ

گروپ میں قادیانی، مرزائی، احمدی، مرتد، گستاخِ رسول، گستاخِ صحابہ و اہلِ بیت، گستاخِ اولیاء، دہشت گرد تنظیموں، پاکستان و اسلام مخالف افراد، فوج یا سرکاری اداروں کے خلاف بولنے والوں کا داخلہ سختی سے ممنوع ہے۔ ایسے افراد کی شناخت کی صورت میں انہیں فوری طور پر تمام گروپس سے نکال دیا جائے گا۔

ہم صرف معیاری کتب فراہم کرتے ہیں، تاہم درج ذیل کتب ہماری پالیسی کا حصہ نہیں ہیں:

شیعہ مکتبہ فکر کی کتب , انتشار پھیلانے والی تحریریں , اداروں اور ریاست پاکستان کے خلاف مواد , لادین، ملحد یا فتنہ پرور مصنفین کی کتب

نوٹ :

تمام کتب انٹرنیٹ سے تلاش کر کے فی سبیل اللّٰہ اور بغیر کسی معاوضے کے فراہم کی جاتی ہیں (خود سکین نہیں کرتے)۔ اگر کسی کتاب سے متعلق کاپی رائٹ مسئلہ ہو تو براہِ کرم ایڈمنز سے رابطہ کریں، متعلقہ کتاب گروپ سے حذف کر دی جائے گی۔

رابطہ برائے شمولیت یا گروپ لنک ری سیٹ

سپر ایڈمن شاہ زر خان

+92 317 6699066

ایڈمن وقاص احمد/کول فائر

+44 7716 717193

+994 40 729 52 41

ٹیم ڈائمنڈ اردو بکس گروپس

کسی بھی گروپ میں شامل ہونے کے لیے نیچے دیے گئے لنک پر کلک کریں۔

ڈائمنڈ اردو بکس

یہ گروپ کتابوں کے شائقین کے لیے مخصوص ہے۔ یہاں آپ کو ناولز، ڈائجسٹس، رسائل، ماہنامہ میگزینز، ای بکس، اسلامی کتب، نصابی کتب، سفرنامے، کالمز، انگلش و فارسی کتب اور انگلش ناولز سمیت مختلف موضوعات پر پی ڈی ایف کتب دستیاب ہوں گی۔

https://chat.whatsapp.com/CYDU6zduEpN6L07taOe8D5

ڈائمنڈ اردو بکس 2

اگر پہلا گروپ مکمل ہو چکا ہو تو یہ متبادل گروپ جوائن کریں۔

https://chat.whatsapp.com/Bwu0Cl6E4t2LUBlOFEOr7u

اردو تحاریر کا گلدستہ

معیاری اور معلوماتی اردو تحاریر و کہانیوں کے لیے یہ گروپ جوائن کریں۔

https://chat.whatsapp.com/IsutDHh4i7WLP2F60Eq1z6

کاروانِ شعر و ادب

اعلیٰ معیار کی شاعری سے لطف اندوز ہونے کے لیے اس گروپ کا حصہ بنیں۔

https://chat.whatsapp.com/KqdoEMUdGv5LWnkUdtL3vH

کتابوں پر تبصرے

یہ گروپ کتابوں پر مبنی تبصروں کے لیے مختص ہے۔ یہاں ایڈمنز اور ممبرز وقتاً فوقتاً اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ آپ بھی اپنے تبصرے شامل کر سکتے ہیں۔

https://chat.whatsapp.com/EPfkTR7NL3V13Tf9RBBXAM

ڈی یو بی میڈیا(جنرل پوسٹنگ گروپ)

یہ گروپ عمومی پوسٹس، تصاویر، ویڈیوز، آڈیوز، اسٹیکرز، خبریں اور فنی ویڈیوز کے تبادلے کے لیے ہے۔ باقی تمام گروپس میں ایسی پوسٹس کی اجازت نہیں۔

https://chat.whatsapp.com/HkSoTgeamSMBrHJTDvLk74

ڈائمنڈ لنکس ورلڈ (اونلی لنکس)

یہ گروپ صرف لنکس شیئرنگ کے لیے ہے، جیسے فیس بک، واٹس ایپ، انسٹاگرام، ٹک ٹاک وغیرہ۔ فحش مواد کے لنکس شیئر کرنے کی سختی سے ممانعت ہے، بصورتِ دیگر آپ کو ریموو کردیا جائے گا۔

https://chat.whatsapp.com/EUwJpe3tpt13dfUg17GRhy

حمد و نعت آفیشل

یہ گروپ حمد، نعت، منقبت اور دیگر اسلامی کلام کے لیے مخصوص ہے۔ فرمائش پر بھی کلام شیئر کیے جاتے ہیں۔

https://chat.whatsapp.com/KnidY2KayQHCWilMaJ0FaX

نوٹ: اگر کوئی لنک ری سیٹ ہو جائے تو درج ذیل ایڈمنز سے رابطہ کریں۔

سپر ایڈمن شاہ زر خان :

https://wa.me/923176699066

https://wa.me/994407295241

ایڈمن وقاص احمد/کول فائر :

https://wa.me/447716717193